

UNIVERSAL
LIBRARY

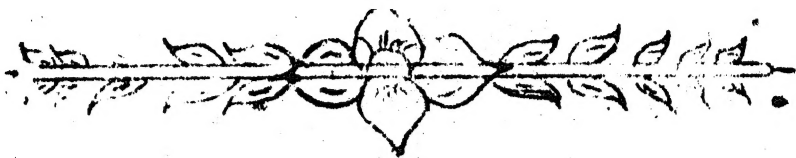
OU_228493

UNIVERSAL
LIBRARY

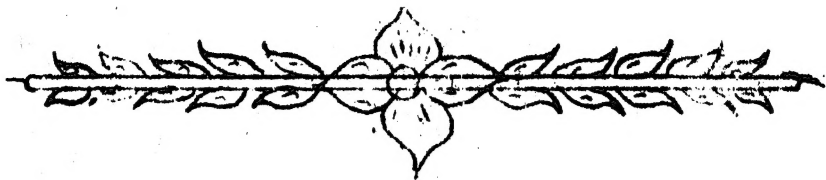
الحمد لله الذي جعل حالات سيرة نواب

شیر صولت کرم الدوله حافظ الملک نواب غفط

رحمت خان بهادر نصیر جنگلی سابق ملک بلیکنده نورالدین مرقدہ مسیحی



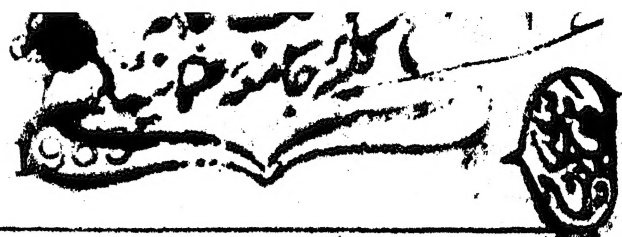
نفس سلیمان فی البدین
حالات
نواب حافظ رحمت خان



من تصنیف شیریشہ مخنوری شاعر مستند نواب محمد سلیمان خان صاحب سید الدین صمد شیرزادی

نواب موصوف الصدر باہتمام حافظ احمد سعید خان نیچر مطبع محمدی

مطبع محمدی دربار نواب بقالی طبع و



نقش نام محمد
 محمد در
 سلیم
 جنت

بج



بسم الله الرحمن الرحيم
 بعد حمد و اورند گریا



نظم
 تعالی اللہ زہی قیوم وانا تو لائی و ہرنا تو انہ شعر صانع الکیال عوجل
 ورتائیش زبان ناطقہ لال و لغت بناب ہر ورا نبیا احمدی محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین بیت محمد کرل تا ابد ہر بہت
 آرائیش نام او نقش لبست شعر محمد ہر قدرت ہر کوی و ہر کی کیا جانے
 شریعت میں قہندہ ہر حقیقتین نہا جانے و منقبت ال اظہار الامین
 الہامین السعیدین الشہیدین سید شباب الیٰ حبۃ الیٰ محمدن حسن الی
 عبد اللہ احسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما شعر بلبل صفت میں کیون ہر وں

انکادام اسد بہ بیشک حسین بن علیؑ کے پہول و ہمت
 صحابہ کبار قاتل المشرکین و الکفار شاعر صدیق و عمر خلیفہ ہادی و نیدار بہ عثمان
 علیؑ بران تحیات ہزار بہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیت زلاف
 حمد و نعت اولاست بر خاک و بختن بہ سجود میتوان کردن درود میتوان
 گفتن بہ بیان نسب ابا عبدیہ خاکسار محمدیان ذرہ عقیقہ رنگ خاندان اول
 خلائق اسید و ارجمت ایزدیشان مصرعہ بدنام کہندہ نکوام بہ محمد سلیمان اسد
 ابن نواب محمد موسیٰ خان بہادر مرحوم ابن نواب محبت خان بہادر شہساز جنگ
 خلف الرشید کرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ
 والی سابق ملک روٹکیہ نور اللہ مرقہ کہ سقدراحوال اپنا و اپنی آبا و اجداد کا
 جیسا کہ کتب معتبرہ تواریخ مثل خان جہانی و شیر شاہی و خلافت الاسلام و گلستان
 رحمت و گل رحمت و شیر المتاخرین و عمادۃ السعادت و شیر شاہی و
 تاریخ احمد شاہ درانی و انجبار حسن و صولت افغانی و تاریخ و ملکیند و غیرہ میں
 دیکھایا اپنی بزرگوں صحیح و معتبر طور پر بنا بطور یادگار برائے ملاحضہ معارف و کبار و نیز
 بخمال اولاد و احفاد خود کہ بعد امتداد و بعد نسب اپنا فراوان نشوونما و یگانہ
 و بیگانہ میں فرق جانیں رقم حوالہ قلم کرتا ہے غرض تشریفست کز ایاد و

لکن اس مختصر الہین گنجایش نہیں کہ تناسب اس حقیر کا از نواب حافظ رحمت خان
 ۱ بجفرت آدم علیہ السلام بدعنوان پہنچتا ہے کہ حافظ رحمت خان ۱ ابن تہامہ عالم خان
 ۲ ابن محمود خان ۳ ابن شہاب الدین خان ۴ ابن ناصر الدین ۵ ابن محمد شیر خان
 ۶ ابن بہادر خان ۷ ابن عبد الجبار خان ۸ ابن سلمان ۹ ابن عبدالاحد ۱۰ ابن ملک احمد
 ۱۱ خان ۱۲ ابن سلطان محمد خان ۱۳ ابن ملک افاروق ۱۴ ابن مستعان خان ۱۵ ابن عبدالمنان
 ۱۶ خان ۱۷ ابن دولتخان ۱۸ ابن بدخان ۱۹ ابن داؤد خان ۲۰ ابن طہیح ۲۱ ابن شرف
 ۲۲ الدین ۲۳ ابن ٹبرین کہ اصلی نام اسکا ابراہیم ہے ۲۴ ابن قیس عبدالرشید کہ جو بعد
 ۲۵ بنوٹ ہو درنیا مشہور دولت اسلام ہو کر ابن ایس ۲۶ ابن سلون ۲۷ ابن عطیہ
 ۲۸ ابن نعم ۲۹ ابن مرہ ۳۰ ابن حنذر ۳۱ ابن سکندر ۳۲ ابن رمان ۳۳ ابن عین
 ۳۴ ابن بہلول ۳۵ ابن سلم ۳۶ ابن صلاح ۳۷ ابن فارود ۳۸ ابن عصیم ۳۹ ابن
 ۴۰ فہلول ۴۱ ابن نبی کریم ۴۲ ابن محال ۴۳ ابن حدیفہ ۴۴ ابن مہمان ۴۵ ابن
 ۴۶ قیس ۴۷ ابن علیم ۴۸ ابن شہوعل ۴۹ ابن ہارون ۵۰ ابن فرود ۵۱ ابن ابی
 ۵۲ ابن میت ۵۳ ابن ظل ۵۴ ابن بوی ۵۵ ابن عمیل ۵۶ ابن تارخ ۵۷ ابن ازند
 ۵۸ ابن مندول ۵۹ ابن سلم ۶۰ ابن افغان ۶۱ ابن ارمیہ ۶۲ ابن سارول
 ملقب بلک طاہوت کہ قصہ اونکا قرآن مجید و فرقان حمید میں مذکور ہے

۵۸ ابن قیس الملقب ابن ابیال ۶۰ ابن خزار ۶۱ ابن حریب ۶۲ ابن فتح ۶۳ ابن عیسیٰ
 ۶۴ ابن مین ۶۵ ابن حضرت یعقوب علیہ السلام بعض مورخین نے یہود ابن یعقوب علیہ السلام
 لکھا ہے۔ ۶۶ ابن اسحاق علیہ السلام ۶۷ ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام ابن
 ۶۸ تارخ آذرت تراش ۶۹ ابن ناخور ۷۰ ابن راحون ۷۱ ابن فتح ۷۲ ابن ہود
 ۷۳ علیہ السلام ۷۴ ابن طاہر ۷۵ ابن صالح ۷۶ ابن ارشد ۷۷ ابن سام علیہ السلام
 ۷۸ ابن نوح علیہ السلام ۷۹ ابن الملک ۸۰ ابن متوح ۸۱ ابن ادریس علیہ السلام
 ۸۲ ابن ہلایل ۸۳ ابن قینان ۸۴ ابن ائوس ۸۵ ابن مہر شیت علیہ السلام
 ۸۶ ابن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے من نشتہم انچہ دیدم در کتاب
 آئینہ والد علم بالصواب سے معلوم کرنا چاہیے کہ اولاد بریج سے اب تہ
 میں لوگ بیت کم رنگی میں اور بعض نے بسبب لاعلمی و جہالت نسب اپنا
 فراموش کیا ہے دیگر اقوام افغانہ میں شمار کئے جاتے ہیں فقط اکثر کتب معتبرہ
 میں لکھا ہے کہ جب ملک طالت بر قبائلہ و مجاولہ کفار ناہنجارشہید ہو و فرزند
 ارجمند اوشی یا و گار رہے یعنی برخہ و ارمیہ برخہ سے ایک فرزند وجود میں آیا
 کہ نام اوسکا آصف کہہا اور ارمیہ سے ایک پسر ملند قدر پیدا ہوا کہ اسم اوسکا
 افغان کیا اور بعض مورخین نے ارمیہ کے دو فرزند لکھی ہیں یعنی افغان و منول

کہ قوم مغلیہ اولاد نوال ہو ہے اور افغان سب سے پہلے فرزند ظہور میں آئے ہر دو برابر
 والا قدیمی نصف اور افغان عہد حضرت سلیمان علیہ السلام میں عہدہ وزارت
 اور امانت پر ممتاز رہے بعد وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کو افغان نے
 یہ باعث کثرت اولاد کو دے سلیمان میں کہ تین ملک شام قریب بیت المقدس
 واقع ہے سکونت اختیار کی چنانچہ اسی سبب سے کہ عرب قوم افغانہ کو سلیمان
 کہتے ہیں اولاد افغان نے کبھی بت پرستی نہیں کی ہمیشہ کسی نبی کو یہ لوگ
 پیرو رہے بعدہ خوف بخت النصر سے کہ وہ اپنی تخریب قوم نبی اسرائیل کرتا
 اولاد افغان نے سکونت کو سلیمان کی چوڑ کر کوستان نواح عور
 میں کہ تابع ملک خراسان و قیام اختیار کیا زبان پتوساکنان اوس
 جا کے تھی قوم افغان بسبب بود باش کے عادی اوس زبان کی ہو گئی
 بعد امتداد بعد اصل زبان اپنی فراموش کی و بعض روایات ضعیف
 میں یہ بھی مذکور ہے کہ افغان بعد حضرت سلیمان علی نبیا بسبب
 مخالفت و مصاحبت دیوان عادی اوس زبان کا ہو گیا تھا بدینوجہ
 اوسکی اولاد میں بھی وہی زبان مروج رہی و بعض نے خلاف قیاس افغان کا
 بطن یونانی سے تولد ہونا لکھا ہے و بعض نے سلسلہ قوم افغانہ صحاح

منسوب کیا ہے واللہ اعلم بالصواب تا عہد خلافت امیر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہ مذکور میں سکونت پذیر رہے و بقول
بعض قیس عبدالرشید بزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف بدو
اسلام ہو کر و خطاب بذباط فی سفینۃ الدین پایا و جنگ فتح مکہ میں
شریک تھے کثرت استعمال سے لفظ بظان بزبان فارسی پتان ہو گیا اور
اہل ہند میں پتان شہور ہوا قوم ان کی نے سکونت ملک روہ کی اختیار
کی ملک روہ کا بھین ایران و توران اور ہند اور سندھ کی واقع ہے
حد شرقی ملک روہ کی ملحق ہے کشمیر سے اور حد غربی تا دریای املیس کہ
متصل ہے ہرات کے اور حد شمالی تا کاشغر اور حد جنوبی تا بکتر و کوہ پامیر
لکھا ہے کہ حبیب محمد قاسم پور زادہ حجاج بن یوسف ملتان پر تصرف ہوا
قوم افغان حسب جائزہ محمد قاسم کے کوہ روہ سے فرود آکر سکونت
پذیر ہوئی جبکہ محمود غزنوی نے تحت سلطنت پر جلوس فرمایا اور تاسی ملک
عراق و خراسان اور ادرالنہر اور سندھ وغیرہ پر تسلط حاصل کیا آٹھ
ہجری میں قوم افغان کے یعنی ملک غزنوی اور ملک غامون اور ملک آدو
اور ملک بخشی اور ملک احمد اور ملک محمود اور ملک عارف اور

ملک غازی بیگ گاہ والا جاہ سی ممتاز مراتب اہل پرہوی سلطان محمود نے
 لہ لوائی غریمیت جانب منہ دروستان بلند کیا ریسمان قوم افغان سے ہر مقابلہ
 اور ہر محاذ میں کارستانانہ ظہور میں آئے کہ زیادہ ترقی مراتب اور سنا عصب قوم
 افغان کا باعث ہوا ہر گاہ کہ سلطنت خاندان عایشان غوریوں پر قرار پائی
 اکثر افغان حضور پادشاہان غوریوں میں مجتمع ہوئے القصد عہد سلطنت غزنوی
 و غوریوں میں قوم افغان جلا وطن قبول کر کے جا بجا علیحدہ علیحدہ ہر ملک
 و دیار میں سکونت پذیر ہوئی کہ شروعاً لکھنوا حال ہر ایک کا ان اوراق مختصراً
 گنجائش نہیں رکھتا قوم پٹنچ نے ملک شورا کو دشمن میں کہ تابع ملک قندہار
 ہے بودا باش اختیار کی بعد چند مدت شہاب الدین خان جدا مجدداً
 رحمت خان بہادر نے سکونت شورا کو دشمن کی چوڑ کر ضلع ٹاک اور
 لنگر کوٹ میں استقامت اختیار کی اور تاجیات اپنی اوسے ملک میں
 قیام پذیر رہے اور سبب بودا باش اوس ملک کے قرابت اور یگانگت
 شہاب الدین خان کی قوم ان کی سب سے ہو گئی ریس قوم یعنی خان و خان
 ملک خانوی نے جیہ بلند رتبہ اپنی جبالہ کاح شہاب الدین خان میں منعقد
 کی لکہ ہے کہ شہاب الدین خان از بسکہ بزرگ ذات نہیک صفا

تھے مرقد اوکا ملک ہزارہ میں متصل شاہی ڈیرے کی زیارت گاہ خلائق
 ہے تین فرزند اوسنی یادگار رہے۔ پائیکان اور محمود خان اور اوٹخان
 بعد وفات شہاب الدین خان کے محمود خان قائم مقام اور جانشین
 والا قدر کے ہوئے محمود خان نے سکونت موضع طور شہاست پور
 کی اختیار کی اور رشتہ قرابت اور یگانگت کا حسب دستور اپنی باپ کے
 قوم کمال زئی سے رکھا یعنی دختر خان والا شان ملک یار خان جیالہ
 تاج اپنی میں لائے جبکہ محمود خان نے موضع طور شہاست پور میں
 وفات پائی پانچ فرزند اقبال مند اوسنی یادگار رہے آزاد خان و
 شہزاد خان و حکیم خان اور حسن خان اور شاہ عالم خان
 حکیم خان بقید حیات پدروالا قدر لا ولد رہے ملک بقا ہوئے چونکہ لکھنا
 یہاں سے حافظ رحمت خان کا منظور ہے لہذا شہبازم کو میدان تحریر
 میں جولان کرتا ہوں کہ حافظ ملک حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ
 نور اللہ مرقدہ والی سابق ملک ہو سکتے فرزند شاہ عالم خان بوق ذکر کے
 تھے اور شاہ عالم خان نے بھی حسب توراب و ہر اپنے کے عقد خود
 با دختر نیک اختر ملک محمد بن ملک احمد کیا اور بجز حافظ خان اور ایک مشیرہ

اونکی کے جنگی ہوائی ہوی مسیح شہزاد نسیم علی مین بہ محلہ بہاری پور بی بی
 صاحبہ کے نام سے اس وقت تک شہر ہے اور کوئی اولاد شاہ عالم خان
 مسبوق الذکر کے نہ تھی ذکر آمدن داؤد خان بہکندوستان
 کتبائی تو انچ میں بطور ہے کہ شاہ عالم خان کا ایک غلام موروثی داؤد
 خان نامی تھا اور حسب طور ولایت کے کاروبار خانہ داری و دیہات
 و باغات شاہ عالم خان مذکور کے اوسى سے متعلق تھے شاہ عالم خان کو
 یہ خیال ہوا کہ کچھ گھوڑیاں ہندوستان سے منگا کر اور اپنی ولایتی گھوڑی
 اونپر ڈال کر یکے لئے جاوین تو نہایت خوب ہوں لہذا شامہ کہ زمانہ
 بادشاہت بہادر شاہ ابن عالمگیر کا تھا۔ داؤد خان کو مبلغ تیرہ سو یا گیارہ
 سو روپیہ دیکر جانب ہندوستان بڑا آوردن دیا ان اسپ روانہ کیا
 غرض کہ رفتہ رفتہ داؤد خان شامہ میں با معدودی چند ہندوستان
 آیا اور ہندوستان کی زرریزی اور طرح طرح کی بد نظمیوں اور بادشاہت
 کی خرابیاں کہ جو اوس عہد میں واقع تھیں دیکھ کر حساب کام کو شاہ عالم خان
 مذکور نے یہ سمجھا تھا اوس فراموش کر کے کار دیکر میں سرگرم ہوا جو کہ ہندوستان
 ہر طرف لوٹ مار وقتہ و فساد پر تھا اوسنے اول اٹھائے راہ ہر دوار۔

پلاس کے جنگل میں موقع پا کر ایک سیٹھ ساکن بانس بریلی کو کہ وہ
 بیچارہ بھی بمقام مند کو رجاتا تھا لوٹ لیا اور ہلاک کیا اور قریب یکصد شرفی
 نقد وال وزیور وغیرہ اس کا لوٹ کر اور اس کے زرگاوان کی جوڑی اپنے
 سامان بار بردار کے واسطے لیکر بادہ دوازہ کس کے ہمراہ اور ہمسفر اس کے
 اتنی چند مدت ڈاکہ زنی کرتا رہا جاگیران بریلی کہ بلاد اعظم ملک وہلیکنڈ ہے
 اور زمانہ سابق میں ملک بریلی و شاہجہانپور و سنہیل و مراد آباد وغیرہ کو
 بسبب بودا بش کنہو راجپوتان قوم کٹھری کے کٹھرتے تھے لیکن اب
 اسکو وہلیکنڈ کہتے ہیں و جشمیہ وہلیکنڈ کی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ
 ظاہر ہوگی خود سر ہو کر جنگ و جدل کرتے تھے اور ہر ایک شخص مرد سپاہ
 جہاد کا خواستگار رہتا جو کہ داؤد خان مرد قومی اور دلیر تھا چند روز
 بعد ازین ملازمت زمینداروں کی کر کے دو تہند ہو گیا اور جو ولایتی ہندوستانی
 بلاش روزگار آیا داؤد خان نے اسے اپنا ملازم کر لیا حتی کہ قریب
 دو سو ہزار بیونکی جمیعت داؤد خان کے ساتھ ہو گئے اس وقت داؤد خان
 مع اپنے ہمراہیوں کے دارشاہ زمیندار موضع مد کر پر گنہ برہم سرکار مدایون
 کے پاس نوکر ہو گیا دارشاہ نے پس از چند روز واسطے ٹوٹی اور برپا

کر کے موضع بانکولی پر گزے چوڑا کہ اوہ موضع پاٹوٹھ سے آباد تھا اور داود خان کو
 روانہ کیا اور اسے وہاں پہنچتی ہی موضع مذکور کا محاصرہ کیا زبیدار وہاں کا
 مقاومت نہ لاکر جمعہ جمعیت جانوں کے فرار ہو گیا جو آدمی یہاں سے گواؤ کو فوج کے
 آدمی گرفتار کر کے داود خان کے سامنے لائے منجملہ اس جماعت کا ایک لڑکا
 فی الجملہ حسین و خوب صورت بہ سات برس کا داود خان کو نظر پڑا لیکن مثل
 مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات سے بالائی ستر شش ہونہار
 می یافت ستارہ بندی۔ دیکھتے ہی محبت اور کئی داود خان کے دل میں
 جوش مارنے لگی اور اس لڑکے کو قید سے رہائی دیکر اپنے فرزند کی من
 لیا اور علی محمد خان نام رکھا مگر صحیح روایت یوں ہے کہ داود خان کو یہ لڑکا
 شیر خوار ہنگام لوٹا۔ یہ موضع بانکولی کسی کہیت میں پڑا ہوا لاؤ خیدر گ
 اسکے گرد پیش تھے اور ان اسکے مری ہوئی اور اسکے پاس پڑی تھی
 کسوجہ سے کہ اون دیون قحط عظیم واقع تھا وہ شاید گرسنگی سے ہلاک
 ہو گئی تھی اور ایک وایت ضعیف یہ بھی ہے کہ لچوڑا ہاٹنی یا بھنی یعنی
 اور نواب علی محمد خان کو کسی سینے اپنی لہر میں بٹھایا تھا اور یہ طفل شیر خوار وہ
 اپنے ساتھ لائی تھی۔ وہاں لڑکا شاید اونہیں سیکھ تو لے ہوا ہوا اور

پہلو کے شوہر ادا کلا نام لکھو تا تھا مگر حیدر وزیر قبل اس سرکہ کے وہ میر چکا تھا
 بدینو جہ نواب کے کلب سیخان بہادر مرحوم والی ریاست راسپور نے نسب
 علی محمد خان کا طرف سادات کے منسوب کیا ہے غرضکہ علی محمد خان کی
 قوم و نسب کے باب میں مورخین کا اختلاف ہے واللہ عالم بالصواب
 لیکن اقم کو اس مرتبہ سے کچھ سروکار نہیں میرے نزدیک صرف اشناکاری
 ہے کہ رئیس کی قوم اوسکی سرداری و ریاست۔ اور فقیر کی قوم اوسکی
 درویشی و کرامت ہے۔ ذات پات پوچھنا کوئے۔ ہر کو چھو سو
 ہر کا ہوئے۔ بنی آدم اعضائے یک و گیرند۔ کہ در آفرینش
 ز یک جوہرند۔ اکثر غلام بادشاہ ہوئے ہیں البتہ شرافت ایک جوہر
 ذاتی بیشک سے صفاتی نہیں جس شخص میں یہ دونوں باتیں سمجھ ہوتی ہیں وہ
 چشم خلائق میں یکسوجہ زیادہ تر معزز و ممتاز رہتا ہے و جملہ اولی و اعلیٰ
 میں محترم ہوتا ہے اہل دنیا اسے کسی طرح متفرق حقائق نہیں دیکھ سکتے
 العزیز علی محمد خان نے اطاعت و فرمانبرداری داؤد خان کی اس قدر کی کہ
 داؤد خان کے ولیمین محبت علی محمد خان کی پیش از نبش مثل محمود و یاز کے
 ہو گئی اور محمد خان پسر منشی داؤد خان کا اوسکی حیات میں نابالغ مر گیا

پس داؤد خان نے علی محمد خان کو اپنا تہنی گردانا غلامیہ کی یہاں پر
ستارہ جاہ و جلال داؤد خان کا روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا اور وہاں
شاہ عالم بسبب ^{خان} کم شدگی داؤد خان کے ہمیشہ فکر مند و پریشان رہتے تھے
کہ واللہ عالم داؤد ہندوستان میں جا کر کیا ہو گیا رفتہ رفتہ بعد از چند سال
خبر داؤد خان کی شاہ عالم خان کو پہنچی نوکر آمدن شاہ عالم خان جانب
ہندوستان جو کہ شاہ عالم خان نے داؤد خان کو بھی مثل فرزند کی
پرورش کیا تھا لہذا خان مذکور منتی ہی اس خبر کے علاقہ روہ یعنی طور شہر
پور سے باہر دوے چند روانہ ہو کر ملک کپٹھ میں داؤد خان کے پاس آئے
داؤد خان نے کوئی امر انکی تعظیم و کریم میں فرو گذاشت نہ کیا اور مثل خادمہ
نہایت خاطر دار سے پیش آیا خان مذکور نے اسکو اپنے ہمراہ ولایت لیجا
میں بہت اصرار کیا اور وقت داؤد خان نے یہ لطائف الجمل بہت سا
زر نقد اور جواہر وغیرہ خان موصوف کے پیش کش کر کے یہ عرض کیا کہ
یہہ سامان لیکر ولایت تثنیف لیجا میں چونکہ سیلا ہر دوار کا قریب آگیا ہے
لہذا میں وہاں سے گھوڑیاں وغیرہ بھی حسب الحکم آپ کے خرید کر چند روز بعد
حاضر خدمت ہوتا ہوں شاہ عالم خان اس بات پر اس سے عہد و شوق

مستحکم کر کے جمعہ جملہ مال و اسباب روانہ ولایت ہوئے اور وہاں منتظر
 داؤد خان کا کرنے لگے چونکہ داؤد خان کو اب ہندوستان میں مزا اپنی حکومت اور
 سرداری کا حاصل ہو گیا تھا ولایت میں جا کر شاہ عالم خان کی تابعداری کرنا
 اس کی طبیعت کیونکر گوارا کرتی چند سال تک داؤد خان وہاں نہ گیا اور
 یہاں ہندوستان میں اس کی روز بروز ترقی ہوتی گئی چنانچہ علاوہ مردان ہندو
 قریب پانچ سو لاکھ آدمی اس کے لازم ہو گئے جب عرصہ زیادہ ہو گیا تو دوبارہ
 شاہ عالم خان موصوف بقصد لیجائے داؤد خان کے ولایت سے ہندوستان
 تشریف لائے اور داؤد خان کو بہت تنگ پکڑا تب داؤد خان نے مجبور
 ہو کر مبلغ دو ہزار روپیہ سالانہ بطور نذرانہ دینا منظور قبول کر کے بالبحال تمام
 شاہ عالم خان کو خدمت کیا اثنائے راہ میں بشہر بدایون گروہ بدعاشان نے
 بزمان فرخ پیر بطور ڈاکہ زنی پورس کر کے شاہ عالم خان کو تبارج نہم شہر دلچ
 شب جمعہ بدرجہ شہادت فائز کیا اور بعض کے نزدیک صحیح یون ہے
 کہ یہ سانحہ بوجہ شرارت و کورمکی داؤد خان کے ظہور میں آیا واللہ اعلم
 بالصواب الغرض داؤد خان یہ خبر سن کر فوراً موضع بنیا بیولی سے متقل
 خان موصوف پر چڑھ کر بظاہر قاتلوں کی تلاش کرنے لگا لیکن سراسر غلام

تب اوسی مقام پر چہان خان مذکور ہلاک ہوئے تھے دفن کیا چنانچہ مقبرہ
 اوکا تعمیر کروا مافظ الملک بہادر بیرون شہر بدایون اسوقت تک موجود
 اور بعض نے یوں لکھا ہے کہ جب شاہ عالم خان داؤد خان کے پاس سے
 رخصت ہو کر ولایت کو روانہ ہوئے چند سوداگر راہ میں ملے اور انہوں نے
 بیان کیا کہ داؤد خان نے کئی گھوڑے قیمتی ہتھیار خرید کئے ہیں عرصہ
 ہوا کہ قیمت انکی وصول نہیں ہوئی تم داؤد خان سے قیمت گھوڑوں کی لو
 جب تک گھوڑوں کی قیمت وصول نہو گی تب تک ہم تمہیں ولایت نہ
 دینگے خان مذکور نے واسطے دلائے قیمت گھوڑوں کی اشارہ راہ سے
 لوٹ کر بسبب اس بد معا لگی کے داؤد خان کو بہت ملامت کی اور کہا
 کہ ترمی باعث میں سوداگروں کی قید میں ہنسنا اب وقتیکہ شکوہ چلیو گا ہرگز
 ولایت کو نہ آؤ گا جب داؤد خان کو یقین کمال ہوا کہ یہ ہرگز ہندوستان
 نہ رہو دینگے تب چند اداہیوں کو طمع دنیاوی دیکر واسطے قتل کرنے شاہ
 عالم خان کے آواہ کیا چنانچہ انہوں نے موقع پا کر شاہ عالم خان کو ہنگام
 جواب قتل کیا تب داؤد خان کو اطمینان حاصل ہوا ایک آدھ سوخ نو
 روز نے از راہ جہالت و نادانی یا از راہ خوشامد داؤد خان کو برادر

کلان حافظ رحمت خان کا لکھا ہے اور ایک آدھ نے برادر شاہ عالم
 خان تحریر کیا ہے استغفر اللہ یہ قول اونکا بالکل بجا و غلط ہے مصرع
 بدین عقل و دانش بپایہ گرسیت۔ جس زمانہ میں کہ شاہ عالم خان
 قتل ہوئے حافظ رحمت خان فرزند حبیبی شاہ عالم خان کہ اوس زمانہ
 تک ولایت میں نابالغ تھے القصد تھوڑے دنوں کے بعد داؤد خان
 بعد قتل شاہ عالم خان کے نوکری مدار شاہ کی چوڑ کر سرکار وہی چند
 راجہ کوہ کاؤن میں حسب خواہش راجہ مذکور کے ملازم ہو گیا جب
 نواب عظمت اللہ خان خلف مولوی عصمت اللہ بنیرہ عبدالقادر فاروقی
 لکھنؤی ناظم ملک کبیر مقرر ہو کر واسطے سفیر کاشی پور و رڈ پور کے
 سرحد پر گناٹ راجہ دیہی چند میں معہ فوج وار ہوئے راجہ مذکور نے داؤد
 خان کو سردار فوج کا مقرر کر کے نواب عظمت اللہ خان سے مقابلہ کرنا
 چاہا مہموز معرکہ جنگ پیکار برپا ہوا تھا کہ داؤد خان نے نواب عظمت اللہ
 خان سے سازش کیسے لڑائی میں طرح دی راجہ نے فراست سے
 دریافت کیسے مصلحتاً درگزر کی خود بالامی کوہ کوچ کیا اور بعد ازاں
 واسطے لینے زرخواہ کے داؤد خان کو طلب کر کے قید کر لیا کچھ عرصہ

بعد وہ اوسے قید میں کر گیا بعد فوت ہونے داؤد خان کے ملک
 شہزادہ بن شہزادہ خان اور صدر خان کمال زئی وغیرہ نے
 پستہ بنی داؤد خان یعنی علی محمد خان کو جانشین داؤد خان کا قرار
 دیکر خدمت نواب عظمت اللہ خان میں حاضر کیا اور ظلم راجہ دیوی چند
 نسبت داؤد خان کے بیان کیا نواب مذکور نے بصلہ خیر خواہی داؤد
 خان کے علی محمد خان کو معہ ہمراہیوں کے نوکر کر لیا۔ نوکر نواب علی محمد خان
 علی محمد خان نے بعد چند روز کے نوکر سی نواب عظمت اللہ خان کی چوڑی
 موضع بنیایولی پر گناب مقبوضہ داؤد خان پر اپنا قبضہ کیا اس دین
 محمد صالح اجارہ پر گنات بریلی کا محمد شاہ سے لیکر آیا علی محمد خان نے
 اشارہ نواب عظمت اللہ خان بمقام سنوہ پر گنہ آنولہ پر محمد صالح کو ہاک
 کر کے سنوہ وغیرہ پر سہی اپنا قبضہ و دخل کیا بعد ہاک کرنے محمد صالح کے
 دو کار زمیندار آنولہ کو معرفت اوسکے لا رہوئے قتل کرا کے آنولہ
 سکھ اپنا قرار دیا اب کوئی گرو نواح میں ایسا نہ رہا کہ جو علی محمد خان سے
 برابر می و کشمی کرتا ہر شخص علی محمد خان کی بہادری سے سنگسار
 ہوا کار شہادت اسی عرصہ میں پروانہ وزیر الملک نواب قمر الدین خان

در بارہ امداد عظیم اللہ خان کہ جو واسطہ تادیب مساوات بارہا کو مقرر
 ہوا تھا علی محمد خان مذکور کے پاس پہونچا بجز و صدور پروانہ علی محمد خان
 نے عظیم اللہ خان کے پاس پہونچکر جالستان میں کار نمایان کیا اس منت
 کے عیوض میں خوش ہو کر وزیر املاک نے بخطاب نوابی اور نوبت و
 خلعت فاخرہ سے علی محمد خان کو سرفراز کیا اور زر مشعر گنات السنو
 بہ تخفیف لینا قبول کیا و بعض سو خین نے یہ لکھا ہے کہ علی محمد خان نے
 اپنے آپ کو از خود بخطاب نوابی زراہ جرات شہور کیا باین خیال کہ ہر
 شمشیر زند کہ ہمیش خوانند۔ الغرض نواب علی محمد خان نے جالستان
 آٹولہ کی طرف مراجعت کی کہ آبادی آٹولہ اور چین اور ترود و پرگنات
 میں کوشش کی مگر اکثر وہیلی بسبب کم سنی اور پستی ہوئے داؤد
 خان کے نواب کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں دریغ اور سرکشی
 بھی کرتے تھے اس سبب سے نواب علی محمد خان متروک اور متفکر رہتے تھے
 کہ انکو کیونکر قابو میں لانا چاہئے ذکر آمدن حافظ رحمت
 خان بہادر ملک ہندوستان
 اس درمیان میں وہاں بغیر ولایت میں حافظ رحمت خان جوان ہو کر

بسن بلوغ کو پہونچو جو کہ یہ بہت ہی شہر ہو چکی تھی کہ داؤد خان نے
 ازراہ کونکلی شاہ عالم خان کو قتل کر لیا ہے چنانچہ رفتہ رفتہ بہت
 حافظ رحمت خان کے بھی گوش زد ہوئی فوراً خون سے جوش
 مارا اور گجمیعت جنبش میں آئے دلمین یہ خیال بندہ کہ اپنے
 پدر کے خون ناحق کا عوض داؤد خان سے ہندوستان میں چلک لینا
 چاہیے یہ غم ٹھان کر با چند لازمین و جان نثار شل شیخ کبیر و گل شیر خان
 وغیرہ و دیگر رفقاء کے قصد ہندوستان لگا گیا اور رفتہ رفتہ بہت مقام آؤ لہٰذا
 لائے یہاں پہونچ کر دریافت ہوا کہ داؤد خان نے انتقال کیا اور علی
 محمد خان پیر تپنی جانشین اوسکا ہے اور نیز نواب علی محمد خان کو دربارت
 ہوا کہ حافظ رحمت خان خلف شاہ عالم خان مرحوم یہاں آئے ہیں
 سنتے ہی اس خبر کے نواب علی محمد خان خدمت حافظ رحمت خان میں
 حاضر ہوئے اور کمال بجاہت و اطاعت و فرمانبرداری سے پیش
 آئے اور حافظ رحمت خان کو بہان شفیق اور سردار قدیم اپنا سمجھ کر بہت
 صدر بیٹھایا اور کوئی دقیقہ خاطر داری کا فرو گذاشت کیا جس طرح داؤد
 خان حفظ مراتب شاہ عالم خان کا ہر امر میں ملحوظ رکھتا تھا اسی طرح

نواب علی محمد خان حافظ رحمت خان کی عزت و آبرو کرتے تھے لیکن سلطان
نواب علی محمد خان کو حافظ رحمت خان کی طرف سے ایک نوع کا اندیشہ
بھی تھا اور نیز حافظ رحمت خان کو علی محمد خان کی جانب سے گونہ خیال
تھا بدین وجہ چند روز مہمان طریق پر رکھ کر ولایت کو مراجعت کی
اور وہاں پہونچ کر اپنا عقد باصبیہ ملک شاہی خان کیا چونکہ علی محمد خان
حافظ رحمت خان بھادر سے نہایت تقویت و جمیعت حاصل
ہوئی تھی کسوسطی کہ جملہ روہیلہ اور افغانہ حافظ رحمت خان بھادر
کو اپنا سردار قدیم تصور کر کے بتا لبت حافظ رحمت خان نواب
علی محمد خان کی بھی مطیع و منقاد ہو گئی تھی بعد واپس جانا حافظ رحمت
خان کی پھر نواب علی محمد خان کی ساتھ وقتاً فوقتاً گشتیاں کرتے تھے
لہذا نواب موصوف کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ لوگ بجز حافظ رحمت خان
بھادر کے کہ وہ انکی سردار قدیم ہیں میری اطاعت بخوبی نکر نیکی
اسو سوط شواہر خطوط طلب حافظ رحمت خان کی خدمت میں ارسال
کئے اور دوبارہ ولایت سے بلا کر ہر مہینہ اپنا شکیا بعد از چند
سال نواب علی محمد خان کسی زمیندار کو گرفتار کر کے بطلب زر کثیر

نہائے سخت و وار ہے تہہ یہاں تک کہ اوسکے دونوں اتونکی و سنوں انگلیوں
 کپڑا روغن میں تر کر کے آگ و لوائی چونکہ حافظ الملک بہادر قدیم ہستی
 و علیم و جیم مزاج اور خدا ترس تھے اوس ظلم صریح کے دیکھنے کی تاب نہ لائے
 اور نواب علی محمد خان کو اوس بدعت سے مانع آئے نواب موصوف
 اوسوقت پاس و لحاظ حافظ رحمت خان بہادر اس امر سے دست
 بردار ہو گئے مگر باطن یہ بات خلاف مزاج گزری دو ایک روز بعد اقل
 تجلیہ میں حافظ رحمت خان بہادر سے یہ کہا کہ میں آپکا تابع فرمان و یسا
 ہوں کہ جیسا داؤد خان باپ مراد شاہ عالم خان مرحوم کا تھا لیکن آئندہ
 آپ میرے امورات ریاست میں اس طرح کی مداخلت نہ فرمائیں کہ سوا سہل
 کہ میں آپکا کہنا اگر مانوں گا تو آپکو لال ہو گا اور ریاست بے سیاست
 رہیں ہو سکتی یہ بات سنکر اوسوقت حافظ رحمت خان مصلحتاً خاموش
 ہو گئے مگر شرب کے وقت مولیٰ نے ہر اہل ہونکے بلا اطلاع نواب علی محمد خان
 خانہ ولایت کوچ کیا اثنائے راہ میں آنولہ سے دس بائج کوں نکل کر ایک
 قبرستان میں قیام کیا باین خیال کہ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر خورد و نوش
 کر لیں تو آگے روانہ ہوں اوس تکیہ پر ایک فقیر کا مسکن تھا اوس پر چڑھا

کہ حافظ بابا کہاں چلے حافظ رحمت خان بہادر نے بیان کیا کہ میں
 حسب الطلب نواب علی محمد خان کے چند روز سے ہندوستان میں
 مقیم تھا لیکن اب مجھے اونسے ایک امر کا ملال ہوا لہذا قصدِ وطن کا
 رکھتا ہوں اور درویش بننے بجواب اسکے حافظ رحمت خان بہادر
 سے یہ کہا کہ حافظ بابا اب تم ولایت جا کے کیا کرو گے یہیں رہو
 اور ملک گیران کرو حافظ رحمت خان نے بجواب اسکے کہا کہ
 نہیں شاہ صاحب میں اب ہندوستان میں نہ رہوں گا ضرور ولایت
 جاؤں گا تب اور درویش بنے گا اچھا بابا اگر یہی خوشی ہے تو آج فقیر کے
 کہنے سے یہیں رہ جاؤ کل چلے جائیگا اختیار ہے چونکہ حافظ رحمت
 خان بہادر فقیر دوست اور خلیقِ مرآج تھے التماس درویش قبول
 کر کے اوس روز وہیں قیام کیا اور دویم نواب علی محمد خان بلاشبہ
 حافظ رحمت خان بہادر اوس مقام پر پہنچے اور حافظ رحمت خان
 بہادر سے کہا آپ مجھ سے ناراض ہو کر ولایت کو جاتے ہیں میں گنہگار
 نہ جائے دوں گا جس طرح پرہیز سکے گا واپس لے لوں گا حافظ رحمت خان نے
 اس سے انکار کیا اور نواب علی محمد خان نے اصرار کیا اسی

رو بدلیں وہ درویش ہی آئے اور حافظ رحمت خان بہادر کو سمجھایا کہ
 حافظ بابا علی محمد خان تمہارے لینی کو آئے ہیں اور ہر طرح منت و سماجت
 کرتے ہیں تم سری کہتے سب ضرور انکے ساتھ واپس جاؤ اور ملاں
 خاطر دو کرو جب اون درویش نے بھی سمجھایا تو حافظ رحمت خان بہادر
 نے یہ فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں لیکن تین شرطیں کے ساتھ اگر وہ نواب
 علی محمد خان قبول کریں۔ اول یہ کہ اس طرح کا ظلم شدید کمر سامنے نہ ہو
 اگر حیانا ہوگا تو ضرور مانع آؤں گا اور انکو قبول کرنا پڑے گا۔ دوم یہ کہ ملازم نمکبر
 نہ ہوگا۔ سو حکم یہ کہ جب سری بود باش ہندوستان میں ہی رہی تو
 سری ہی اولاد اور نواب علی محمد خان کی ہی اولاد ہوگی دختر اپنی انکے
 خاندان میں کہی نہ دوں گا نواب علی محمد خان نے یہ تینوں شرطیں منظور کیں
 اور حافظ رحمت خان بہادر کو اپنے ساتھ لے آئے اکبر و زہنگام
 تحلیہ حافظ رحمت خان بہادر سے کہا کہ ایک امر کی غلطی آپ کی طرف سے
 سرے ہی دلیں رہتی ہے اسکی صفائی ہو جائے اجبات سرے
 وہ یہ ہے کہ شاید آپ کے گوش زوایا ہو کہ سرے باپ یعنی
 داؤد خان نے آپ کے والد شاہ عالم خان کو بھیلہ قتل کر دیا ہے ہر چند

کہ یہ امر غلط مشہور ہو جائے صحیح نہیں بہا و آپ اوسکا عوض کسی وقت
 غفلت میں مرے ساتھ کریں اور ہزار اشرفی ہی حافظ رحمت خان کے
 روبرو رکھ دیں کہ اگر آپ کو اس بات کا یقین کال ہے کہ داؤد خان ہی
 شاہ عالم خان کو قتل کر لیا ہے تو یہ ہزار اشرفیاں خون بہا میں
 حاضر ہیں لیجئے اور یہاں کیجئے بھواب اسکے حافظ رحمت خان بہا
 نے فرمایا کہ ستغفر اللہ روپیہ لینا لالچی اور محتاج آدمی کا کام ہے تم
 خود اس بات سے واقف ہو کہ میں خدا نخواستہ ولایت میں ہی محتاج
 نہ تھا اور نہ ہوں وہاں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے
 سب کچھ عنایت فرمایا ہے ان اشرفیوں کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے
 اور دعا کر کے دہو کے میں مارنا مرد و نکاح کام ہے البتہ ولایت
 سے میں ایسی ہی قصد پر آیا تھا کہ شاہ عالم خان کا عوض داؤد
 خان سے ہون لیکن چونکہ وہ مر گیا اور تم اسکے سپر تینی ہو چکی
 نہیں میں تم سے کسی طرح کی خصومت نہیں رکھتا اطمینان خاطر
 رکھو اور اس خیال باطل کو دل سے دور کر دیں یہ بات
 سن کر ہی نواب علی محمد خان بہت خوش ہوئے اور وہ جو

خلش پنہان دلمین تھی بالکل دفع ہو گئی اور حافظ رحمت خان بہادر کا
 حد سے زیادہ اعزاز و اکرام کیا و چند دیہات بطور نذر واسطہ مصارف
 حافظ رحمت خان کے علیحدہ طور پر مقرر کروئے اور اس روز سے
 بلا مشورہ حافظ رحمت خان کے کسی قسم کا معاملہ ملکی و مالی نہ کرتے تھے
 اور آئندہ در بیان نواب علی محمد خان اور حافظ رحمت خان بہادر کے
 یہ بات قرار پائی کہ اب حسب قدر ملک قبضہ میں آئے اوسمین سے
 دو حصہ نواب علی محمد خان کے اور ایک حصہ حافظ رحمت خان کا رہے
 حافظ رحمت خان نے جب یہ خیال کیا کہ سر اجانا اب ولایت کو دشوار ہے
 لہذا اپنے قبائل متعلقین و متوسلین ملازمین کو بھی طلب کر کے سکونت
 اپنی ملک کیرٹین اختیار کی جس سے یہ ملک کیرٹین بوجہ بودا باش افغانان
 موسوم ملک روہیکہ بنڈ ہو گیا مصرعہ نام کٹر حب سے ہوا ہے روہیکہ بنڈ :
 بعد ازین اور ولایتی وقتاً فوقتاً جوق جوق باسید روزگار آنے لگے اور
 نواب علی محمد خان کی قوت بروز بروز سے حافظ رحمت خان بہادر
 روز بروز ترقی پکڑتی گئی۔ جنگ نواب علی محمد خان بہادر
 کتھری چند روز حافظ رحمت خان کے قیام کو گذرے تھے کہ شہر

کتھری حکومت روئیکھنڈ یعنی مراد آباد وغیرہ پر پیشگاہ شاہ ہند سے مقرر
 ہو کر آیا اور واسطے اخراج نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بہادر
 وغیرہ کے معہ فوج کثیر روانہ آنوالہ ہوا ہر چند نواب علی محمد خان نے معرفت مرزا
 لطیف بیگ معذرت کی لیکن کچھ مفید نہ ہوئی آخر کار وریائے اس کے
 کنارہ پٹنہ سے سخت لڑائی ہوئی ہرنند اور عبدالنسی اجارہ دار شاہ آباد اور
 اوسکا بہائی دلیر خان معہ کسان ہمراہی کے مارا گیا اور فتح عظیم نواب علی
 محمد خان و حافظ رحمت خان کو حاصل ہوئی اور سوقت تمام روئیکھنڈ
 یعنی مراد آباد و سنہسہل و شاہجہان پور و شاہ آباد وغیرہ پر انکا قبضہ ہوا
 اور انکی جانب سے اظہم مقامات مذکور پر مقرر ہوئے اور اسقدر اسباب
 پیش بہا ہرنند کا ہاتھ آیا کہ بالکل سامان ریاست اور حکومت درست
 ہو گیا مسمیٰ لیسیت بنجارہ قابضین پالیہیت کو یہی قتل کر کے پالیہیت
 اور دیگر گناہات متعلق اوسکے حافظ الملک بہادر کے قبضہ میں آئے
 اور چند عزیزان محمد شاہ بادشاہ کے حضور میں درباب مقصوری
 اپنی اور زیادتی ہرنند کے ارسال کین بادشاہ نے معین الملک کو واسطہ
 تحقیقات اس امر کے مقرر کیا نواب علی محمد خان نے خبر آنے

معین الملک کی سکنہ بعلت تمام کنارہ دریائے گنگا پر حاضر ہو کر عذر و بہانہ
 پیش کیا معین الملک نواب سے رضا مند ہو کر شاہجہان آباد کو واپس گئے۔
 جنمک حافظ رحمت خان بابر راجہ کلیان چند۔ اس واقعہ
 سے دو سال کے بعد دولت چند شیر نشی کلیان چند راجہ کوہ کامیون کا
 راجہ کلیان چند سپہ راجہ دی چند کے ظلم سے تنگ ہو کر نواب مذکور کے
 پاس آ کر فریادی ہوا نواب نے اس کا انا غنیمت جانکر بمعیت حافظ رحمت
 خان بہادر بخشی سردار خان اور پائندہ خان اور نواب دونیچان سپہ
 سالار کو سمعہ فوج کثیرہ واسطہ فتح المورہ کے روانہ کیا المورہ کا راجہ بمقابلہ
 پیش آ یا لیکن حافظ رحمت خان بہادر نے اسکو شکست فاش دی اور
 راجہ کلیان چند کے قلعہ پر اپنا قبضہ کیا اور نواب علی محمد خان کو اس فتح
 پانے سے اطلاع دی نواب نے یہی یہ خوشخبری سنکر المورہ پہنچ کر چارہا
 تک وہاں قیام کیا اور راجہ سری نگر سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
 سالانہ بطور نذرانہ مقرر کر کے انوالہ کو واپس آئے اور دیہات ستر
 کوہ پر اپنا قبضہ کیا۔ آمدن محمد شاہ دہلوی برائے اخراج
 نواب علی محمد خان بمقام سنہیل۔ اسی واقعہ کے

عظیم اللہ خان اور بدرالاسلام خاں کو جنگی مسجد تعمیر کرائی ہوئی متصل نواب
 آصف الدولہ کی مسجد کے بریلی کے بازار میں اب تک موجود ہے مامور
 کیا اور خود سمیع فوج کے شاہجہان آباد کو واپس گیا جو کہ وزیر الممالک کو سرکاری
 نواب بدل منظور تھی ایک دن یہ موقع پا کر معافی قصورات نواب علی محمد خان
 کی چاہی اور غرض تھی کہ بالفصل راجہ کاسر نے بیٹے سر اوٹھایا اور شہر دی یہ
 کہ باندہی کے بعد تملیحت وقت پہنچا کہ حضور علی محمد خاں کو قید سے رہائی دیکر
 خدمت سر نہ پر مامور فرما دیں اور یہ حکم ہوا کہ حافظ رحمت خاں کو یہی بلا خوف
 مخطوہ امن کوہ سے جمعیت افغانہ طلب کر لو اور جانب سر نہ روڑ
 زور و روپ خریدنی مسیحیان عبداللہ خان و فیض اللہ خان کو بطور غلام
 سپرد کر دو کہ ہر دو اشخاص پہاڑ و جہار میں اگر باقبال شاہی مہم
 مذکورہ کو سر کر لیں فہو المہر او اگر احیاً معاملہ دگر گون ہوا تو ملک کٹہر کا فتنہ
 و فساد و شامصر عمہ چہ خوش بود کہ بر آید + بیک کر شتمہ و و کار بد آئندہ
 جو کچھ رائے فیض پر آئے سے امور مصلحت ملک خسروان و اند

رہائی یافتہ نواب علی محمد خان از قید ماموری سر نہ

بادشاہ نے سفارش و رائے وزیر الممالک منظور کر کے خدمت سر نہ

نواب کو سامہ ور کیا اور خلعت ڈاڑھ سے اس پر فیروز نوبت و نشان اور
 عالی منصب کے عطا کر کے خطاب نواب کا دیا حافظ رحمت خان بہادر
 کو مہرز لشکر میں تھے بموجب تحریر نواب علی محمد خان کے افغانوں کو جو کہ بسبب
 دہرائی و برہمی ریاست کے پرکندہ ہو گئے تھے اور ہوئے جاتے تھے
 جلا بجا سے ان کو بھی بہ کمال کوشش قریباً تہزار پیادہ و سوار جمعیت
 بہرہ پہنچا کر شاہجہان آباد میں آکر مقام پیر باغ ڈیرہ کیا اور کئے تہزار
 اشرفیان کہ نواب علی محمد خان نے بروقت حاضر ہوئے حضور بادشاہ کے بطور انت
 حافظ رحمت خان کے پاس کو ایمن تہن بخسبہ حوالہ کر دین نواب مذکور نے
 جماعت پریشان مجتمع دیکھ کر اور اس وقت سے سروسانی میں اس قدر زر
 کثیر غنیمت سے جانکر حافظ رحمت خان کا شکریہ ادا کیا اور جانب سر ہند کوچ
 کیا اور عبداللہ خان فیض اللہ خان اپنے فرزند کو بطریق پر عمل
 تفویض وزیر ممالک کیا العرض تمام سر ہند تہا مید خدا بعد جنگ ل
 بسیار سبب لاوری حافظ رحمت خان بہادر کے نواب کے قبضہ میں آیا
 ۵۵ ہجری میں خبر آمد آمد احمد شاہ ابدالی کی ہند میں گرم ہوئی محمد شاہ
 کو از بسکہ نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بہادر کی طرف گشت تھا

کہ بہادور سبب قوم کے یہ لوگ احمد شاہ ابدالی سے موافقت پیدا کر
 پس واسطے کشود کار کے وزیر الممالک سے مشورہ کیا وزیر نے عرض کیا کہ اگر حضور
 خدمت ہو سیکھنڈ پیر نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان وغیرہ کو سر فرما
 تو فوراً سر ہند کو چھوڑ کر روانہ ہو سیکھنڈ ہو جائیں گے بادشاہ نے وزیر کی
 یہ رائے پسند کر کے فرمان مضمون ہند ملک و سیکھنڈ بنام نواب مذکور فرمایا
 دوبارہ قابض شدن نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان ملک
 سیکھنڈ۔ ہنوز فرمان شاہی پاس نواب کے پہونچا تھا کہ شقہ احمد شاہ ابدالی کا
 اس مراد سے پاس نواب کے پہونچا کہ اگر اس وقت شرکت الیمان دولت
 ملحوظ خاطر تمہاری ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ بروقت حصول سعادت
 ہند خدمت وزارت و امارت تمہارے سپرد کی جائیگی نواب علی محمد خان
 تحریر جواب میں حافظ رحمت خان بہادر سے مشورہ طلب ہے اور
 احسانات وزیر الممالک کے ملحوظ خاطر ہے کہ شقہ محمد شاہ کا بھی پہونچا نواب
 بمجرود اطلاع پائے مضمون شقہ کے انتظام سر ہند کسی معتبر آدمی کے
 سپر کر کے خود معہ حافظ رحمت خان بہادر جانب سیکھنڈ روانہ
 ہوئے مسیمیان حیر بہوج اور ہدایت علی خان حاکمان بریلی اور مراد آباد

بخوف لشکر نواب کو رکے قلعہ جات خالی کر دئے ملک میں یکہند پر نواب
 علی محمد خان اور حافظ جہمت خان کا تسلط دوبارہ ہو گیا اور وزیر الممالک برائے
 مقابلہ احمد شاہ ابدالی دہلی سے جا کر ضرب گولہ توپ ماری گئی و شاہ موصوف
 سبب آتشزدگی اراہمالی بان و سوتلی خیمہ ہا و لشکر وغیرہ بعد فتح شکست
 پاکر ولایت کو واپس گیا عبداللہ خان و فیض اللہ خان سپران نواب کو
 سپردگی میں وزیر کے تھے احمد شاہ ابدالی گرفتار کر لیا علی محمد خان کو سبب
 مقید ہو جانے و لوٹن مٹون اور انتقال وزیر الممالک کے کہ بہر حال انکا مدد
 معاون تھا کمال رنج و الم ہوا اور مرض استسقا نواب کا کہ جو شروع
 ہو چکا تھا ترقی پڑ گیا اس اثنا میں ایک خط ابوالمنصور خان صفدر جنگ کا
 بنام نواب بدین بھٹون آیا کہ تباریخ ۲۸ ماہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ہجری بمطابق
 ۱۷۴۸ء کے محمد شاہ نے انتقال کیا اور احمد شاہ بجائے اون کے تخت
 نشین ہوئے لیکن عہدہ وزارت پر اب تک کسی کو مقرر نہیں کیا ہے
 مزاج بادشاہ کا اس جانب ٹال ہے مگر امرار نورانیان چاہتے ہیں کہ
 خلعت وزارت انتظام الدولہ خانخانان سپہ قمر الدین خان کو مرحمت
 ہو اگر اسوقت مدد کرو تو کمال عنایت ہوگی نواب نے چاہا کہ واسطے

مدد صفدر جنگ کے روانہ شاہجہان آباد ہو لیکن بسبب عارضہ استسقا
 کے مجبور ہو کر حافظ رحمت خان بہادر کو واسطے ادا نواب صفدر
 جنگ کے معہ فوج جبرار روانہ کیا اور ایک خط باین مضمون لکھا کہ میں
 بسبب اپنی بیماری مجبور و معذور ہوں مگر اخوی مکرم و معظم حافظ
 رحمت خان بہادر برائے کمک پہنچتے ہیں۔
 آمدن حافظ رحمت خان برائے کمک نواب صفدر جنگ تمام ہوا
 نواب صفدر جنگ نے جب خبر قریب پہنچنے حافظ رحمت خان
 بھادر کی کہ نواب شجاع الدولہ پرنس کو معہ چند اور امیروں کے
 استقبال کے حافظ رحمت خان بہادر داخل شاہجہان آباد ہوئے
 نواب صفدر جنگ بہمال خاطر واری و مدارات پیش آئے اور انکی
 دعوت معہ تمام فوج کے کی آخر الامر امرار تورا نیان بسبب و بدیدہ
 و شجاعت حافظ رحمت خان بہادر کے نواب صفدر جنگ سے
 مزاحمت کر سکے نواب صفدر جنگ کو خلعت وزارت بادشاہ
 کی طرف سے عنایت ہوا اور حافظ رحمت خان کو بھی بادشاہ نے
 خوش ہو کر خلعت فاخرہ و نوبت نشان اور خطاب مکرم الدولہ

حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر نصیہ جنگ کا عطا فرمایا اور
 فیصل و بالکی وغیرہ مرید بران بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حسب وقت نواب
 صفدر جنگ و حافظ الملک بہادر قلعہ شاہجہان آباد سے بعد
 خلعت وزارت امارت واپس ہوئے ہیں تو ہر دوسرے دربار و قلعہ ایک
 فیصل پر سوار تھے اور نواب صفدر جنگ شکریہ عنایات و امداد
 حافظ الملک کا کرتے جاتے تھے کہ یہ خلعت وزارت مجھ کو من بعد
 فضل خدا آپ کی امداد سے لاؤرنہ امرار نورانیان واللہ اعلم کس قدر
 و فساد کرتے اور شہور ہے کہ باہم دیکر دستا بہی تبدیل کی یعنی صیغہ
 اخوت بڑا چھانچہ اس وجہ سے نواب شیخ الدولہ اکثر حافظ الملک بہادر
 عموماً کر کے لکھتے تھے ہنوز حافظ رحمت خان بہادر شاہجہان آباد
 میں تھے کہ خط نواب علی محمد خان کا نام حافظ الملک بدیمضمون پہنچا
 کہ اب آپ بہت جلد تشریف لاؤں میں قریب المرگ ہوں حافظ
 الملک بہادر نے وہ خط نواب علی محمد خان کا نواب صفدر جنگ کو دکھایا
 اور رخصت ہو کر بہت جلد داخل روٹلکینڈ ہوئے اور تمام حال
 من و عن نواب علی محمد خان سے بیان کیا اس عرصہ میں نواب کے

مرض نے اور یہی ترقی پکڑی ہر چند حکیم سید احمد گیلانی نے علاج کیا
 مگر کوئی دوا سونہر نہیں ہوئی آخر ۳۰ ماہ شوال ۱۱۰۰ھ ہجری کو مطابق
 ۱۲۰۸ء کے قصبہ آنوالہ میں اس جہان فانی سے رحلت کی اور
 اسی جگہ دفن ہوئے بعد چند سال کے حافظ الملک بہادر نے
 ایک عمدہ مقبرہ نواب کا بنوایا کہ وہ مقبرہ آج تک وہاں موجود ہے
 جسوقت نواب علی محمد خان نے انتقال کیا چہ فرزند ان کے یعنی
 عبداللہ خان و فیض اللہ خان و سعد اللہ خان و محمد یار خان و
 الہ یار خان و مرتضیٰ خان اور کئی لڑکیاں تھیں سو مرتضیٰ خان کی سب
 کی اولاد اسوقت تک موجود ہے۔

ذکر ریاست نواب سعد اللہ خان و حافظ الملک بہادر
 جسدم کہ نواب علی محمد خان قریب مرگ پہنچی تمام ارکان ریاست کو
 مجتمع کر کے پکڑی اپنی سر سے اقرار کر حافظ الملک بہادر کے سپرد
 رکھ دی اور تمام عہدہ داروں و سرداروں کی جانب مخاطب ہو کر کہا
 کہ تم سب کو بخوبی معلوم ہے کہ حافظ رحمت خان بہادر ابن شاہ
 عالم خان مغفور کے حقوق میرے بزرگوار سے اور میرے باپ

داؤد خان کے تھے اسلئے بلحاظ حقوق سابقہ کے حافظ الملک بہادر کو مئی اپنا
 بھی سب ملک مال سپرد کیا تمکو چاہئے کہ عمر بہر اطاعت خان ہو
 سے سرتابی کرنا اور بجان و دل ہر امر میں فرمانبردار رہنا ایسا نہ ہو کہ بعد
 مرے بسبب اتفاقی کے جمعیت تمہاری پریشان ہو جائے اور اس
 ریاست میں کہ نہایت جانفشانی سے ہم پہنچی ہے غل واقع ہو
 نے بالاتفاق اطاعت حافظ الملک کی منظور کی اور کہا کہ یہ
 سردار قدیم ہمارے ہیں ہم کو انکی اطاعت اور فرمانبرداری میں کچھ عذر
 نہ ہوگا اور وقت نواب علی محمد خان نے چشم پر آب ہو کر شیہ شہر پر آشرف
 و ردل بہین پنداشتہم ایران زغم توران شہم۔ چون مرگ آمدنا گہان
 ایران کجا توران کجا۔ لیکن حافظ الملک بہادر نے فوراً وہ دستا
 اپنے سر سے اتار کر سعد اللہ خان سپہ سولیم لواء علی محمد خان کے
 سپر رکھ دی اور یہ فرمایا کہ مجھ کو تمنا تمہاری ریاست کی نہیں یہ
 تمہارے فرزند کو مبارک ہو جس قدر کہ مرہ حصہ ہے وہی کافی ہے
 مگر البتہ انصرا م حبلہ کار و بار ریاست اور پرورش اس لڑکے کی
 من بعد فضل خدا میں اپنے ذمہ واجب جانو نگاہنا چہ اس بابت

نواب علی محمد خان ہنگام مرگ زیادہ تر حافظ الملک بہادر سے راضی و
 خوشنود ہو کر جان بحق تسلیم ہوئے اور سوقت سے جملہ کاروبار ریاست
 متعلق بہ نواب حافظ الملک سے وسعد اللہ خان سپر نواب علی محمد خان
 زیر تربیت حافظ الملک سے حافظ الملک بہادر بھی مثل انگریز مذکور
 اوس لڑکے کو جان تھے جملہ خواتین و سرداران ریاست مطیع و منقاد
 حافظ الملک کے رہے یہاں پر ایک آدمی مورخ نے ازراہ
 غلط فہمی یا بطور خوشامدیوں ہی تحریر کیا ہے کہ نواب علی محمد خان کا
 متناظر او سوقت باطن تھا کہ اگر حافظ الملک بہادر سری دستار
 اپنے سر پر نہ دین اور ریاست قبول کر لیں تو چند اشخاص جو شدید
 طور پر ایسے لگا رہے تھے کہ وہ حافظ الملک بہادر کو او سوقت
 قتل کر ڈالیں استغفر اللہ یہ بالکل غلط ہے نواب علی محمد خان منافق
 نہ تھے کہ جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہوتا اور نہ ان نے جو امر کیا بخلوص
 نیت کیا بہادر لوگ ہرگز منافق نہیں ہو یہ طریق نامرد و نکاہت ہے
 حافظ الملک بہادر دستار نواب علی محمد خان کی اپنے سر پر رکھنے
 میں کبھی طرح موجب افتخار نہ سمجھتے تھے اس خیال سے دستار نواب

علی محمد خان کی اون کے فرزند نابغ کے سپرد رکھ دی ورنہ ظاہر ہے کہ
 بجایات نواب علی محمد خان اکثر خوانین و سرداروں کی اطاعت سے گونہ
 سترابی کرتے تھے اور حافظ الملک کی فرمانبرداری اپنا سردار قدیم حکمران
 فخر و سعادت جانتے تھے اگر حافظ الملک بہادر کے ولیمین طمع
 ریاست و نواب علی محمد خان سے کسی قسم کی کدورت ہوتی تو نواب
 علی محمد خان کے جیات میں فطوری پیدا ہو سکتا تھا کس واسطہ کہ کوئی
 سردار ان کی اطاعت سے سترابی نہیں کرتا تھا بلکہ تمنا بعت حافظ الملک
 بہادر نواب علی محمد خان کی ہی اطاعت کرتے تھے لہذا یہ تحریر
 مورخین سراپا غلط ہے انقصہ حافظ رحمت خان بہادر نے
 ناعرصہ ہر وہ سال بموافقت و شراکت نواب علی محمد خان جنگ
 و جدال و ملک گیری کی اور داو شجاعت دی چہ مہینہ بعد ازاں
 نواب علی محمد خان کے نواب صفدر نے جو عہد پیمان نواب حافظ الملک
 بہادر سے بروقت پانے خلعت وزارت کے کئے تھے
 ایک لفظ فراموش کیے کہ قطب الدین خان شہیرہ نواب
 عظمت اللہ خان کو پیشگاہ احمد شاہ بادشاہ سے سند ہو گیا

کی دلو اگر روانہ کیا اور یہ چاہا کہ بقدر ملک خاص قبضہ اقتدار نواب علی محمد
خان مرحوم میں تہادہ تاک قبضہ حافظ الملک بہادر نواب سعد اللہ خان
منجھائے لیکن حافظ الملک بہادر نے یہ امر گوارہ نہ کر کے بذریعہ نامہ و پیام
صلح چاہی مگر قطب الدین خان اس ارادہ سے باز نہ آئے ناچار حافظ الملک
بہادر نے نواب دونیہ خان و عبدالستار خان و دیگر معصوم کو واسطے
مقابلہ قطب الدین خان کے بریلی سے روانہ کیا بعد جنگ پیکار سیر فیض الدین
خان المسلمہ مجرمین مطابق شہادت عیسوی کی میدان جنگ میں متوجہ کسان
بھاری مار گئے دونیہ خان بہادر وغیرہ افسران فوج حافظ الملک بہادر کو
فتح حاصل ہوئی باقی فوج ان کی فرار ہو گئی جو کہ ابوالمنصور خان صفدر جنگ
پیشانی کرنا جمیست افغانیہ کا منظور تھا۔

جنگ نواب حافظ الملک بہادر نواب قایم خان ننگش رئیس فرخ آباد
بہادر نواب قایم خان ابن محمد خان ننگش دن ہزاری رئیس فرخ آباد کو واسطے
مقابلہ نوابان روپکنہ کے درپردہ آادہ کیا قایم خان نے مجمع دنیاوی
اصلا خیال مقومی کا لیا اور باغواںے محمود خان آفریدی سندروں کو لکھنہ
کی اپنے نام لکھوائی اور فرخ آباد سے روانہ ہو کر عبور ورپا گنگ

مع فوج مقام اُہت میں ڈیرہ کیا حافظ الملک بہادر سید محمد شاہ
 صاحب کو کہ جنگی اولاد سے تاحال کچھ شخص خاص شہزادی میں سادات کو محل
 نام سے شہور میں واسطے فہمائش قائم خان کے یہاں ہر چند سید صاحب
 فہمائش کی مگر سو و مند ہوئی بلکہ یہ کہا کہ ہمارے یہاں ایسے سید اور ایسے
 قرآن بہت ہیں اور سوقت سید صاحب کو غیظ و غضب طاری ہوا زنگی و
 سرخ ہو گیا اور اس قرآن شریف کے جزدان پر ہاتھ مار کر یہ فرمایا کہ
 نہ مجھ سید تمہارے یہاں، اور نہ ایسا قرآن خدا نے چاہا تو یوں
 میدان سے اڑ جاؤ گے جیسے اسوقت قرآن سے گرو یہ کمکریہ آرزو
 خاطری واپس تشریف لائے آخر شمس اللہ جو میں بطلب شمس اللہ کے
 بمقام دوندری کہ جو آنوالہ سے چودہ کوس پر واقع ہے وہ و لشکر
 رسید جائے مصاف، دوپکار بستن چون کوہ قاف پہنخت
 ہنگامہ کارزار گرم ہوا یکے ز سر مستوران دران بہن دشت بوزین
 شش شد و آسمان گشت ہشت بوز ہزار ہا بندگان خدا طریفین سے
 تہ خون و خاک ہوئے اور نواب قائم جنگ معہ باون فیل جنگی و دھند
 امرا و لیشان شلک بنادیق فوج حافظ الملک بہادر محمد شاہ

عبدالستار خان سے کہ کشت جوار میں پوشیدہ تھے عین معرکہ میں
 ہلاک ہوئے لشکر نواب حافظ الملک میں نشان ظفر کھلے و صدائے
 کوس فتح بلند ہوئے زفقارہ آواز آمد برون بڑا کہ دو نسبت دو نسبت
 گردون دون۔ اور بہت اسباب گران بہا حافظ الملک بہادر کے
 قبضہ میں آیا بعد اس فتح خدا داد کے حافظ رحمت خان بہادر نے سجدہ شکر
 بجناب باری بجا لا کر قائم خان کی لاش کو بالکی خاصہ میں ڈال کر فرخ آباد روانہ
 کیا اور شہر بدایون اور پرگنات مہر آباد اور بہت کہ شمال ریاست
 فرخ آباد تھے اپنے قبضہ میں کیے اور فرخ آباد وغیرہ اپنے طرف سے بی بی
 صاحبہ زوجہ محمد خان نگیش کو دیدیا اس لڑائی میں حافظ الملک بہادر
 اور نواب ووندیخان اور بخشی سہرورد خان وغیرہ سے بڑی دلاوری اور
 جرات ظہور میں آئی حافظ الملک بہادر نواب سعد اللہ خان سپہرورد
 بہال تواب علی محمد خان مرحوم کو بھی اپنے ہمراہ اس جنگ میں لے گئے تھے
 چنانچہ معظم خان نے عین معرکہ جنگ و قتال میں فیل اپنا برابر فیل سعد اللہ
 خان کے لاکر تین مرتبہ کمر بند اپنا گردن سعد اللہ خان میں کہ اوٹا دیوں بے گرفت
 سالہ تھے ڈالا مگر سید حسین شاہ نے کہ خود ہی میں بیٹھی تھے

ہر مرتبہ تلوار سے کاٹ دیا آخر کار گولی ایک پیادہ کی ہندوق کی سیڑھی
 معظم خان پر لگی کہ وہ ہلاک ہوئی بعد اس فتح کے حافظ الملک بہادر
 شیخ کبیر و ملا دین دار خان کو واسطے تسخیر ناکمہ و پرگنات واسن کوہ
 مامور کیا شیخ کبیر نے بعد محاربات بسیار کے سیتاپور و کہری وغیرہ حد
 شرقی قریب خیر آباد تک فتح کئے جو کہ حافظ الملک نے روز انتقال نوا
 علی محمد خان سے اکثر عرضیاں بحضور احمد شاہ ابدالی واسطے رہائی
 عبداللہ خان و فیض اللہ خان سپہان نواب علی محمد خان کے بھیجی تھیں
 احمد شاہ ابدالی ۱۷۶۲ء بمطابق ۱۱۵۷ھ عیسوی دوبارہ ہندوستان
 آئے اور کوڑال کو قتل کر کے معین الملک کو صوبہ دار لاہور کا
 مقر کیا اس وقت حافظ الملک بہادر بمحبت یعقوب علی خان بہادر
 زاد اشرف الوزراء نواب شاہ ولی خان بہادر کے تحائف عمدہ
 و نفیس میں معروفہ خلوص اس وقت بحضور بادشاہ موصوف و چند خرايط
 من اقسام لطیف بخدمت وزیر بادشاہ و دیگر امرا گزشتہان بقران
 سلطان یعنی جہان خان و شاہ ہند خان و آزاد خان و بہادر خان
 وغیرہ کے بھیجے بجواب اسکے فرمان شاہی بفرمانیات

گوناگون وجوہ خرابی استیاضہ و غیرہ معرفت ملین بسوق المذکر کذا الملک
 بھاد کو وصول ہو کر باعث استیاضہ فیض مظاہر ہوئے اور عہدہ
 و فیض اسد خان کو بھی بنیاد حافظ الملک بھاد و قیدی رہائی بخشی و خود
 سمت ولایت مراجعت کی عہدہ بھاد و فیض اسد خان رہائی پا کر ۶۵ھ
 روسیکھنڈ میں آئے بعد چند روز نواب صفدر جنگ نے فرخ آباد فوج کشی کی
 جب التجامی بی بی جہاں بیوی نواب محمد خان نیکش حافظ الملک بھاد
 فوج سے مدد کی چنانچہ ہنگام کار زاری ضرب بندوق ملازمان فوج
 حافظ الملک بھاد و نواب سحر خان مار گئے و نواب صفدر جنگ کی
 گردن پر گولی لگی کہ جسکے صدر سے ماتی پر پیش ہو گئے اور شکست پائی
 اسی سال میں نواب صف الدولہ خلف نواب شجاع الدولہ تولد ہوئے بعد چند روز
 اس قصہ کے ۶۷ھ ہجری ۱۲۷۴ء کی بسبب تقسیم ملک روسیکھنڈ۔ بوجہ
 قطب شاہ پنجابی کہ انیس و چالیس نواب عہدہ اسد خان کا تھا۔ امین نواب
 عہدہ اسد خان و نواب فیض اسد خان کی نزاع واقع ہوئی پس کے مدافعت
 فتنہ نواب و حافظ الملک بھاد و اس طرح پر ملک آگاہ تقسیم کیا کہ گینا
 اوجھیاٹی وغیرہ بمجموع مبلغ تین لاکھ روپیہ سالانہ نواب عہدہ اسد خان

مرتضیٰ خان کا حصہ قرار پایا اور نواب فیض اللہ خان کو رام پور وغیرہ شہر ت نواب
 محمد یار خان بڑو خود کے ملا اور گنیات انولہ وغیرہ بحساب سات لاکھ روپیہ
 سالانہ کے بشکرت نواب لہ یار خان نواب سعد اللہ خان کے حصہ میں آیا اور
 شہر مراد آباد سنبھل اور کاشی پور اور ٹھاکر دوارہ اور مروہ وغیرہ نواب
 دوندیچا کو مع متنخواہ رسالہ کے مرحمت کیا اور شہر بدایون واروسہیت
 وغیرہ فتح خان غلامان کو دیا و گنیات کوٹ وغیرہ بخشی سردار خان کو دکر
 و شاہجہان پور و بریلی و پیلی بہیت و چند گنیات اسن کوہہ جمع مبلغ
 پتالیس لاکھ روپیہ سالانہ حافظ الملک بھٹ کے درمستعلق رہے لوگ
 اس تقسیم میں ضیاء سندھ کو کہہ اطماعت حافظ الملک بھٹ دارپنچے کار مار
 میں مشغول ہوئے لیکن نواب عبداللہ خان یعنی پسر کلان نواب علی محمد خان مرحوم
 اس تقسیم میں پراض ہو کر کئی باز تحیلہ و دغا ملاک کرنا حافظ الملک بھٹ کو چاہا
 اور چند مرتبہ کھائی میں زہر ملا کہ حافظ رحمت خان کو پکس پہنچا لیکن حافظ الملک بھٹ
 نے اطلاع پاکر وہ کہانا نہ کھایا اسخام کا رجب دیکھا کہ یہ بیطرح اپنی شہرت
 سے باز نہیں آتے تب نواب عبداللہ خان سے کہلا پہنچا کہ تم روہیکہ شہر
 نکل جاؤ چونکہ عبداللہ خان تاب مقابلہ کی نہ کہتے تھے ہر اسان ہو کر وسیع وقت

جانب فرخ آباد چلے گئے و نیز فیض احمد خان کہ درپردہ نواب عبدالعزیز خان
 کے شریک تھی اونسے بھی بطور چشم نمائی یہ کہلا بھیجا کہ تم
 برٹلی میں آکر رہو۔ رام پور سے دست بردار ہو۔ نواب فیض احمد خان
 بموجب حکم حافظ الملک بھٹ اور فوراً برٹلی میں چلے آئے تو ٹوری و نون
 کے بعد نواب احمد خان نگبش کی سفارش سے حافظ الملک بہادر
 عبدالعزیز خان کا قصور معاف کیا اور روہیلکھنڈ میں رہنے کی اجازت
 دی عبدالعزیز خان نے اپنا قیام اوجہاڑی میں قرار دیا اور انکو سانپ
 پکڑنے کا نہایت شوق ہوا آخر شش وہ عی شوق اور کمی حق میں
 زہر ہوا اکیس روز سانپ کے کاٹنے سے ۶۱ سالہ عمر میں ہلاک ہوئے
 اور اوسے مقام پر دفن ہوئے۔ اور مرتضیٰ خان فرسکند آباد میں
 انتقال کیا اور الہ یار خان نے سہل کی عارضہ جانگل سہیل
 دی حافظ رحمت خان فی پٹی بہت آباد کر کے دارالمراسیت اپنا
 قرار دیا اور حافظ آباد اوس کا نام رکھا۔ مشہور
 حافظ آباد اوس جگہ کا نام خاص شیشین پٹی بہت عوام
 اس میں سہیل میں نواب صفدر جنگ نے باوید خان خواجہ سہرا کو

کہ بادشاہ کا بہت موہ لگا ہوا تھا ضیافت کے بہانہ سے بلا کر قتل کیا
 احمد شاہ بادشاہ نے اس حرکت سے ناراض ہو کر او کو عہدہ وزارت
 سے معذور کر کے بجای صفدر جنگ انتظام الدولہ پسر نواب قمر الدین خان کو
 وزیر مقرر کیا اور خلعت امیر لارائی کا عمدہ الملک غازی الدین خان کو
 عنایت کیا۔ صفدر جنگ نے اردو مقابلہ کا باہر شہر کے خیمہ پناہ کیا
 اور نواب حافظ الملک بھادر سہروردی خواست امداد کی حافظ حمت خان نے
 مصلحت وقت جانکر واسطے مدد نواب صفدر جنگ کے لشکر حیل نزار
 پیادہ و سوار روسیکہ ہنڈ سے کوٹج کیا۔ لیکن مقام ہا پیر میں پہونچی
 کہ شہر شاہی واسطے مانعت شہر صفدر جنگ کی بنام اونکی پہونچا تھا
 حافظ حمت خان فی سحر ہونا بادشاہ وقت سے مناسب بنانا اور ہانا
 بیاری کا کر کے جانب روسیکہ ہنڈ کوچ کیا۔ میر سناقب وغیرہ جو زمان
 شاہی لائے تھے وہاں کے ہوئی کہ چھپہ جمعیت حافظ الملک بھادر کے
 لشکر سے واسطہ مقابلہ ابو منصور خان صفدر جنگ کے شاہجہان آباد کو
 یہ جائیں بنیال اس کے میر سناقب نے تذکرہ اس کا ہر ایک سالہ دار
 و فسران فوج سے کیا لیکن اور تو کوئی ملازمت حافظ حمت خان کی

چوڑ کر رہا۔ نہ پر ارضی ہوا اگر ایک نجیب خان عمر خیل کہ بعد اری ایک
 سو سو ار کے رسالہ نواب و ونڈی خان میں نوکر اور داماد ہی اور نکلی سہتے
 ہر راہ میرا قتب کے روانہ ہو گئے

احوال نواب نجیب الدولہ

واضح ہو کہ نواب نجیب خان بن احوالت خان خان حمایت خان قوم افغان
 عمر خیل عبد حکومت نواب علی محمد خان میں ہمراہ بشارت خانکی ولایت سی تاکر
 ملازم ہوئی تھے اور بعد اقبال نواب علی محمد خان کے جب تمامہ و سلیکند
 ہر مافظہ الملک بھادر کا قبضہ تھا وہ شاہجہان آباد کو ہمراہ میرا قتب کیا کہہ
 انکو رہا پر علی گئے اور نواب غازی الدین خان کے ذریعے سے دربار شامی میں
 پہنچ کر خلعت اور نوبت اور خطاب نجیب الدولہ حاصل کیا اور بھنور اور ہارنور
 اور شیرکوٹ اور افضل گڑہ وغیرہ بادشاہ کی طرف سے انکو ملا نجیب الدولہ
 نے ۱۱۵۵ھ میں ایک جگہ پر شش فضا دی کہ ہر قلعہ تہہ گنت اور بازار و چسپ تعمیر
 کر کے نجیب آباد نام رکھا اور اسکو دار الحکومت اپنا قرار دیا ۱۱۵۷ھ ہجری
 میں مطابق ۱۷۷۵ء میں نواب نجیب الدولہ نے وفات پائی۔ تین فرزند اور
 یادگار رہے ایک محمد ضابطہ خان دوم کلہو خان سوم ملو خان۔ ذکر محمد ضابطہ خان

انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آئے گا۔ الغرض حافظ الملک نے ہاپڑ سے واپس
 آکر ایک عمارت بمنزل دریاں بریلی اور پٹیلی بہیت کی بنوا کر نام اس جگہ کا
 حافظ گنج رکھا۔ ان بعد واسطے انتظام پر گناہ ناکمہ کے پٹیلی بہیت سے
 کوچ کیا اور نواب عنایت خان اپنے فرزند کلان کو حسب وصیت نواب
 علی محمد خان کے دختر سے منکر کیا بعد ازیں حسب تہدائی نواب نجیب الدولہ
 عزیمت فرمائی شاہجہان آباد ہوئے جبکہ لشکر ظفر سیکر قریب بس کے پہنچا
 دریافت ہوا کہ فوج مرثیہ قصد عبور دریا کے گنگا کرتے ہی لہذا حافظ الملک بھاد
 نے بخشی محمد سردار خان کو اپنے انسداد فوج مذکور روانہ کیا کچھ دن بخشی صاحب
 مانع عبور اس فوج دریا سوچ کے ہوئے آخر کار لشکر مرثیہ فی عبور دریا
 گنگا کر کے مثل سور و ملح بخشی سردار خان پر حملہ کیا لیکن بخشی مدوح از راہ
 جوان مردی و دلاوری مطلق ہر سان ہوئے اور اپنی استقامت سید
 جنگ سے نہ ہٹنے دیا۔ تا وقتیکہ۔

فترت نواب حافظ الملک کے محاربہ مرثیہ ہائی دن و نظریہ
 آوردن صاحب شاہ درانی و بیان جنگ

نواب حافظ الملک بھادریا صنائی خیر ذاب سرعت تمام واسطے امداد بخشی صاحب

موصوف کی داخل ہاوس مقام پر پورے چند روز جا نہیں سکتے میلان
 حسب و ضرب گرم رہا اس و سیاہین آمد شاہ درانی کی از روی اخبار
 معلوم ہوئی بھو در یافت اس فہر کے اعتقاد الملک غازی الدین خان و دہا
 پٹیل و بھاؤ و جہنگو سرداران مرہٹہ کہ وہاں مافظ الملک بھاؤ و جہنگو
 بہادر کے تھی مقام سکرتال سے بنا بر مقابلہ شاہ موصوف و از سمت کمال
 ہوئے پہنچا ملاقات و رہی بخشنی محمد مراد خان اور فتح خان خاںسا مان
 کو و اسطی حفاظت ملک روہیلکھنڈ کے روانہ فرمایا و خود بدولت بنفس نفیس
 یا منتظر شریف نوری شاہ ایک سپاہ قیام پذیر رہے۔ حتی کہ شاہ موصوف
 داخل مقام مذکور ہو کر مصروف جنگ و جدال ہوا اس و سیاہین ایک رات
 فتح خان برادر ابیم خان گاروی نے شب خون لشکر مافظ الملک بھاؤ پر
 مارا۔ ہر چہ کہ غافل و ہوشیار و خستہ و بیدار وین ہر اتفاق سے لیکن اہل لشکر
 افغانان روہیلکھنڈ ہر پہاں مافظ الملک بھاؤ و از راہ حرات ذاتی و دولاور
 صفائی بالیسٹ کے کہ انجام کار آدم صبح لشکر دعویٰ کو شکست ہاش دی۔
 نقل ہے کہ ایک روز افغانان ہر اسی نواب عنایت خان بھاؤ و ملازمان
 نواب نجیب الدولہ بھاؤ نے مرہٹوں کی لشکر میں داخل ہو کر جنگ شروع کی اور

سدا مرثوہ گوار کردی بابر سے گریز سے اور تو منچانی میں توپوں پر
 شیکر تھیں سبب انہوں نے پانچو افغانی گانا شروع کیا کہ دفعۃً چالیس پچاس
 ہزار مرثیہ کہیں گاہ سے نکل کر افغانوں پر سنکڑیں آگرے اور محاصرہ کر کے
 پٹہ و نیزہ انداز شروع کیا اور سدا مرثوہ افغان خوب لڑے لیکن بسبب
 کمزرت فرج غنیم سعی انکی فائدہ مند ہوئی بہت نہیں سے مار گئی چنانچہ
 قریب چھ ہزار خاص روہیلہ کے ملازمان نواب نجیب الدولہ و نواب عنایت خان
 سے اوس روز کام آئے اور قریب پانسو پادوں کی زخم دہی شمشیر نیزہ
 کھا کر نواٹا ہی خون سدوتن سی روان دفن زن رقص کنان مرثوہ کی
 سنکڑ سے بابر کو نواب شجاع الدولہ کہ سوچہ ان کا قریب ہو چہ نواب
 نجیب الدولہ کے تھا اس جرات کی حالت میں رقص کرنا اور شادمان
 رہنا شیاہنوں کا دیکر عنایت متعجب ہوئی اور کھلا فرین آگئی جرات و بہادری
 پر اور یہ قلعہ چڑھا۔ قطع

سعید و زائل حسن ترکان دادند عقل و دانش بہہ با مردم یونان دادند
 ناز و اندک شہ بہ با مردم ہند جرات و خورسری و چہل افغان دادند
 نواب حافظ الملک بہادر بسبب بتلا ہوئے مرض تپ محرقہ کے خود اس

خود اس جنگ میں شہادت تھی خیمہ میں رہی۔ یہ جنگ عظیم الشان
 بین نواب شجاع الدولہ بہادر نواب نجیب الدولہ بہادر نواب غالب جنگ احمد
 خان بہادر بگیش رئیس فرخ آباد و نیز دیگر سرداران ہندوستانی شہرہ نام جنگ اب دہلی
 خان و نواب فیض الدین خان وغیرہ ہی اکثر شرکت تھے و لشکر شاہی والا جاہ احمد شاہ درانی
 برائے لاکھ مزید بران اور ہر ایک سردار کی موافق جو صلاح پائی کے داد شجاعت دی
 اور مردانگی کی مگر نواب شجاع الدولہ باپس خاطر مرثیہ ایک فقیر پہلو تھی کہ تھی جسے صاحب
 پانچ حسین شاہی کہتے تھے کہ احمد شاہ درانی مسیب الطلب و شاہ ہند اسی بہادر سوار بہادر لکیر
 قندھاری قریب دہلی پانی پت کراں میں برائی استمداد داخل ہوا رات کے وقت غنیمت
 کی فوج میں ایک جاسوس بھیجا تاکہ اسکی لشکر کا اندازہ کر کے واپس آئے وہ جاسوس
 تمام رات لشکر غنیمت میں پہرہ لیکر انتہائے فوج نہایت ناچار دم صبح واپس آکر شاہی والا
 جاہ سی صورت خانہ صلی شاہ موصوف نے فوراً اسکو قتل کر لیا اور دوسری شب ایک
 شاہزادہ رومی کے ہمراہ شاہ کی آیا ہوا تھا اس سے فرمایا کہ اسی برادر آج رات تم جاکر فوج
 غنیمت کا اندازہ کرو چنانچہ شب دوم شہزادہ رومی اپنی بیٹیات تبدیل کر کے برائے
 جاسوسی لشکر غنیمت میں گیا اور اسطرح دم صبح واپس آکر بادشاہ کی کان میں آہستہ کہا
 کہ جاسوس نے سچ کہا تھا وہ بی خطا مارا گیا اسواسطحی کہ فوج غنیمت کا اندازہ کرنا غیر ممکن

بے جمع بہتے اور چاروں طرف لشکر کے خندق کہو دو کر او میں
 آگ دیکھا کہی ہے۔ یہ سنکی احمد شاہ درانی نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ فتح
 مابدولت و اقبال کی ہوگی۔ اسلئے کہ غنیم پریان ہمہ کثرت افواج عرب
 و حبیب مبدو کا استفادہ غالب ہی کہ آگ کا حصار کر کے مقابلہ کر رہی
 اور وجہ قتل جاسوسوں کی یہ تھی کہ اوسنی علانیہ بیان کر دیا اس خبر کی
 سننی سی اور کثرت فوج اور سامان بی انتہائی غنیم سی ہماری بہادران
 لشکر کی دلونہر بہت طاری ہو جائے ضرور اس خبر کا اظہار کرتا۔ اس درمیان
 میں ایک جاسوس اور آیا اور خبر دی کہ گوند بخارہ تیس ہزار میل علیہ کی لہی ہو
 بطور رسد لشکر غنیم من لئی جاتا ہے شاہ موصوف نے دلیل خان سپہ
 سالار کو حکم دیا کہ فوراً اسراوس کا قرا لاکر رسد لوٹ لاؤ دلیل خان نے عرض کیا
 کہ میں راہ ہندوستان سے نابھہ ہون کوئی راہ پر چاہی علی ایک سفیر ماؤتیا
 ہندوستان کا حاضر تھا۔ فوراً اوسنی ایک سپہ و اسکی ہمراہ دلیل خان کے
 رسالہ خود کی کر دیا سپہ سالار نے مذکور کی چند کوسں پہنچ کر گوند بخارہ کو قتل
 کیا اور سب میل علیہ کی واسطے کباب کے بیچ کر کی آدھی آدھی پیل اور ایک ایک
 کون غنیم کی اور پانی پانی گھوڑوں کے کہکمر سعادوں کی اور حضور بادشاہ درانی حاضر

ہو کر سرگودھ پہنچا وہاں پہنچ کر کشت کیا آخر کار ساتویں روز اسکی علی الصبح احمد شاہ
 سوار ہو کر میدان کو گیا حافظ رحمت خان مع پچاس ہزار سپاہیوں کے
 ہمراہ شاہ تہی اور بادشاہ اسوقت گہوڑ پر محرف بیٹھا ہوا حقہ پیتا ہوا
 اور عنایت خان سپہ حافظ الملک اپنی گہوڑ کو میدان میں گشت دیر پا
 تھا شاہ فی پوچھا کہ یہ کون ہے حافظ رحمت خان نے عرض کیا کہ بندہ زادہ ہے
 اس درمیان میں ایک شتر سوار میدان خفا آیا اور عرض کی کہ مدد کی ضرورت
 ہی شاہ فی عنایت خان کو اشارہ کیا عنایت خان نے ازراہ دلاویز خور
 اپنی ذاتی پیشتر سوار افغان ہمراہ لیکر مرٹھوں پر دباؤ کیا اور اپنی گہوڑ
 کو پاشنہ مار کر اس آتشیں جھار کی اوپری پسند الیگیا دفعتہ سب سواران
 لشکر عنایت خان گہوڑی پانی اپنی پسند کردہ خندق کی پار نکل گئی اور
 جس شخص کا گہوڑا پہاڑ نہ سکا وہ اس خندق آتشیں میں گر کر خاکستر ہو گیا
 حاصل کلام کا یہ کہ ضربت غیرہ و ششیر سی دریا سے خون روان
 ہوا۔ اس واقعہ کو ایک شتر سوار فی شہید احمد شاہ درانی میں ہو کر عرض
 کیا حافظ الملک نے خبر سن کر متحیر ہوئے اور محبت پوری نے جوش مارا تھا
 سی عرض کیا کہ ہمراہ عنایت خان کی جماعت قلیل ہے بادشاہ فی پوچھا

مہینہ لوہاں رسم و استہان | جہیں زاد و بستی سخن را طہان

اسکا مذاحقظ الملک نے دوبارہ عرض کیا اور یہ چاہا کہ شاہ مجھ کو حکم دیدے
 اس اثنا میں حاجی کریم داد خان از سرداران فوج شاہی نے بادوازدہ
 ہزار سوار عسافت بہت و چہار کردہ راہ طی کئے ہوئی اگر بادشاہ
 کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ بروگٹ عسافت خان کن بعد چند ساعت
 کی حاجی عطائی خان ہی سرداران فوج شاہ درانی سی اور ستقد رست
 طی کئے ہوئے بادوازدہ ہزار سوار آپوچی شاہ والا نے فوراً ان کو ہی یہ
 حکم دیا کہ بروگٹ حاجی کریم داد خان کن بعد از ان ایک شتر سوار
 اگر شدہ کو خبر دی کہ اس افغان نے لشکر غنیمت میں پیو پکیر افواج مرثہ
 کو دریم و بریم کر دیا ہے تاہم لشکر مرثہ شمل سور و طخ چہار جانب سے
 یو پکیر کئے ہوئے چلا آتا ہے ابوقت شاہ والا جاہ نے چند ہزار
 سوار ان مہراہی کو حکم دیا کہ تم لوگ پیادہ ہو جاؤ اور گہوڑی اپنی
 اپنی زمین و لگام اتار کر جانب لشکر مرثہ پیوڑ دو چہا پچہ سواران
 مذکور کی فوراً السیاب ہی کیا مطلب یہ تھا کہ مرثوں کا دستور ہے کہ وہ
 اکثر گہوڑیوں پر سوار ہوتی ہیں پس یہ گہوڑے جو لشکر سے چوٹی
 فوراً گہوڑیوں کی بو پا کر لشکر مرثہ میں جا پڑے اسکی باعث سی اور

نیا دہ درہی برہی مرثوئی لشکر میں واقع ہوئی کہ گہوڑیاں ہر طرف بہاگتی پرتی
 تھیں اور گہوڑے اور کچھیا کرتی تھیں بنو جہ سواران مرثہ سخت پریشان اور مجبور زامچار
 ہو گئی۔ دویم یہ کہ نواب نجیب الدولہ کی بھراہ کئی سواراں آتشیں تباہوں نے
 بان زنا شروع کی اسکی وجہ سے مرثوئی ڈیرہ میں آگ لگ گئی علاوہ ازیں چونکہ
 مرثوئی ساتھ باہمی کثرت تھی وہ صدابا آتشیں و جنگی خمیہ بے سوگروان
 ہو کر فرار ہوئے اور اپنی لشکر کو روڈ تھوئے کہیں سے کہیں نکل کر بحال
 غنایت خان نے اوسی داروگیر میں بعد جنگ و جمل بسیار اپنی آپ کو اوس گمہ
 میں کہ جبکا باؤ افسر تیار قریب اسکی پہنچا یا سہاؤلی اولانیرہ غنایت خان پر
 مارا غنایت خان نے ازراہ چالاکی و چستی اپنی آپ کو نیزہ کی تان سے بھا کر جیا
 اوسکا بقوت تمام ہاتھ سے پکڑ کر ایسا جھکا دیا کہ بہاؤ پشت اسکی اوکھڑ کر
 فرش زمین پر گرا۔ رستمیر غنایت خان دران جنگ پو اجل گفتا سہاؤ
 تراشد۔ غنایت خان سبکدستی سے مرثوئی کا کمر قراک میں رکھا اور
 طبل فتح جنگ بجا کر معاودت کی۔ دہل زن دہل زن دہل زن دہل زن کہ دین
 دین او دین او دین او۔ اسی آئین میں ایک شہر سوار میدان جنگ کشاہ کے
 حضور میں اور آیا اور یہ مژدہ سنایا کہ شاہ کو فتح مبارک اسلمی کہ غنیم نے

شکست فاش کیا کر نشان سیاہ بلند کئے ہیں اور مرثیہ افغان و
 خیران بہا کی جاتی ہیں ان بعد عنایت خان نے حاضر ہو کر سر بہاؤ احمد شاہ درآ
 کی پیشکش کیا۔ روایت ہے کہ جنگجو سردار و خور و سیاہ ایک گھوڑے پر
 سواریت تیز روا اور چالاک اور یو رطلانی سے آراستہ ہر کلاہ تاج نما
 کمال جو اہر نہایت بیش قیمت سر پہن ہو اوس وارد گیرین تنہا بہا گاجاتا تھا
 اتفاقاً نظر ایک افغان سوار کی ہر اس بیان عنایت خان سے واسطہ پڑ
 بطمع کلاہ درخشندہ اوسنے گھوڑا اپنا اوس گھوڑے کی پیچھے خیز کیا جنگو نے
 جو دیکھا کہ سوار بارادہ قتل تعاقب کئے چلا آتا ہے خوف جان گھوڑے
 اپنی کو زیادہ تیز بیگیا یا افغان کو طمع کلاہ نے باز نہ کیا گھوڑا اپنا دوڑا
 ہوئے مثل قابض ارواح پیچھے اوسکی چلا جاتا تھا کہ قریب تیس کوس کھینکو
 گریزین راہ گیا اوسوقت گھوڑے اوسکی بے طاقت ہو گئے اوس
 افغان نے جب یہ حال دیکھا فوراً اپنی گھوڑے کو تیز کر کے شل ہوا
 کے لیگیا اور دفعتاً مرگ ناگہان کی طرح اوس پر نازل ہو کے ایسی تلوار لگائی
 کہ گردن گھوڑے کی دو ٹکڑے ہو گئے اور جنگو زمین پر گر پڑا اوس
 افغان نے سر اوسکا کاٹ کر مع کلاہ جملہ سامان اور اثرفیان وغیرہ جو کہ اوس

خورجی میں بہن اور سارے سامان ماوہ اسپ لیکر شاد کام معاودت
 کی جب قریب کرمال کے پہنچا کلاہ کو گوبر کے ڈھیر میں چھپا کر جنگجو
 کار و برو سے عنایت خان کی لایا عنایت خان نے کہا کہ اسے خان
 سر جنگجو کا تو تم کاٹ لایا اور کلاہ اوسکی کون لگیا اور کیا ہوئی جو کہ راست
 ماری میں یہ قوم مشہور ہے افغان نے کہا کہ اوسکی کلاہ کو منہ گوبر میں
 چھپا دیا ہے اس خیال سے کہ وہ بہت اچھی ہے آپ لیلیٰ گاہین ندی لگا
 عنایت خان سنہی اور کہا کلاہ کو ہی لے آؤ تم نکو اوسکی عوض میں بہت
 اشرفی دیگا و سپہ سالار لشکر کردیگا وہ افغان جلد واپس گیا اور کلاہ ہی
 لاکر عنایت خان کی حوالہ کی عنایت خان نے اوسکو قریب پائسو اشرفی کے
 انجام دیا اور تمام حواریات جنگجو اوس سے لیکر سپہ سالار لشکر کر دیا اور
 اوسے روز عنایت خان نے سر جنگجو کا بھی احمد شاہ درانی کو نذر کیا چنانچہ
 اوسوقت شاہ والا جاہ نے پشت عنایت خان کی اپنی ہانتہ سے
 ہٹو کر یہ فرمایا کہ اینجی تمام تو نہادیم مبارکباد آفرین رہ تو ورجیت
 خدا بریدر تو خلعت و خطاب لو ابی سی سرفراز فرما کر ملک اٹاؤ وہ
 میں پوری دشکود آباد و غیرہ ارزاہ قدر دانی و عزت اقرائی اپنی

طرف سے غنائت کیا اس جنگ کے تاریخ کسی ہندی کہنے والینے یہ
 کہی ہے کہ سن گیارہ سو چترین دن بدھ پڑا جو جبارہ چھٹے
 جمادی الثانی کو شہ جتیا ہوا و مارا اور اغاز حافظ الملک بہادر کا
 جملہ روسا ہند سے زیادہ بڑا یا اکثر اپنے ساتھ خاصہ تناول کراتے تھے
 و بسبب کبر سنی کے بزرگ داشت فرماتے تھے۔ و تیرنی مابین اس
 انور انواب شاہ ولی خان بہادر و نواب حافظ الملک بہادر کے کمال
 ارتباط و اتحاد تھا چنانچہ عہدہ و کالت ہندوستان پر حافظ الملک
 نواب حافظ رحمت خان بہادر کو منصب امیر الامرائی نواب
 نجیب الدولہ کو اور نواب محمد خان بگٹش رئیس فرخ آباد کو مرتب
 بخشیدے و نواب شجاع الدولہ بہادر کو عہدہ وزارت ہندوستان
 پر مامور کیا و نیز خطاب فرزند خان بہادر کا عطا فرمایا اس جنگ میں صدیا
 سرداران مرثہ مارے گئے بچکر بہت کم نکلے تھے کہ چالیس بیچاس کو سن تک
 برابر لاشیں پڑیں نظر آتی تھیں اور سیل خون سُم اسپان سے گزر گیا تھا
 لکھا ہے کہ چھٹی جمادی الثانی کو ۱۱۴۳ھ بمین یہ سور کہ جدال و قتال مقام
 پانی پت کرناں گرم ہوا تھا شہور ہے کہ نواب غنائت خان ابن

حافظ الملک بہادر نے بھنگ نہ کورا استقدر ششہ زنی کی تھی کہ
 بفتح قہقہہ تلوار کا انکی ہاتھ سے بدقت چوٹا کسوا سطحی کہ ہاتھ ورم کر گیا تھا
 اور خون کثرت جم گیا تھا لیکن ملہاؤ راؤ ہلکے سبب نواب شجاع الدولہ
 و نواب نجیب الدولہ کی کہ مورچہ اُسکا مقابل سورچہ ہا ہر دو نوابان
 سو سو فین تباہی ہمراہ بیان خود سلامت نکل گیا اور ہاؤس بندھیہ
 دولت راوس بندھیہ کا چچا اول راہانہ میں نام پیل شہ پور تھا اور
 بعد اسکے اوسنے ہندوستان میں بہت اقتدار پیدا کیا کبھی ہو کر
 بہاگا اور ایک یا پو سوار دلائی نے ساتھ کوس تک اُسکا تعاقب
 کر کے ضرب گولی بندوق سی پاؤں اُسکا زخمی کیا اور گھوڑے پر گرا کر اوسے مار
 و سامان لیکر واپس چلا گیا پیل مذکور کو جان سی نہیں مارا چنا سچا اسی سبب
 اوسکی پاؤں میں ہمیشہ لنگ رہا کہ بغیر ادا و عیز کے چل نہیں سکتا تھا
 اور ابراہیم خان گاروی ہی دستگیر ہو کر بادشاہ کے روبرو آیا ہر چند
 نواب شجاع الدولہ نے سفارش اوسکی حضور بادشاہ کی اقبال
 نہ ہوئی کسوا سطحی کہ بادشاہ نے پیش این چند مرتبہ پیغام اپنی رفا
 قبول کر شکایاں اعلیٰ بھیجا تھا مگر اوسنے منظور نہ کیا۔ اس لڑائی میں بہت

مال و اسباب مرثون کا بطور عنایت قبضہ اہالیان دولت شاہ
 درباری میں آیا زان بعد یہی فرمایا کہ ہم شجاع الدولہ کو اپنی ہمراہ
 ولایت لیجانا چاہتے ہیں نواب شجاع الدولہ یہ بات سنکر
 نہایت پریشیاں و ہراساں ہوئے اور ہندوستان کی مفارقت
 سخت ناگوار گزری لیکن شاہ واد کی حکمرانکار کر سکتی تھے۔ آخر الامر
 حافظ الملک سے اور سی کہ لکا غار و اکرام شاہ موصوف سے
 زیادہ کرتا تھا اس باب میں سفارش جاری حافظ الملک نے مقدمہ
 ہمراہ نہ لیجانے نواب شجاع الدولہ کے پادشاہ سے عرض کیا اور
 اور یہ کہ کہا کہ تمام ہندوستانی لوگ یہ کہیں گے کہ ایک شخص
 کفر جو انگریزوں میں باقی رہ گیا تھا او سکوی سب افغانہ نے لکھنؤ
 سے خارج کرادیا۔ لہذا میری عرض یہ ہے کہ شاہ اپنے ہمراہ شجاع الدولہ
 کو نہ لیجاوین یہی کلام حافظ الملک سے سنکر شاہ نے فرمایا کہ مابودت
 کو شجاع الدولہ کے ساتھ کسی قسم کی خصوصیت نہیں ہے مگر پاس
 خیال تم لوگوں کے ہم شجاع الدولہ کو ہندوستان سے لیجانا چاہتے تھے
 اگر تمہاری خوشی نہیں ہے تو خیر ہم اپنے ساتھ نہ لیجاؤ گے مگر اپنے

کہ کسی نہ کسی تم تھیں اس نکی کا شجاع الدولہ سے بدپاؤ گے۔ اور خود دہلی میں
چند روز قیام کر کے عقداپنا ہمیشہ احمد شاہ دہلوی و عقد تیمور شاہ پسر
خود بدختر احمد شاہ دہلوی کر کے اور بہت سارے نقد و اسباب گران
پیادہ ہائے لیکر جانب ولایت روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ
اس سفارش سے نہایت شکر گزار حافظ الملک کے ہوئے۔

فرستادن حافظ الملک ملا محسن خان را برائے
قبضہ کردن ملک اٹاودہ و مین پوری و شکوہ آباد و غیرہ

بعد ازین حافظ الملک نے روسلیکینڈ میں ہو چکے ملا محسن خان کو واسطے
قبضہ کرنے ملک اٹاودہ و غیرہ کے بعد عطائے خلعت سرفرازی
رخصت فرمایا جب ملا موصوف قریب اٹاودہ پہنچ کر کشن پاؤ
و بالائیڈٹ کے سرکار مرثیہ سے خدمت اوس ملک پر مقرر تھی جامعیت
وافر مقابلہ کیا آخر اندک قتال و جدال میں نواب تفاؤست نہ لا کر
گریزان ہوئے ملا محسن خان نے بعد فتحیابی شادان و فرحان شہر
اٹاودہ میں جمیعا یم کیا اور چند مدت اوس ملک کے انتظام میں مصروف
رہے و اکثر زمینداروں کی اقتدار و راجہ ہائے والا تبار نے اطاعت و

متابعت قبول کی مگر بعض نے ارزاہ فتنہ و فساد کو بچوڑا سرکشی و شمر و
 پرکمر بند ہی چونکہ ملا محسن خان نے گوشمالی اور سرکشیوں کی اپنی طاقت
 سی باہر دیکھی لہذا عرضی متضمن استد و حدت حافظ المملک ہادیہ میں ارسال
 کی حافظ المملک نے دریافت اس خبر کے شجاع بنی نظیر شیخ محمد کبیر خان کو
 معہ لشکر حفر پیر واسطے امداد ملا محسن خان کو روانہ فرمایا پس ہر دوسرے وار
 باوقار نے ہم ہو کر انتظام اوس ملک بخوبی کر لیا ہر سرکشی کا سر و باز کر لیا

بیان تیاری شہر شاہ پٹی بہیت

اسی سال سیواڑہ میں قلعہ عظیم واقع ہوا اور پانچ گان خدا با شمع شہر
 نہیں رہ سائی و غربانوازی حافظ المملک نے جو قیوق ملک مسکیندین
 پہونچی نواب حافظ المملک نے پرورش اور سب کی بخوبی فرمائی سبکدہ گشت
 انکی حد زیادہ گذری اور شل سورج کے ہو گئے تو حافظ المملک نے حکم
 واسطے درستی شہر شاہ پٹی بہیت کی صادر فرمایا و تا عرصہ دو سال بہت
 والا بہت کو برائے رفاه و فلاح مساکین اسی امر خیر میں مصروف
 رکھا ران بعد برائی انتظام طلال آباد شریف لیگے بعد قیام چند روز
 مقام مذکور میں خط نواب احمد خان نگیش کا باین مضمون پہونچا

زفتن نواب حافظ الملک حسب التماس
نواب احمد خان نیکشن بمقام فرخ آباد و برائے
مصالحات باہم دیکر۔

کہ نواب شجاع الدولہ و نواب نجیب الدولہ باتفاق یکدیگر واسطے
تکلیف دہی دوستدار کے عازم فرخ آباد میں لہذا آئیں خواہنگار
امداد ہوں پس بدریافت اس حال کے حافظ الملک بہادر روانہ
جانب فرخ آباد ہوئے العرض دایرہ دولت نواب شجاع الدولہ
کا تابہ سرائے بھول اور خمیہ نواب نجیب الدولہ کا خدا گنج میں تھا
کہ حافظ الملک بہادر نے دو شخص معتبر کو بندست لوہان موصوفین معہ
خرطیہ بابنا بر اقلع اس ارادہ منہائدہ کے پہچاننا چہ نواب نجیب الدولہ
بمجرد دریافت مافی الضمیر حافظ الملک بہادر جریدہ فرخ آباد میں تشریف
لے آئے و سپاس خاطر نواب حافظ الملک بہادر صلح و رہبانین
آئی و نواب شجاع الدولہ بہادر یہ خبر دریافت کر کے سر اہل بول سے
روانہ ملک اودہ ہو گئے بعد اصلاح اس معاملہ کے عرضی شیخ محمد کبیر
کی بنیمینون پہونچی کہ بہار راؤلی شورش ہر پاگر کے محمد حسن خان

حاکم بہاؤ پور کو عاجز کر رکھا ہے۔

رفیق حافظ الملک بہت نام بہاؤ پور پر اسکا لشکر محمد حسن خان

حافظ الملک بہاؤ پور کو ملاحظہ عرضی مذکور برودی تمام سوتہ جنود و خفہر آمو و ملک

امادہ کوروانہ ہو چکا کہ ذیلہ دولت قریب بہاؤ پور پہنچا ملہار راؤ رعب

آمد اندر لشکر خفہر کر سی حواس باختہ ہو کر سرعت تمام عبور دریا چین روانہ ملک

وکن ہوا اور تمام راجا ہادی شوکت درنیداران باغت فی دایرہ دولت

حافظ الملک بہاؤ پور پر حاضر ہو کر نذرین گذار میں و قد سوسے حاصل کی و چین

ارادت آستانہ اطاعت پر رکھی اسی سال میں حافظ الملک بہاؤ پور دینی دور و پیہ

روزانہ شاہ سیج المد صاحب مارہر و لکا بطور دستخرج مقرر فرمایا جبکہ موسم

بارش قریب پہنچا مقام مذکور سی روانہ ہو کر داخل دایرہ ریاست پٹی پٹ

ہوئے قبل ازین یعنی ۱۱۶۴ھ بحریین مطابق ۱۷۵۳ء عیسوی کی غازی الدین خان نے

احمد شاہ کو قید کر کے بہادر شاہ کے پوتہ کو بادشاہ بنا کر عالم گیر ثانی

مشہور کیا تھا اور بعد چند روز کے مرہٹوں کی مدد سی اسکو قتل کیا زان بعد

شاہ عالم موضع کہنہ کو راجہ عظیم آباد میں تخت نشین ہوئے۔

رفیق حافظ الملک بہت نام دہلی حسب الطلب حضرت شاہ عالم

اور بعد چند سال کے شاہجہان آباد میں پہنچ کر کئے فرمان مشعر طلب یافتہ الملک
 کو بھیج کر شاہجہان حافظ الملک نے بموجب حکم بادشاہ شاہجہان آباد کو کوچ کیا بادشاہ
 نے جہاز حافظ الملک حافظ رحمت خان کی سرچہ اخبار سے دریافت کر کے امر
 شاہی کو واسطے استقبال حافظ الملک کے بھیجا اور ہنگام ملازمت
 انواع انواع نوازش سے سرفراز فرمایا جو کہ حافظ محمد یار خان خلف حافظ الملک
 ہمراہ تھے اور کو بر حمت خلعت فاخرہ و منصب پنجہزاری و خطاب معظم الدولہ
 حافظ محمد یار خان بہادر حشمت خیمک عطا فرمایا۔ ۱۰۷۵ھ بحسب مطالبہ

استقال نواب سعد اللہ خان

نواب سعد اللہ بہادر سپہ سوار و قائم مقام نواب علی محمد خان نے وفات پائی
 حافظ الملک بہادر کو استقال سعد اللہ خان کا بڑا صدمہ ہوا کہ ان کو شمل فرزندوں
 اپنی کے بعد وفات نواب مذکور پرورش کیا اور اپنی ماہیت سے دستار علی محمد
 خان کی انکی سرپرستی تھی اور انہیں کو جانشین نواب علی محمد خان کا گردانا
 تھا چنانچہ زیادہ تر یہ سبب تھا کہ نواب عبداللہ خان و نواب فیض اللہ
 پسر گلان نواب علی محمد خان مرحوم باطن حافظ الملک بہادر سے گونہ غلط
 رکھتے تھے۔ مصنف سیر المتاخرین نے ازراہ غلطی سعد اللہ خان کو

داد حافظ رحمت خان بہادر کا لکھا ہے اس شخص کی طرز تحریر عبارت
 سی ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ شخص کبہ ام وجہ من الوجوہ حافظ الملک
 بہادر سی خصوصت رکھتا تھا۔ یہ امر بالکل غلط ہے دختران حافظ الملک
 بہادر سی کوئی دختر اولاد نواب علی محمد خان مین منعقد نہیں ہوئی البتہ
 اولاد علی محمد خان سی خدیوورتین خاندان حافظ الملک مین منعقد ہوئے
 مین۔ اول دختر نواب علی محمد خان بہ نواب عنایت خان ابن حافظ
 الملک دوم دختر نواب فیض اللہ خان بہ نواب محمد اکبر خان ابن
 حافظ رحمت خان سوم دختر نواب کاظم علی خان بہ محمد مجتبیٰ خان
 بیڑہ نواب محمد اکبر خان مگر النبتہ خاندان نواب امیر الدولہ بہادر شمشیر
 جنگ سورت اعلیٰ ریاست ٹونک سی کہ وطن قدیم اونکا سنہل ہے
 ونیز پنجال سمیٹوی کہ وہ نسل سٹرن سی سالار کے بیروال مین اس
 قسم کی رشتہ دار این ہوئیں مین کہ خاندان حافظ رحمت
 خان بہادر سی و ایک دختر خاندان نواب امیر خان بہادر مین
 منعقد ہوئی مین و خاندان نواب امیر الدولہ بہادر سی چند مستورا
 خاندان نواب حافظ الملک بہادر مین سنسلاک ہوئی مین و خاندان

غالب جنگ یعنی نواب احمد خان
 بنگش رئیس فرخ آباد سے ہی ایک دختر سماء بادشاہ بیکم عرون بھیا بیکم
 خاندان نواب حافظ الملک بہادر بن سعد اللہ خان حلف نواب محمد عمر خان
 منعقد ہوئی، ایک دختر عبدالرشید خان از خاندان حافظ الملک بہادر بن
 ناپارہ بہامیر حسن خان عرف بنو صاحب خزانہ فتح بہادر خان سے منعقد ہوئی،
 پس از چند سال بعد زمانہ غدر و دستورات خاندان حافظ الملک یعنی دختران
 سلطان حسن خان میرہ احمد یار خان مرحوم خاندان نواب شاہ جہان بیکم
 صاحبہ والیہ ریاست پور میں ہی منعقد ہوئی تھیں مگر دونوں کا انتقال ہو گیا چنانچہ
 اب سلطان علیجان حلف نواب سلطان حسن خان مرحوم ہو پاں میں بحال قیام
 رکھتے ہیں و ریاست سی شاہرہ مناسب پانچویں اور ایک دختر بنت
 محمد عابد علیجان مرحوم خاندان حافظ الملک سے لکھنؤ میں بتظام الدین احمد خان
 حلف بہادر خان بہادر بن فیض خان بہادر سالہ دار سے منعقد ہوئی تھی
 اور کل ہی انتقال ہو گیا اور ایک دختر نیاز علیجان مرحوم بہ عبدالعزیز خان ساکن
 لیج آباد سے منعقد ہوئی علاوہ ان میں بعض بعض دستورات خاندان حافظ الملک

بہادر سے دیگر مقامات پر بھی منتقد ہوئی ہیں کہ صحیح طور پر راقم کو ان کے حالات
دریافت نہیں کی گئی تھی اور پھر پورا ختم ہو گیا بودا شیب کجا تا ختم ہو گیا
القصد۔ بعد وفات نواب سعد الدخان کے تمامی روپے لکھنڈ یعنی بریلی و پیلی

بیت و سنبھل و مراد آباد و امرتسر شاہجہان پور و رامپور و بدایون و انولہ و

لکھنؤ و سہسوان و اوڑھسپانی و سرولی و سبولی و شاہ آباد و ٹہاکر و وارہ و چوچملہ

و میرواٹا وہ و شکوہ آباد و مین پوری و دیگر دیہات و پرگنات و غیرہ تا دامن

کوہ حشرتی قریب خیر آباد تک کہ کل آمدنی جس کا ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ سالانہ

کی تہی بجلہ اس کے پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا ملک جاگیر داران و رسالہ داران

و غیرہ پر علی قدر مراتب تقسیم تھا و پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا ملک خالصہ زیر

حکومت و تنفیذ اقتدار حافظ الملک بہادر مین رہا نواب عبدالمدخان رئیس

شاہجہان پور و نواب وڈہرخان و نواب فیض الدخان اور بخشی ہر دار خان

و غول رو سار و سیکنڈ ماتحت حافظ الملک بہادر کے رہے۔

نواب فیض الدخان کا دوبارہ رامپور پر قابض ہونا۔

دوبارہ وجہ عنایت رامپور کی نواب فیض الدخان کو یہ ہوئی کہ نواب

فیض الدخان حکم حافظ الملک بہادر رامپور و پور کربلی مین رہتے تھے پھر جیسا

کہ او پر تہذیب ہو چکا ہے۔ چونکہ حافظ الملک بہادر کو اولاد تو بڑی بڑی محمد خانی
 ساتھ ہر طرح رعایت اور خاطر داری منظور تھی لیکن انکے بعض بیجا باتوں سے
 مجبور ہو کر بطور چشم نمائی اس پر سی بدخیل کر دیا تھا مگر نوبت وغیرہ انکو دروازہ پر
 بریلی میں بدستور باقی جمعی تھی ایک روز اتفاقاً نواب عنایت خان غلظت اکبر خان
 الملک بہادر کے جنہوں نے سنگام جنگ بہاؤ جنکو وغیرہ مرثیہ بحضور احمد شاہ
 درانی کارناٹا میں کئی تھے و نیز خلعت و خطاب نوابی کا شاہ موصوف سی پایا
 تھا وہ اپنی شجاعت کے عہد میں اکثر حرکات خلاف مزاج حافظ رحمت خان
 بہادر کے عمل میں لائی تھے کہ بعض اوقات حافظ الملک بہادر ان کی
 طرف سے رنجیدہ خاطر ہو کر کلمہ جواہر کا ان کے حق میں ارشاد فرماتے تھے
 اور قیام ان کا بھی شہر بریلی رہتا تھا انہوں نے ایک روز صدا کے نوبت نواب
 فیض اللہ خان کی سکر یہ فرمایا کہ نوبت انکی پیکو ادویہ ہمارے شہر میں مگر نوبت
 اپنے دروازہ پر کیوں بجاتی ہیں چنانچہ حسب الحکم نواب عنایت خان کے ملاوٹوں
 نے ایسا ہی کیا کہ نوبت نواب فیض اللہ خان کی پیکوادی اس امر کا رنج خلق توڑا
 فیض اللہ خان کو گداز اور فریاد و شکایت نواب عنایت خان کی پہلی ہیبت میں جا کر نواب
 رحمت خاں کی نظر ملک بہادر سکر یہ کیا کہ ان وہ جواہر کا ایسا ہی خود سر ہو گیا

اچھا تمہارا امپور یعنی تمہیں سجال کیا تم وہاں جا کر بہتر نوبت بچاؤ چنانچہ نواب
فیض اللہ خان حافظ الملک بہادر سرحدی محکوم و بارہ قاضی امپور وغیرہ
ہوئے کہ جبکی اولاد میں رایت امپور اس وقت تک موجود ہے۔

فرستادن نواب حافظ الملک نواب عثمان خان ایمر کملک نواب شجاع الدولہ

بعد ازین شہید امپوری م ۱۲۵۰ء کے نواب قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ سرکار انگریزی
سے شکست پاکر نواب شجاع الدولہ بہادر سے خواستگار ملا وہی نواب شجاع الدولہ
بہادر نے اسباب میں حافظ الملک بہادر سے یہی استعانت چاہی چنانچہ نواب
حافظ الملک نے حسب استدعا نواب شجاع الدولہ اپنے فرزند کلان یعنی نواب
عنایت خان بہادر کو سہ چنڈا میرا بد پیر و رسالہ دارخی امتداد یعنی خان محمد خان
و محمد میر خان - و رحمت خان - و مستقیم خان - و میر باز خان -

و سیف الدین خان - باجمعیۃ دوازدہ ہزار پیادہ و سوار برای کملک
روانہ کیا۔ انہار راہ میں درمیان افغانان لشکر نواب عنایت خان
و گشاہیان ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر کے گاؤ کشتی
پر فساد برپا ہوا۔ کہ قریب و دشت کس

گشتائیں یعنی ناکتہ رسالہ بینی بہادر و بہت بہادر و غیور و پچاس آدمی
 انھوں نے لشکر نواب غنایت خان سے مجروح و مقتول ہوئے معلوم ہوتا
 ہے۔ یہ نواب غنایت خان بہادر نے اپنے لشکر کا پڑاؤ لشکر نواب وزیر
 سے لٹا جلد و یک کر وہ جدار کھنا بہتر سمجھا کہ نافذہ گاؤں کشتی سے باز نہ رہیں گے۔
 بہادر اپنی کوئی صورت فساد پیدا ہوئی برائے ملک نواب موصوف آہوٹ
 یہاں تک کہ اسے دیکھ کر دہلی میں بہت خان سپرد و موصوف ملک کا رہنے
 انتقال کیا اس علو سے رنج و الم مزاج حافظ الملک بہادر پر طاری ہوا۔

شکست یافتہ نواب شجاع الدولہ مقام کبیر
صاحبان انگریز بہادر و آدین بہ نرو حافظ سرو
بیلکھنڈ۔ بہادرین جو کہ نواب شجاع الدولہ نے نواب قاسم علی خان کے

ساتھ خلاف عہد کیا تھا پسین مقام کبیر جو بہادر و فرار شدن سواران
 نے غلبہ کر خانہ نواب موصوف کا لوٹ کر گزیراں ہو جس کی تاریخ کسی نے کل کوں کہی ہے
 ستہ چری میں سرکار انگریزی سے شکست کہا کر نہایت تلکین و پریشان موصوف و
 اطفال بریلی میں داخل ہو کر عیال و اطفال انگریزی میں چھوڑ کر دارالریاست
 پہلی بہت میں حافظ الملک بہادر پاس ہوئے۔ اور شکست چشم پر آپ ہو کر

حافظ الملک بہادر سے امداد چاہی نواب حافظ رحمت خان کمال تنقید
 و مدارا نواب پذیر آدوہ سرپیش آئے اور ملک نبی کا اقرار کیا ہر چند کہ بعض مفسد
 نے لوں رائے میں حافظ الملک بہادر سے پوشیدہ یہ ہو نہ کیا کہ ایسی وقت میں آپ نواب
 شجاع الدولہ بہادر کو قید کر لیں تو سرکار انگریزی نہایت رخصت ہو کر نصیب
 کہ تمامی ملک آدوہ سے توابع اور اسکی آپ کو دیدی اور آپ سرکار انگریزی سے عہد
 و معاملہ کر لیں یہ بات سکر حافظ رحمت خان بہادر نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کام
 بہادر وں کا نہیں بلکہ نامردوں کا ہے کہ جو مردار اپنے اوپر اعتماد کر کے
 اسکی ملک میں پناہ لی۔ اور وہ اس کے ساتھ بد فاعلیت آدوہ سے دیم یہ کہ نواب
 وزیر محکمہ خدمت صاحب کا فراتہ میں من اؤکی ساتھ فریب کرانہایت جہن
 اور نامردی سمجھا ہوں بلکہ مات نواب صاحب کی چھپر ہر طور واجب ہے و لو آپ
 غایت خان بہادر کو سوچ یا مفت ہزار پناہ سوار بر آگ ملک نواب شجاع
 الدولہ کے ہمراہ کر دیا۔ اور جنگ نواب وزیر وں رہے کمال خاطر داری و
 میان نوازی پیش آئے چنانچہ درایام قیام بریلی بوجہ مہسنی در میان بین الدولہ
 نواب سعادت علی خان بہادر و نواب عثمان خان ابن حافظ الملک کے ارتباط پناہ
 ہوا۔ حال نواب شجاع الدولہ بہادر کے مقابلہ سرکار انگریزی سے نواب غایت خان

بہادر و پاک کو ح کیا۔ اور فرخ آباد میں تشریف لائی اور یہاں اگر غالب نہ ہو سکتا۔
 احمد خان نگیش رئیس فرخ آباد سے ہی مدد چاہی نواب احمد خان نے نواب وزیر
 اودھ سے یہ کہا کہ مجھ کو اپنی مدد کو منے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن صلح میری آپ
 کہ آپ حتی الامکان اب انگریزوں سے صلح کر لیں تو نہایت مناسب کس واسطی کہ آپ
 کی فوج ہماری شکست خوردہ سے مقابلہ افواج سرکار انگریزی کے ہرگز جو مزوی کر سکیں
 اور گریبا ہوگی ملوہ زمین بالفعل خزانہ ایک قوم مسلمہ کا گم گریوٹ ہوگی ہے۔ بیوجہ کسی قدر
 سوچے یہی وقت ہوگی نواب وزیر نے اسی احمد خان نگیش کی پسند کرنا بہرہ استقامت کو ح
 کیا مگر باطن صلح مد نظر ہے اور انجام کار سیاسی ظہور میں آیا کہ مفت نواب غازی الدین خان
 بہادر و ملہار اڈ کے باجم صلح ہو گئے تھوڑے عرصہ میں نواب شجاع الدولہ و سرکار انگریزی کے نواب
 غایت خان بہادر اپنی ملک و پس تشریف لائے۔ نقل مشہور ہے کہ بعد صلح حکم گورنر
 جنرل بہادر نواب شجاع الدولہ بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر مقام فرد گاہ سے راج کو س مچھ پڑایا
 اور نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر اسی مقام پر کیا کہ جہاں پر لشکر نواب
 شجاع الدولہ کا تھا۔ الا نواب غایت خان بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر اسی مقام
 پر رکھا کہ جہاں تھا۔ نواب گورنر جنرل بہادر نے۔ لشکر نواب غایت
 خان کو یکے پہلے بھیجا کہ آپ نواب وزیر کی ملک کو آیتا جبکہ نواب وزیر نے اپنا

لشکر غنیہ بھی بٹایا آپ نے ساتھ لوگوں کو چھوڑ کر کیا آیا ہاری ساتھ اگر کو خاک متھو رہے
 نواب عنایت خان بہادر نے نواب اسکو نواب گوہر خیل بہادر سے کہلا بھیجا کہ نواب وزیر
 لودپ سے صلح ہو گئی اور میں شیک اور ہین کے کمک کو آیا تھا آپ اس امر میں مجھ سے فرما کر
 کرین مجھ سے کارگزاری کر بکار لے کر اسکو ہین پتہ شریف لیجا میں جب میری چاہیگا میں
 ہی کچھ کر جاؤں گا دوسرا ایک سے بافضل خواہ اقد کم ہی بھی ہین سکر آپ میں اور
 نواب شجاع الدولہ جان میں یہ جو اسکو لودپ وزیر خیل فرمایا کہ اچھا ایک اختیار کے بلکہ وزیر
 نواب شجاع الدولہ بہادر سے وہ لشکر انڈیا بھی ٹالے گا آپ جب تک ملین میں غنیہ نہ دین
 چنانچہ میں وزیر لودپ اسکو نواب عنایت خان بہادر بھی وہ لشکر اس مقام سے کوچ
 کیا میں دن تک یہ ان جنگ چھوڑا اسی سال میں ایک طوائف برقی نام نہایت
 حسینہ و جمیلہ غلامہ عظیم آبادیہ شہزادہ غیرہ سے بے خیال ملازمت نواب وزیر
 اودہ وار دہوئی بہت نواب صاحب تک نہ پہنچئی کہ نظر عنایت خان
 بہادر اس پر پڑی طوائف سمجھ کر اسکو طلب کیا تو اس
 طوائف نے حاضر ہوئے میں انکار کیا
 اور یہ کہلا بھیجا کہ میں برائے ملازمت نواب
 وزیر اودہ آئی ہوں وہ پیشان مجھ کو کہہ کر رہیں گے

میں لاکہ روپیہ ہارسے کم ملازمت کروں گی یہ جواب لوسکا سنکر فوراً نواب غنایت
 خان نے مبلغ لاکہ روپیہ اوسکو بھیج کر اپنی ملازمتوں سے کہا کہ ابھی اوسکو اپنی ساتھیوں اور چنانچہ کاری پر
 دازان نواب غنایت خان نے ایسا ہی کیا کہ اوسے فوراً لے آکر وہ عورت بہہ بہر چشتی و
 نوازش نواب غنایت خان کی دیکر نہایت راضی اور خوش ہوئے چونکہ نواب غنایت خان ہی
 وحیدہ شکیل جو ان تہی اور سنی پر انکی مفارقت گوارہ کی عقد کر کے گہرین مٹیہ کی خیاںچہ دہلی
 بطن سے نواب غنایت خان کا ایک فرزند بچات نواب حافظ الملک بہادر نولد
 ہوا کہ نام اوسکا بھی خان کہا گیا بعد انتقال نواب غنایت خان و شہادت
 حافظ الملک نواب محبت خان بہادر نے خیالی دورانہ نشی اپنا عقد اوس نکیت سے کر لیا
 لیکن نواب صاحب موصوفی کوئی اولاد اوسکی بطن سے نہیں ہوئی **القصة بعد ازین**
 حافظ الملک بہادر نے عقد اپنی بعض اخلاف کا کیا یعنی نواب ارادت خان کو باو ختر
 نواب عبدالمد خان شاہجہان پوری منعقد کیا و نواب محبت خان کو باو ختر عبدالستار
 خان منعقد کیا چند روز بعد از ان نواب حافظ محمد یار خان کا نکاح باو ختر محمد خان کال
 زئی جو بھیدہ جمعداری ظہور تھے کیا و نواب حرمت خان کا عقد مصیہ محب المد
 خان حلف نواب دوند بخان کے ساتھ کیا و نواب دوند بخار خان کو
 باو ختر کال زئی خان منعقد کیا و نواب محمد ویدار خان کا عقد مصیہ

میرخان بارکباد سلسلہ مجریں نواب حافظ رحمت خان کرمی مبلغ تین لاکھ روپیہ
 پہلی بیت میں جامع مسجد بنوائی جسکی تاریخ مسجد بیت المتقین ہے آئینہ دنونین ایک
 شنب نواب سیر اعلیٰ خان دلاور خٹک و نواب سالار خٹک بمقام فیض آباد انتشاری اپنی
 مکان پر کثرت چڑوائی اتفاق سے ایک ہوائی نواب شجاع الدولہ کو مکان میں خاص نواب
 صاحب کے پلنگے آگری اور دریافت ہوا کہ یہ انتشاری ہر دو نوابان موصو الصدر کے
 بیان داعی حالی اس وقت شجاع الدولہ بہادر نے برہم ہو کر یہ فرمایا کہ میر صاحبان
 یہ کہہ دو کہ وہ شہر سی علی جاوین چنانچہ ہر دو نواب موصوف بہ آرزو خاطر فیض آباد
 سر روانہ ہو کر ملک بملکینڈ نواب حافظ الملک بہادر کے پاس چلے گئے حافظ
 الملک بہادر نہایت خاطر داری سے پیش آئے اور کوئی دقیقہ لازم بہانداری میں
 فرزنداشت نہیں کیا و بار سال خطوط ان دونوں صاحبان کے صفائی نواب شجاع الدولہ
 بہادر سے کرادی چنانچہ نواب صاحب موصو الصدر نے ہر دو نوابان معزز الہا کو ہر شہر
 آباد میں طلب کر لیا۔ عرصہ کم و زیادہ ایک ماہ سے ہر دو صاحبان موصوفین کا قیام
 جہنم نواب حافظ الملک بہادر رہا اس درمیان میں فیما بین نواب محبت خان
 بہادر و نواب دلاور خٹک اتنا تباہ زیادہ ہو گیا کہ درمیان نواب سالار
 خٹک و نواب ارادت خان ابن حافظ الملک کے اتحاد و ہر ماہ سلسلہ مجری

میں دوبارہ نواب شجاع الدولہ و نواب نجیب الدولہ بہار اچھے سید بہادر ملک کو
 بنا کر ملک ہمراہ لیکر عازم فرخ آباد ہوئے۔ حافظ الملک بہادر باستان کا نواب احمد
 خان برائے استوائت روانہ ہو کر مقام اوسہیت پہنچے جسے کہ نواب نجیب
 نے مقام ہامینور انتقال کیا اس واقعہ سے حافظ رحمت خان بہادر کو بیچ ہوا وہ بہادر
 سید بہادر ملک محمد ضابطہ خان کو لیکر اسے اوسہیت کی ہوئے۔ ملک آباد و غیر
 کہ ایک عرصہ میں وزیر حکومت نواب حافظ الملک بہادر کے تہاویر میں کر کے اپنی
 قیضہ میں لائے ہر چند مدافہ کیا گیا لیکن ملک مذکور قیضہ اہالیان دولت سے شکل
 گیا اسی درمیان میں بہرام خٹک نواب دود خان بہادر کا انتقال ہوا حافظ
 الملک بہادر بہم تعزیت تشریف لیا کر چل روز بسولی میں قیام پذیر رہے
 ملک نال ان کی انعام پر تقسیم کر کے جانب پٹی ہیبت مراجعت فرمائی ۱۸۵۵
 بحرے میں حضرت شاہ عالم بادشاہ حسب التماس نواب احمد خان
 بنگش قصد فرمائی فرخ آباد ہوئے۔ عینوز راہ میں سہم کہ نواب
 احمد خان کے انتقالی۔

غم فرمودن شاہ عالم بہر حقیقت
 مرثیہ بہ نجیب آباد شکست خور کن نواب

محمد ضابطہ خان سعد نواب فیض اللہ خان

پس شاہ والا جاہ باجمیت مرثہ عازم بجنیب آباد ہوئے اور نواب
محمد ضابطہ خان پر حملہ کیا محمد ضابطہ خان سعد نواب فیض اللہ خان کے

بتقابلہ پیش آئے آخر کار شکست پاکر۔۔۔ داخل

روہیلکھنڈ ہوئے۔۔۔ تقاب میں ان کے مرٹھوں نے

روہیلکھنڈ پر چڑھائی کی اور زون نواب حافظ الملک بہادر نیارادائے

رسم تعزیت نواب احمد خان نگیش کے فرخ آباد تشریف لگے ہوئے تھے مظفر خٹک

کمال مدرات پیش آئے اور کوئی دقیقہ لوازم مہانداری و حفظ مراتب بزرگ

داشتت کا فرو گذاشت کیا بعد از چند روز فرخ آباد سے معاودت کی تھی

کہ خبر فوج کشی مرثہ وغیرہ جانب روہیلکھنڈ دریافت ہوئی و نیز یہ خبر نواب

شجاع الدولہ کو بھی مقام قصبہ مہان کاہرن سیر یافت ہوئی متروک ہو کر

باین خیال کہ شہر۔۔۔ حسرت شاید گرفتن بہل چوہر نہ شاید گذشتن

بہل :- مہان میں مقام شاہ آباد کوچ کیا۔۔۔ بمقام مذکور پہونچ

تھے کہ محمد ضابطہ خان ہے وہاں پہونچے نواب موصوف

نے محمد ضابطہ خان کی تسلی کی و بحیال

دورانہ پیشی کپتان باپڑ صاحب بہادر کو بخدمت نواب حافظ الملک بہادر
 یہ طلب ملک روانہ کیا حافظ الملک نے جنرل صاحب موصوف کی شکریہ
 نواب محبت خان اپنی فرزند کو برائی استقبال چند کوس روانہ کیا ونگام
 ملاقات تائب فرشتہ خود اگر لنگر و بہ کمال مدارات پیش آئے اور ملک پر
 مستعد ہو کر فوراً احمد خان خلیف بخشی سردار خان کو برائے السداد
 روانہ کیا چند روز باجم جنگ و جدال رہی چونکہ مقابلہ اوس فوج گران کا
 احمد خان کی قوت و بہادری لہذا حافظ الملک بہادر بذات خود سوسہ لشکر
 جبار روانہ ہو کر مقام مذکور پہنچے اور لڑائی شروع ہوئی اکبر و مرثون نے دھوکا
 دیکر شب خون حافظ الملک بہادر کے لشکر پر بار اور حمیہ احمد خان کو
 دایرہ دولت حافظ الملک بہادر کا تصور کر کے جاڑے و بعد از جنگ
 جدال بسیار احمد خان کو گرفتار کر لیا اور سوقت اکثر اشخاص نمک حار نے
 حافظ الملک بہادر سے عرض کیا کہ یہ مقام مخدوش ہے یہاں حمیہ حضور کا
 نصب رہنا قرین مصلحت نہیں لیکن حافظ الملک بہادر نے کچھ خیال نہ
 فرمایا اور حمیہ اپنا ازراہ ہمت و دلوری سرگز دبا نہ مٹایا اور مقام سنگاپور
 جنگ طر فین سے شروع ہوئی احمد خان کی رہائی کا معاملہ مسلح و لاکھ

روپیہ پر قرار پایا حافظ الملک بہادر نے ڈولاکہ روپیہ اپنی پاس سے دیکر احمد
 خان کو قید مرثبہ سر ملٹی دلوئی اس درمیان میں صاحبان انگریزوں و نواب
 شجاع الدولہ بہادر بھی وہاں جا پہنچے اور گفتگو سے معاملہ جانیں ہی شروع ہو
 آخر کار بعد جنگ و پیکار بسیار معرفت صاحبان انگریز بہادر و نواب شجاع
 الدولہ کی چالیس لاکھ روپیہ فیصلہ ہوا کہ بعد دینے سے سلطان مذکور کے
 محرم ضابطہ خاشیہ کو فراحت نہوگی پس اطمینان مرثبون کا نواب
 شجاع الدولہ نے کروایا یہ پاس حسیست اتفاقی تشک جانیس لاکہ
 روپیہ کا بطور عہد نامہ نواب شجاع الدولہ کو حافظ الملک بہادر نے بموجب
 استدعا سے نواب موصوف بتاریخ ۱۱ اہ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ عری مطابق ۱۸
 جولائی ۱۸۶۲ء عیسوی کی متضمن اس مضمون کا لکھد یا کہ اگر نواب شجاع
 الدولہ مرثبون کو ہمارے ملک سے خواہ لڑ کر خواہ صلح کرنا لہین تو ہم دس
 لاکھ روپیہ نقد دین گے اور تیس لاکھ تین سال میں من ابتدا ۱۲۸۵ھ ف
 لغایت ۱۲۸۶ھ فصلی ادا کروینگے بعد تحریر اس عہد نامہ کے مرثبہ اپنی ملک
 کو راہی ہوئے اور محمد ضابطہ خان سے از سر نو اپنی ملک پر قبضہ پایا مآ
 ملک بہادر نے دارالریاست پلی بہیت میں پہنچ کر محمد ضابطہ خا

کہلا سجا کہ اگر ایک مرتبہ اتنا روپیہ لو کرنا ممکن ہے تو تدریج صورت او اسے
 کرنا چاہئے محمد صاحب خان نے صاف انکار کیا تب حافظ الملک نے روپیہ مندرجہ
 مشک ذمہ اپنا دیا اور اسے بھکر بھجولے لاکھ کے مبلغ پانچ لاکھ روپیہ
 اپنی پاس گواہ شجاع الدولہ کو روانہ کیا پیش لاکھ روپیہ باقی رہا۔ اور اسی
 سال میں بخشی سردار خان تغا کی بعد از من نواب غایت خان خلیفہ کلان حافظ
 الملک بہادر نے باغوائے بعض مفسدان راہ سعادت مندی کو چھوڑ کر نواب
 حافظ الملک سے مقابلہ کیا آخر کار منغل ہو کر اور خود شکست اٹھا کر پاس نواب
 شجاع الدولہ کے چلے گئے اسی ایام میں شیخ محمد کبیر خان وفات پائی حافظ
 الملک بہادر کو نہایت غم الم ہوا بعد چند روز کے وہاں پہونچ کر غم و تقصیر
 چاہا حافظ الملک بہادر نے حسب سفارش نواب شجاع الدولہ
 بمقتضائے شفقت پدی تصور نواب غایت خان کے سواں کئی لیکن
 نواب غایت خان کو بے فور خجالت طرح طرح کے عوارضات گہرا
 اور درد منانہ سے نہایت تکلیف پہونچی حافظ الملک بسبب عارضہ
 غایت خان کے کمال فکر مند و متہدد رہتے رہتے تھے۔

آمدن نواب نجف خان و مہاراجہ بلکروہ بحیر ملک نواب

شجاع الدولہ واجازت راہ گزروا امداد خواستن از کوب حافظ الملک بہادر

کہ شدہ ہجیرین نواب نجف خان نے مہاراجہ سنبھیا اور راجہ ملگر کو متفق کر کے
ارادہ شجیر ملک نواب شجاع الدولہ کا مصمم کیا اور مہاراجہ کو درخواست امداد پاس حافظ
الملک بہادر کی بھیجا اور اجازت راہ گزریا ہی اور طرح طرح کی سناغے تحریر کئے
اور یہ لکھا کہ سنبھیا ملک نواب شجاع الدولہ سے لکھا ہم نصف ایکو دین گے لیکن
حافظ الملک نے بلحاظ اس خط نام پذیر ہوئے اور اس نواب شجاع الدولہ کے سر
نواب نجف خان کے صاف انکار کیا اور نواب شجاع الدولہ کو بذریعہ خط اس
حال میں اطلاع دی کہ نواب شجاع الدولہ نے حافظ الملک کی خدمت میں شاہدین
صاحب کو کہہ کر فرمایا تھی سید اسحاق صاحب بتقام نوک و چندا شخص
از مردوزن منور شاہجہان پور میں موجود ہیں روانہ کیا اور خط میں لکھا کہ جو شاہ
مدن کہیں اور سکونمزل خاص میری گفتگو کی سمجھیکا القصد شاہ مدن صاحب
نواب حافظ رحمت خان کی خدمت میں پہنچ کر نواب شجاع الدولہ کی طرف سے
بیان کیا کہ اگر آپ امداد نجف خان کی نہ کریں گے اور مرثیہ وغیرہ کو شکست ہوگی
تو ملک اٹارہ دوبارہ آپ کی قصبہ میں آ جاویگا اور جو مبلغ پیش لکھ روپیہ بت

بمعاملہ محمد ضابطہ خان کی باقی میں وہ دنیا پر نیکی حافظ الملک بہادر شاہ دکن کی
 گفتگو پر غماؤ کا بل کیا اور مرہٹوں سے جنگ پر آمادہ ہوا اور آمد انواب شجاع الدولہ
 کی مقدم جانے انواب نجف خان نے جبکہ اس حاسی اطلاع پا کر بائیں جانب روٹ لکھنڈ پٹری
 کی اور حافظ الملک بہادر بھی سامان جنگ درست کر کے ساتھ مرہٹوں کی
 ہوئے مقام رام گھاٹ جنگ شروع ہوئی تھی کہ عین سو گزین ایک عرضی اند
 طرف صندل خان انواب ناصر بنوا بدستور کہ جبکا آباد کیا ہوا محلہ موٹہ بہادر
 صندل خان شہر بیلی بن واقع ہے اس مراد سے پوچھ کہ باہر دیکھ شہر مری
 مطابق شہر کے انواب عنایت خان نے انتقال کیا بدایت اس خبر و سنت
 اثر کے حافظ الملک بہادر کو کمال رنج و غم ہو گیا کہ انواب شجاع الدولہ
 نے بل چاکن صاحب بہادر واسطہ اندام مرہٹوں کے میان میں قیمتی کے مافوق
 عادی ہر سنیاس انواب تھانہ کے پوچھ چکر بل چاکن صاحب ملاقات کا اور
 مرہٹوں سے اہم شہرہ دکن مرہٹوں سے کارزار ہو آخر کار بعد جنگ جلال
 سبیا انواب شجاع الدولہ بہادر نے باہر دکن بل چاکن صاحب حافظ الملک بہادر کے
 مرہٹوں کو شکست دی مرہٹوں نے اس مقام سے فرار ہو کر ارادہ شہر مراد آباد ملوکہ
 حافظ رحمت خان بہادر مقتودہ انواب دوندی خان کا کیا حافظ الملک بہادر

سنختے ہی جانب مراد آباد کوچ کیا اور مرہٹوں وغیرہ کو اس بارادہ میں باز رکھا
 اور نکال دیا اور جانب بریلی نہضت فرمائی بعد ازیں نواب شجاع الدولہ بہادر
 جنرل چاکین صاحب بطریق ادائی رسم تہنیت نواب عنایت خان مرحوم بریلی میں
 تشریف لائے بعد فاتحہ خوانی وغیرہ کے نواب شجاع الدولہ نے محمدیہ میں حافظ الملک
 بہادر سے یہ کہا کہ ہم نے تمام افسران فوج جاگیریں کو مستحق کر لیا ہے مناسب وقت
 یہ ہے کہ اس بات کو عنایت سمجھ کر صاحبانِ انگریز کو کرتار کر لو حافظ الملک
 جواب دیا کہ میری نزدیک یہاں قرین مصلحت نہیں ہے انجام اسکا اچھا نہ ہوگا
 نواب شجاع الدولہ نے فرمایا کہ اگر یہ بات مناسب نہیں ہے تو ہم اور آپ
 بہم ہو کر انگریزوں سے مقابلہ کریں نواب حافظ رحمت خان نے کہا کہ بالفعل یہ امر ہی
 ہم اپنی طاقت سے باہر دیکھتے ہیں البتہ اگر تیمور شاہ بن احمد شاہ دہانی معاونت اور
 دستگیری کرے تو ممکن الوقوع ہے ورنہ عام خیالی ہے مثل کبیر کے پیر شکست
 پائیگا نواب شجاع الدولہ نے اس بات کو پسند کر کے عرضداشت خدمت
 تیمور شاہ بن احمد شاہ دہانی شہر تشریف آوری ہندوستان وقت تحریر کر کے
 حوالہ حافظ الملک کی مدینہ کے کہ عہدہ سفارت ہند متعلق بہ حافظ الملک
 تہاد و خود جنرل چاکین صاحب بہادر جانب ادھ کوچ کیا۔ حافظ الملک

نے بعد تشریف بری نواب وزیر کی خانم خان اپنی ہمیشہ زاد کو سہ ماہ والدہ
عبدالمدن خان کشمیری واسطی واپس کرنے متسک مذکورہ بالا کے روانہ کیا خان
محمد خان بہادر نے محض نواب موصوف بیوپر متسک طلب کیا نواب
شجاع الدولہ فی چند روز طبیعت و عمل امروز فراوان گزرا من جبکہ خان محمد خان
مذکورہ ضابطہ متسک مذکورہ بالا کیا تو نواب شجاع الدولہ بہادر نے صاف اٹھا کر کیا
کہ میں نے واپسی متسک کا وعدہ نہیں کیا ہے تم وہ متسک وہ مدنی طلب کرو
تب خان محمد خان لفظ لعنت المدعی الکاذبین کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے
اور شاہ من صاحب کے پاس لکر کہینیت گفتگوئے نواب شجاع الدولہ بہادر
بیان کی شاہ صاحب موصوف نے کہا کہ مجھ میں اپنی طرف سے متسک واپس دینے
کا وعدہ بدون حکم نواب وزیر نہیں کیا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جاوے کہ نواب صاحب
اپنی عہد سے منحرف ہو گئے میں اپنی واپس وہ متسک نہیں رکھتا ہوں کہ مکتوبہ

بیان جناب حافظ الملک نواب شجاع الدولہ

الفصل خان محمد خان بہادر وہ خاطری وہاں سے واپس اگر سب حال من وعن
حافظ الملک بہادر سے عرض کیا جو کہ کاروبار ریاست اور ذریعہ شغل خان

محمد خان سیٹھا اور بیہ نواب وزیر اودہ سی کمال ناراض ہو کر آئے تھے وہ عرضی
 کہ نواب شجاع الدولہ نے سبقتاً تمہیں شاہ تحریر کر کے حوالہ حافظ الملک بہاولپور
 کے تھی اور ایک خط ہی قبل ازین بنام حافظ الملک ارسال کیا تھا ہنوز عرضی مذکور
 روانہ ولایت ہونے پائی تھی بلا اطلاق حافظ الملک بہادر معرفت میں الدولہ بخصو
 جرنل جاگین صاحب موخر روانہ کر دی صاحب موصوف نے عرضی تذکرہ بلاذریہ
 چھٹی وارن ہنگز صاحب بہادر گورنر جنرل کشتور منہ کو ارسال کی نواب موصوف
 نے وہ عرضی لیکر موفج جانب بنارس کوچ کیا اور نواب شجاع الدولہ کو طالب دریا
 نواب وزیر اودہ فوراً سنگھم شہرہ محرم ۱۲۸۶ ہجری کبیرت بارش باختر سواران
 ہماری مقام بنارس داخل ہوئے وقت ملاقات بدگفتہ گرسے دیگر نواب گوند
 جنرل بہادر نے وہ تحریر پیش کی نواب وزیر اوس عرضی کو دیکر دنگ ہو گئے
 اور کچھ جواب مقبول نہ لے سکی تاویر دم چور سے لیکن محض ایلیج حالت سوسن کیا کہ
 یہ تحریر البعل نقل اس تحریر کی آج آپ یہاں رہی دین کی سمجھ جواب دیا جاو
 بنیاد چھ نفا اس عرضی و عیہ کی نواب گورنر بہادر کے نواب شجاع الدولہ کے سپر
 کی سوز و دم نواب صاحب نے مستورہ محمد ایلیج خان یہ جواب دیا کہ بیشک
 یہ تحریر میری ہے اور میں نے لکھی ہے اور میری اسپر میری گرا و سوقت تحریر کی تھی

کہ جب مقام کمبسنیابین نیازمند و سرکاراگریزی کی تنازع واقع ہوا جس دن سی کہ
 صلح و میان نیازمند و سرکاراگریزی کے ہوگی کوئی عرضی میں نہیں لکھی حافظ رحمت
 خان نے ازراہ عداوت سند اسکی معرفت میرالدولہ ارسال حضور کی ہے نواب گورنر
 نے فرمایا کہ ہم آپ کے حافظ الملک کے نہایت دوستی ہے وجہ خصوصیت کیا نواب
 شجاع الدولہ نے بیان کیا کہ میر اسلیخ پیش لاکہ روپیہ پات تحریر تسک مقدمہ
 نواب محمد ضابط خان حافظ الملک سے چاہی نہ کام مطالعہ وہ دینی میں عہد کرتے ہیں
 اور میں روپیہ اپنا لینا چاہتا ہوں بعد ازین گفتگو نے خوشامد امیر و اقسام وغیرہ کے
 متعین مزاج نواب گورنر بہادر کو فرو کر کے یہ کہا کہ غور فرمائیے کیا مقام ہے کہ اگر دل
 نیازمندین از جانب سرکاراگریزی خدا نخواستہ کسے اور طرح کا خیال ہو تو
 نہ کام طلب کثرت بارش میں اس طرح حیدر کیونکر عطا آتا ہے بہر کیف درست دار اور
 نیازمند با خلاص سرکاراگریزی کا ہون الغرض یہ ہے غور یہی مزاج نواب گورنر بہادر
 کو فرو کر کے یہ کہا کہ بالفعل مجھ کو چار مقدمہ سخت درپیش ہیں اور اندک توجہ میں
 آپکی رفع ہو سکتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ بعد القرائع ان مستندات کے مبلغ
 انسی لاکھ روپیہ بطور نذرانہ حضور میں پیش کش کردن گاہ موجب
 آنکہ مصرع — زبر بر فولاد ہے نرم شود —

نواب گورنر جنرل بہادر نے استفسار مقدمات کیا نواب شجاع الدولہ نے
 کہا اول یہ کہ مبلغ پیش لاکھ روپیہ یقیہ شک بابت مقدمہ محمد ضابطہ خان
 حافظ الملک دلوایا جاوے دوسری یہ کہ اجراج راجہ بلونت سنگھ کا ملک
 بنارس سے مجھ کو منظور ہے آپ اعانت راجہ مذکور کی نکرین تیرے ملک کوڑہ
 جہان آباد کہ چند عرصہ سے قبضہ اقتدار امیر الدولہ میں ہے بدستور زیر حکومت
 میری آئے۔ چوتھیں والبطا اتحاد نیامین نیاز مند اور سرکار انگریزی جس طرح کہ مستحکم
 ہیں دوسری ہے بعد میرے آصف الدولہ سے استحکام پذیر رہیں گے نواب
 گورنر جنرل بہادر نے سوائے اجراج راجہ بلونت سنگھ کے جملہ مراتب مذکور
 الصدر خیال دورانہی کہ سرداران ہند کا توڑنا اور کمزور کرنا ملحوظ خاطر تھا منظور
 فرمائے اور دو لاکھ دس ہزار روپیہ باہوار خرچہ فوج کا اور چالیس ہزار روپیہ نقد لینا
 قبول کر کے جانب کلکتہ مراجعت کی نواب شجاع الدولہ نے اپنی ملک مقبوضہ
 پہنچ کر پہلے محمد ضابطہ خان اور مظفر خٹک رئیس فرخ آباد کو کہ غلبی استغانت
 بارہ حافظ الملک بہادر نے کی تھی بطبع ہر گونہ گون اپنی ساتھ متفق کر لیا اور بعض
 سرداران و جاگیرداران حافظ الملک بہادر سے موافقت کر چکی تھی کہ خود مسیحا
 محب المدخان و فتح المدخان سپہان نواب و مدعیان مرحوم اور احمد خان سپہ

محنتی سردار خان وغیرہ نے ارادہ سے نواب شجاع الدولہ کے آگاہی
 پاکر عرصیان اپنی مقصود ہم شرکت حافظ الملک بھنور نواب شجاع الدولہ بہادر
 بطور اخفا ارسال کیں نواب موصوف نے غنیمت جاکر ہر ایک کو وعدہ ترقی سے
 خوشنود اسیدوار کیا الغرض ہر طرح اطمینان خاطر کر کے پہلا آمادہ وغیرہ کو مرثون
 کی قبضہ سے نکال کر ماہ حبیب ۱۱۸۶ھ بمطابق ماہ اکتوبر ۱۷۷۳ء عرانی قبضہ میں کر لیا اور وقت
 حافظ الملک بہادر نے ایک خط بخدمت نواب شجاع الدولہ بدعنوان
 تحریر کیا کہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ ملک آمادہ پر حسب عنایت احمد شاہ
 ابدالی بدقت تمام مرثیوں کی تحت و تصرف سے نکال کر مخلص نے اپنا قبضہ کیا تھا۔
 مگر جو بات چند و چند مصلحتاً بالفعل مرثیوں قبضہ میں چند روز سے چھوڑ دیا
 گیا لہذا اگر آمادہ وغیرہ سے دست بردار ہونا چاہی کیونکہ رد البطا اتحاد مقتضی
 اس امر کی نہیں ہیں نواب شجاع الدولہ نے جواب میں لکھا کہ فی الحال آمادہ
 وغیرہ مرثیوں سے قبضہ اہالیان دولت میں آیا ہے آپ کا اس میں کچھ حق
 نہیں حافظ الملک بہادر نے پہر چند وجوہ مناسب تحریر کئے لیکن نواب شجاع
 الدولہ بہادر نے کہ ان کو نہایت فساد و اٹھانی منظور تھی نہ مانا اور یہ لکھیہ بھیجا کہ پہلے مبلغ
 پینتیس لاکھ روپیہ بقیہ تنسک بھیج دینا بعد نسبت ملک آمادہ کے جو مناسب

ہوگا لکھا جائیگا اسکی جواب میں حافظ الملک بہادر نے لکھا کہ آپ نے شاہ
 عدل کے ربانی جو وعدہ کیا تھا اوسپر تسلیم کرنا چاہی اور طلب زر و غیر واجبے ہاتھ
 ہے نواب شجاع الدولہ بہادر نے کچھ جواب اسکا دیا اور سامان جنگ و دست
 کر کے رانا والی کو مدد کو بھی بطمع دنیاوی موافق کر لیا تاکہ امانت اور افاقہ
 حافظ الملک بہادر سے باز رہو جنہاں جا کیں صاب کو ہمراہ لیکر راہ فرخ آباد سے جب
 روہیلکنڈ پہنچ کر کیا جنہاں جا کیں صاب نے از راہ مصلحت اندیشی ایک خط اس مضمون
 کا حافظ الملک بہادر کو لکھا کہ اگر پیشی لاکھ روپیہ فی الحال ادا نہ ہو سکے تو کچھ وعدہ کرنا
 چاہی یا ضلع شاہ جہان پور ہمارے متعلق کرنا چاہئے کہ اوسکی محاصل سے ہم کو
 نواب شجاع الدولہ کا ادا کر دیں اور نواب کو اس کے ارادہ سے باز رکھیں۔ و بعد اسے
 قرضہ مذکورہ بالا شاہ جہان پور آکھو واپس کیا جائیگا لہذا حافظ الملک نے چرخط
 بنام محمد ضابطہ خان دیگر سرداران مذکورہ بالا کہ جو یہ ظاہر مطیع حافظ الملک اور
 یہ باطن نواب شجاع الدولہ سے ساز کر چکے تھے بد مضمون تحریر کئے
 کہ اگر نواب وزیر اپنے وعدہ سے منحرف ہو گئے ہیں تو کیا مضائقہ تم سب کو
 ملکہ یہ روپیہ ادا کرو جواب اسکی سب اشخاص نے صاف انکار کیا اور یہ
 لکھا کہ اب یہ روپیہ ملواری کی نوک پر ہم ہرگز اسکے دنیار نہیں یا وقت دیوان

راویا ہوا سنگی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حال کفران نعمت سرداران فرج
 و جاگیرداران وغیرہ کا حضور پر بخوبی روشن ہے۔ اس صورت میں کارنگ کا انجام
 بخیر ہونا معلوم مناسب وقت یہ ہے کہ سہفت جرنل چاکین صاحب کے
 مصالحت قرار پائی تو تیراگر نواب شجاع الدولہ و عدہ آئندہ پر رضا مند ہوں تو
 پیش لاکہ روپیہ کا سر انجام اس نمک پروردہ ممکن الوقوع ہے نواب حافظ رحمت
 خان کو سبب انتقال نواب غایت خان و نواب دود بخان و بخشی سردار خان
 و شیخ محمد کبیر فتح خان خاں خاں و عبدالستار خان و لاجپن خان و پیر پول خان
 و ملک سید خان وغیرہ کہ رفیق جان شاد قدیم الہی تھے اس جہان فانی سے برداشتہ
 خاطر ہو کر خود آرزو مرگ تہی دیوان مذکور کو چو اب و یا کہ میں کسی کام میں احسا
 ہوں یا نہیں چاہتا مجبور دیوان مذکور خاں روشن ہو رہا۔ نقل ہے کہ حکام
 تیاری جنگ نواب بگم صاحبہ یعنی والدہ نواب شجاع الدولہ نے اذراہ شفقت
 اداری نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ میں حافظ الملک کو دیکھا ہے۔ وہ شخص
 نہایت ابرار و جبار متقی و پرہیزگار معلوم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم
 حافظ رحمت خان سے ارادہ جنگ کا کر و اول تو تمھاری دشوار و احمال اگر تمہارا
 فتح ہی ہوئی تو نتیجہ اسکا چاہنا ہو گا نواب شجاع الدولہ نہایت اپنی والدہ شفقت

کی کچھ خیال میں ملائی اور آواہ پیکار ہوئے چنانچہ انجام اوسکا ویسا ہی ظہور
 میں آیا کیا آمیزہ انشاء اللہ تعالیٰ تحریر ہوگا اور حافظ الملک بہادر نے بغیر درست کرنے
 سامان جنگ کے اور مجتمع کرنے فوج وغیرہ کے تباریج یازو ہم محرم الحرام دارالریاست
 پیلی بہت سی جانب آنولہ کوچ کر کے کہو کمال زئی خان میں جمنہ کیا نواب فیض اللہ
 خان و بعض سردار جاگیر دار وغیرہ خبر غم حافظ الملک بہادر کے سنکر نظاہر ملای
 طلب برائے شاکت حاضر ہوئے نواب شجاع الدولہ و جنرل چاکمین صاحب سے
 فرخ آباد سے کوچ کر کے وارد شاہجہان پور ہوئے۔ نواب عبداللہ خان رئیس
 شاہجہان پور کہ جو حافظ الملک کے طرف سے انتظام شاہجہان پور پر پاسور ہو
 سہی رہی تھے۔ ازراہ طمع و نیوی محبت نواب شجاع الدولہ میں حاضر ہوئے
 نواب شجاع الدولہ نے معلوم کیا نواب عبداللہ خان کو ماحبت عطا کیا اور
 واسطے مقابلہ آقا نعمت کے ہمراہ اپنے لیکر شاہجہان پور سے کوچ کر کے
 سات کوئس فاصلہ پر شکر حافظ الملک سے خبر لیا حافظ الملک نے تمام محبت نواب
 شجاع الدولہ کو ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ نقل خط۔ نواب صاحب
 مشفق ہیں بس اللہ تعالیٰ۔ اگر رائے سامی بہ صلح مزید است خیر اک
 اللہ و اگر مستعد جنگ است بسم اللہ شہر جو اندون تانہ کسی

جین جوگان جین میدان ہیں گو کہ اگر صلح خواہی نہ خواہم جنگ : در جنگ جوئی
 نزارم و جنگ : دم از مہر زن یا کین دو پیام : حکایت برین ختم شد و السلام
 نواب شجاع الدولہ نے جواب خط کا قلم انداز کر کے ارادہ فرمایا کہ کیا اور بہ
 شہرہ جبریل جا کین صاحب برین نہج راشنکی نوح میں شغل ہوے
 کہ چاروہ ہزار لنگا تقویٰ وزیر حکومت بسنت علیخان خواجہ سراج و محبوب علی کو
 افسری و سرداری نہ ہزار پیادہ کی سپرد ہو و میر احمد سرخیل = بست دو ہزار بندہ چھوٹے
 کہ شہرہ پانی تی اور ترقی خان بیچ در سالہ باقتداری و عیون و عیسو بہ تہیہ
 جنگ لادہ و کشتی جبریل جا کین صاحب بہادر محاذی نواب حافظ الملک بہادر
 و نواب شجاع الدولہ بہادر مع نواب مظفر جنگ و محمد ضابطہ خان پس پشت لشکر
 و شجائب لشکر حافظ الملک بہادر امین عزت نواب فیض الدخان پانچ ہزار پیادہ سوار و محمد
 یار خان جلالت نواب علی محمد خان مرحوم با دو ہزار مردم کار گزار نواب نصر الدخان خلف نواب فیض
 عظیم اللہ خان اطراف نواب دود بخان بہادر و احمد خان خلف بخشی سردار خان و احمد خان
 خلف فتح خان مانسا مان و محمد مستقیم خان و عبد الجبار خان و سیف الدین خان و غیر
 رسالہ در اجمعیت قریب دو ہزار پیادہ و سوار باقی چار ہزار مردان بہرہ
 بنگاہ و غیور غمکہ مرہ نواب شجاع الدولہ یک لک و پانچ ہزار پیادہ و کشتی

جنرل چاکین صاحب بہادر و بہت حافظ الملک بہادر کی قرب سبت
 و شش ہزار مردان سپاہ معہ بیرون گار و غیرہ تھے۔ صحیح روایت ہے
 کہ قرب نصف شب کے ایک درویش دھینہ نواب صاحب رحمت خان پرتی اور
 محافظان وغیرہ سے کہا کہ میری اطلاع کرو میں حافظ رحمت خان سے ملنا چاہتا ہوں
 چونکہ حافظ الملک بہادر کو درویشوں کے از قدیم الام اعتراف تھا خبر سنٹی ہی درویش
 کو روک کر طلب لیا اور ہونے اگر بعد رسم سلام علیک بیہ کر حافظ الملک سے کہا کہ حافظ
 بابائے مجھ کو پہچاننا یا نہیں حافظ الملک نے شناخت سے انکار کیا تب انہوں نے کہا کہ تمکو
 یاد ہو گا کہ تم نواب علی محمد خان مرحوم سے رنجیدہ خاطر ہو کر ولایت جلیسکا و صدر کتھی تھے
 میں نے تمکو روکا تھا روز دوم نواب علی محمد خان اگر بہتین سنا لیکر بت حافظ الملک نے فرمایا کہ
 ہاں یہ بات مجھ کو یاد ہے جو کہ ناتہ دراز گذرا اس باعث سے شکل اپنی فراموش ہو گئی آست
 آپ کیونکر تشریف لایا آست و ان درویش نے کہا کہ بابا فتح منظور کے یا شہادت حافظ الملک
 نے فرمایا کہ شاہ صاحب سلار کے کہ مرگت شہادتی بہترین خبر تھی بن خدا تعالیٰ و ان مجیدین
 فرما ہے بل احیاء و لکن لا تشعروا کہ یہ ارشاد ہو کہ اس مرتبہ اگر تم ہو جاؤ تو آئندہ میری
 تقدیر میں مرگ شہادتی یا نہیں شاہ صاحب فرمایا نہیں اس وقت حافظ الملک بہادر تامل کر کے
 کہا کہ شہادت تو بہر کیف منظور گر سقدراپی اولاد اور ولایت گان کا میں ہے کہ بعد میں ان کو کو

کیا نذر لگی شاہ صاحب بنی فرمایا کہ قریب دو سال کے مہاری اولاد وغیرہ پر
 البتہ تکلیف رہیگی من بعد ان لوگوں میں کہ جنہوں نے تم کو چشم دیکھا ہے جب
 تک ایک شخص بھی باقی رہیگا مہاری اولاد امارت سے بسر کریگی ہرگز محتاج
 نہ رہیگی ورنہ مخالف تمہارا بعد مہاری شادان و فرحان رہیگا اور سوقت کا ملک
 بہادر نے کہا کہ شاہ صاحب پس اسی امر کی مجھ کو تشویش تھی بہر کیف شہادت
 منظور ہے فتح درکار نہیں شاہ صاحب بنی کہا کہ حافظ بابا اس امر سے تم کامل
 طور سے مضبوط ہو۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ مان بفضل خدا خوب مضبوط
 ہوں رعینا بالقضاء شاہ صاحب یہ بات سُن کر صراحتاً کہہ کر رخصت ہو کر بعد
 جانے ان دریشوں کے حافظ الملک بہادر نے نواب محبت خان بہادر برادر
 عینی نواب عنایت خان مرحوم اپنے فرزند کو کہ ان کا خیمہ قریب خیمہ حافظ الملک
 بہادر کے تھا اور ولیعہدی ریاست بھی بعد انتقال نواب عنایت خان انہیں کے
 نام قرار پائی تھی طلب فرمایا معلوم کرنا چاہیے کہ بطن و جہاں سے نواب
 حافظ الملک بہادر کی فقط دو دختر تولد ہوئی بعد ازاں حافظ الملک نے عقد ثانی
 اپنا با جدیخان کمال زئی بیٹے ملک خدا داد کی دختر سے کیا اور ان کے شکم سے تین
 فرزند یعنی نواب عنایت خان و نواب محبت خان و نواب عظمت خان تولد ہوئے

باقی اور اولاد ازواج ہندی سی تھی حسب اتفاق پلین چند سال زوجہ ثانیہ مافظ
 الملک بہادر یعنی حبیبہ خان کمال زلی والدہ نواب حمایت خان وغیرہ نے
 انتقال کیا چنانچہ ان ہر سہ فرزند کو زوجہ کلان مافظ الملک فی پرورش کیا اور
 نواب محبت خان کو فرزند خاص بنا کر دانا کہ ہر دو دختر انکی اور نواب محبت خان
 حقیقی بہن بھائی کھلائی تھی کسوی سہلی کہ زوجہ کلان نواب مافظ الملک بہادر
 بھیات زوجہ ثانیہ نواب صاحب موصوف نواب محبت خان کو اپنی فرزند زلی میں
 لیا تھا مرثہ سہور کہ زوجہ کلان نواب مافظ الملک بہادر نہایت قوی ٹیہانی
 تھیں جب کسی کنیز یا خواص پر زیادہ خفا ہوتی تھیں تو اپنے ایک ماتہ سے اسکا
 شانہ یا گردن پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیتی تھیں اور غصہ میں یہ فرماتی تھیں کہ کیوں
 شرابی کم محبت اب تجھی زمین پر شپک دون بھران و لفظوں کی اور کسی قسم کا
 شرا کہنا یا دشنام وغیرہ دینا مطلق نہ جانتے تھیں ایک مرتبہ مافظ الملک
 بہادر سے کھا کہ خان مجھی کچھ روپیہ دو نواب مافظ الملک بہادر نے فرمایا
 کہ اچھا لیکن جس قدر کہ ایک مرتبہ تم اوٹھا کر بالا خانہ پر بھیجا سکو چنانچہ سنا ہزار
 روپیہ لگن میں بہر کر حکیم صاحبہ موصوف بے تکلف بالا خانہ پر اوٹھا لیکیں
 دوم۔ یہ کہ ایک مرتبہ منکام سفر وقت شب دو چر کسی صوت پر خیمہ کے

قنات چاک کر کے اندر انکی نواب حافظ الملک بہادر اپنے پلنگ پر آرام میں ہتی
 اور دوسرے پلنگ پر بیگم صاحبہ جو صوفہ آرام کرتی تھیں اتفاقاً چور دہکی آہٹ سے
 بیگم صاحبہ کی آنکھ کھل گئی اور نہوٹنے فرمایا کہ سو ذی تو کون ہے یہ آواز سن کر وہ
 دونوں جو رہا گئے اور بیگم صاحبہ او کی پیچھی دوڑ پڑیں ایک چور تو اسے
 پاک قنات میں ہی باہر نکل گیا اور دوسرا نکلتا تھا کہ بیگم صاحبہ نے اس پر
 ماتہ مارا اتفاقاً اس کی گردن انکی ماتہ میں آگئی ہر چند وہ ٹھپا پٹیر کا لیکن انکے
 ماتہ سے کب چوٹ سکتا تھا یہ معلوم ہوا کہ جیسی شیر کے پنجہ میں آجائے
 اس اگر گیر میں نواب حافظ الملک بہادر ہی بیدار ہو گئے اس پر گورگرفتار
 کر کے سڑائی سخت دلوائی گئے جب اگلی عورتوں میں یہ قوتیں تھیں تو اس
 زمانہ کے مردوں کا کیا کہنا۔ فی الحقیقت وہ لوگ فیل زور اور شیر حملت تھے
 بیگم صاحبہ کے بہو لڑکے کا یہ حال تھا کہ جب کینڑوں وغیرہ کو کچھ روپیہ چورانا
 منظور ہوتا تھا تو اسے یہ عرض کرتے تھیں کہ حضور ربات کیونہ سے روپیہ
 سبیل کے خراب ہوا جاتا ہے اگر حکم ہو تو ہودی جاسے فرماتی تھیں کہ اچھا
 روپ روپیہ و چنانچہ روپیہ تو لکڑیوں وغیرہ پر روپ میں ڈال دیا جاتا
 تھا اور قریب شام جب وہ تو لکڑی رکھا جاتا تھا تو سیروں کم ہوجاتا تھا

نواوسنی دریافت فرمائی تھیں کہ بیہ روچہ یہ کم کیوں ہو گیا خواہ میں عرض کر دیتے
 تھیں کہ حضور روچہ سیلا ہوا تھا اس قدر ہو پ میں خشک ہو گیا تو یقین کیلئے
 تھیں اور کچھہ باز پرس اوسنی نکر لی تھیں اور سوامی نواب ارادت خان ابن فاطمہ
 الملک بہادر کے جدا اخلاف حافظ الملک ہی نواب محبت خان ٹبرہ تھے شعر
 یہ میگفتم و در چہ پرو ختم ہو کجا بود اشہب کجا تا ختم القصہ نواب محبت خان بہادر
 حاضر خدمت حافظ الملک بہادر ہوئے تو حافظ رحمت خان بہادر نے کچھہ کلمات
 نصیحت آمیز و حسرت انگیز بطور نصیحت افسوس فرمائے اور یہ یہی کہا کہ ہم تو اپنا
 ہندو بہت کر چکے آئینہ تم کو ان سب اسوات پر کہ جو ہم اس وقت تھی کہتی ہیں
 لحاظ رکھنا چاہیے نواب محبت خان نے چشم پر آب جہر کر عرض کیا کہ حضور کو ٹبری
 ٹرے معرکہ جنگ جدال پیش آئی لیکن کہی فدوی بی ایسے کلمات یا اس آمیز
 حضور کے زبان سے نہیں سنے حافظ رحمت خان نے کھا کہ اہی فرزند تم غمگین نہ ہو موت
 اور زسیت ہر شخص کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور فتح اور شکست کا خدا کو اختیار قطعہ
 بہ بنیم کہ تا کہ دو گار جہان ہو درین آشکارا چہ دار و نہان ہو کہ تاج اقبال بر سر ہند
 کہ تخت تابوت بر در ہند ہو یہ کلمات تمہارا اختیار کیا گئے اور مطلب کے باتین
 اون دروش میوین تھیں اونکو مان گئے اور اظہار کیا اور یہ فرمایا کہ اچھا اپنے

خیمہ میں جاؤ خدا حافظ گمراہ تیرے نصیحتوں کا خیال رکھنا چنانچہ نواب محبت
 خان خدمت ماقظ الملک بہادر سیڑھی پر چڑھ کر اپنے جیمہ میں آئے اور
 ماقظ الملک بہادر نے وہ تمام رات عبادت الہی میں صرف کی ان درویش کے
 کیفیت بعد وفات ماقظ الملک بہادر بعض خدام خاص کی زبانی دریافت ہوئی
 کہ سحرگاہان کہ زوجہ کو کب بہترین چوب کوں طلت شب بہ ہمدوسگر شکست
 و نشان مرقومۃ الصدر میدان جنگ میں داخل ہو ماقظ الملک بہادر بعد از صبح
 درود و طایف وغیرہ سرفراغت حاصل کر کے خیمہ سے آکر گھوڑے پر سوار ہو کر برآمد ہوئے
 اور نواب فیض الدین کو اس بلا کر کچھ کلمات نصیحت آمیز فرما کر میں و سیار
 سے غرض نہ کی و کرارادۃ بہ میدان شہادت چسپت ماند کرا چند ہزار سواران
 بہرہی لجام اسپ سبک ندام بہتقبال تمام جاکیو چل چکیں صاب کہ محاذی
 نواب ماقظ الملک بہادر کے تہا نواب موصوف الصدر کے پیشتر ہی سپہاوی گ
 و آمادہ قضا ہو کر تھے اٹھائے اور اس طرف سے صدر گولہ مارا تو آپ و گولی مار
 نہادیں ہزار ہزار سر ہوئی کثرت دودھ اتواپ و نہادیں و گرو سواران کے کچھ
 معلوم ہوا تھا کہ کون گرو اور کون بچا قریب طاہر ہوئے تھے کہ ایک انگریز فوج میں سے ایک
 بہ دست آفتاب گری میو سوچ کہی کہ نشان سواران کے چھاپ کر طرقتہ العین میں

چند گولے پیچ مارے ناگہان فوج آئینہ کریمہ ادا جارا حلیم لاسینا خون ساعتہ دلا
 یہ تقدیروں ایک گولہ جانب چپ سینہ فیض گھنچہ حافظ الملک بہادر پر پڑا
 کہ جسکی مدد سے ضرب سزا قاتل زین فرزند زین پر آئے اور بعد نفس خدیوین نبی
 و گوشش سرخون جاری ہو کر جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور سینہ پر نیلا
 داغ ضرب گولہ ستر گیا۔ و نواب محبت خان بہادر کہ قریب حافظ الملک بہادر کے
 تھے انکا گھوڑا اسی گولہ کی چرب سے اوڑ گیا نواب صاحب پیادہ ہو گئے اس
 درمیان میں جو بہا گنہ والے تہودہ گریزان ہو گئے باقی فوج طرفین غٹ پٹ ہو گئی
 و نواب محبت خان بہادر مدد بعض دیگر اعلان حافظ الملک کہ جو اس وقت سہرا رہا
 سعادت متساب تہا دیر سو کہ کارزار گرم رکھا آخر کار بوجہ انتشار فوج اور بہاگ جانے
 جاگیر داران وغیرہ کے نواب صاحب موصوف با اندک جانتا دانی و کسان ہمراہی
 کہ جو اس وقت گیر و دار میں ہمراہ رکاب رہ کر تھے تہہ فوج مخالف میں چار جانب
 سے گہر گئے پس شمشیر نزل کرتے ہوئے اس فوج دریا موٹو تہا پڑ کر سد روان
 ہمراہی جانب چلی بہت روانہ ہو گئے۔ لاشیں لپیچا سکی و سلطان خان کہ ملازم نواب
 شجاع الدولہ ہمراہیان مرتضیٰ خان طریح میں تہا حافظ الملک کے تن سے جدا کر کے
 اور نوک نیزہ پر رکھ کر نواب شجاع الدولہ کے مدبر دلا یا حافظ الملک پورا ورجہ

شہادت کا پایا۔ چنانچہ اس مقام پر کسی شاعر نے کہا ہے۔ مصرعہ۔
 سلطانِ نجاتِ شہرِ حرامی برابر است : معلوم کر لیا جیسی کہ چھپو والے ثواب
 اولاد مرغفر خان ٹیچر ہے۔ القصد نواب صاحب بعد ملاحظہ و عطاء
 انعام فرمایا کہ یہ سرسجیا کر نواب مظفر خٹک و نواب محمد صالح خان و شاہ مدین
 کو دکھاؤ چنانچہ بعد معائنہ سرسجد و نواب مسطورین برابر سے خوشنودی مزاج نواب
 شجاع الدولہ بہادر پانچ پانچ سو روپیہ انعام میں سلطانِ نجات کو دیا اور شاہ مدین
 صاحب نے بیگم معائنہ سرسجد کو رشیم پر آپ ہو کر سیکھا کہ میں خوب جانتا ہوں یہ
 سر حافظ شہید کا ہے اور یہ شعر زبان پر لائے ۵ سر میر پر نیزہ میر و نفس
 کہ سراجِ مردان میں است و بس۔ چنانچہ اس سخن سے مراض ہو کر نواب
 ذریعہ نے بہ مقامِ لبوئی ہو چکر شاہ صاحب موصوف کو قید کیا اور طرح
 طرح کی تکلیفیں دین کما ہوں نے اسی قید میں انتقال کیا۔ خلاصہ یہ کہ بعد ان
 لاشِ حافظ الملک بہادر کی ہالکی میں ڈاکر بعیت وزیر خان رسالہ دایا نواب
 شجاع الدولہ نے جانبِ شہرِ بریلی روانہ کی۔ اور اہل بریلی نے مجتمع ہو کر
 جانبِ غرب بیرونِ شہرِ بریلی خان محمد خان مسعودیہ و حافظ الملک بہادر
 باغ میں دفن کیا تاریخِ دروز شہادتِ حافظ الملک گیا رہوین ۱۰۵ صفر و ۱۰۶

شہید شہسوار سلطان ۱۲۸۰ اپریل ۱۲ شہداء ہے اور یہ لڑائی بمقام
 فتح گنج شرقی شہر بریلی سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہوئی اسی سال
 میں مرزا غازی الدین حیدر خٹک نواب سعادت علی خان تولد ہوئی روایت ہے
 کہ بعد شہادت حافظ الملک بی بی صاحبہ یعنی ہمشیرہ نواب حافظ رحمت خان بہادر
 نے اپنے پانچوں فرزندوں بسیمیان - خان محمد خان - وسید محمد خان - میر محمد خان
 - واحد خان - و محمد خان کو دیکھ کر یہ کہا کہ تم اپنے اسیرانہ کو معرکہ جنگ میں قتل
 کر لے پانچوں زندہ اور صحیح و سالم میری سامنے آئے ہو کہ جس کو ازراہ شفقت
 اپنے فرزندوں سے زیادہ پرورش کیا تم میں سے کوئی بھی ان کی ساتھ نہ آگیا
 نہایت شرم و فحش کی بات ہے میرے سامنے سے چلی جاؤ۔ خدائی پایا تو
 میں تہا امدت از سیت نہ کہ ہوگی چنانچہ تاحیات آپ نے ایسا ہی کیا کہ اپنے فرزندوں
 اپنے سامنے نہ آنے دیانی الحقیقت بی بی صاحبہ نے بہائی کی ساتھ نہایت
 محبت رکھتی تھیں

قطعہ تاریخ انتقال ملک بہادر نواب محبت خان کا برین عربی ہے

عَلَيَّ سُبْحَتِ الْمُصْطَفَى عَلِيٍّ
 فَقَدْ قَالَ فِي حَقِّهِ دَاخِلٌ

إِذَا خَانَا نَصِيرُ الْكَبِيرِ
 سَلْنَا مِنَ اللَّهِ تَارِيخًا

اور تاریخ دوسری من تصنیف غلام محی الدین اولسی بہیہ سے

چونکہ وہ سو محلہ زوار قنا سفر	حضرت شہت حافظ الملک نصیر خاں
آن روز سبت یازدہم بودہ از صفر	روز شہادت دہم تاریخ ماہ و سال

اور تاریخ تیسری کہ حسب کاوہ زبان پشتو کسی شاعر نے یہ کہا ہے

در علم برین وقت چو از بہت شایا	آن خان شجاع قطر دین بعد شہادت
در معنی تاریخ کہ خان اول را شایا	رضوان پئے تعظیم خاں وہیں گفت

اور تاریخ چہارم صنعت میں کسی شاعر نے یوں کہی ہے

بغیر بگلہ توپ علی الصدر	شہادت یافت نواب فلک قد
دلاورد بسیر ہمزد سینہ	زبس در خباں شیر زینہ
باکناں جہان نیک و محم دور	خطابش حافظ الملک است شہد
دواگشت از چہار گشت خم کن	قلم سانش بطرز نور تم کن

اور تاریخ کسی اہل نظر و قدر نواب شجاع الدولہ نے یہ بھی کہی ہے

پئے باقی سر حافظ بریدند	چو از لفظ ظفر تاریخ بستند
-------------------------	---------------------------

بعد از ان نواب ذوالفقار خان خلف نواب حافظ الملک معبر و نہایت
دلچسپ اور خوش قطعہ بنوایا یہ حکم نواب گورنر جنرل لارڈ ماہرہ صاحب

کے ۱۲۵۰ ہجری میں مطابق ۱۸۱۹ء عیسوی کے قیمت فروخت عمارت
 پہلی بہت سی گنبد عالی و دیگر عمارات ضروری تعمیر ہوئی ۱۲۵۶ ہجری مطابق
 ۱۸۴۰ء عیسوی کے زوجہ ملک احمد خان منبت حافظ الملک کے کلسن کی گنبد
 حلاہ میں بنائے گئے کہ اب تک وہ عمارت موجود ہے نوٹیان اور چارہ فرزند حافظ الملک
 بہادر سی پیدا ہوئے منجملہ چارہ فرزند و نواب عنایت خان بہت خان
 اپنی والد کے روبرو انتقال کر گئے ہی باقی نوٹیان اور بارہ بیٹے سمیان
 نواب ارادت خان و نواب محبت خان و نواب محمد یار خان و نواب دو الفقار
 خان و نواب محمد ویدار خان و نواب الہ یار خان و نواب حرمت خان و نواب
 عظمت خان و نواب غلام مصطفیٰ خان و نواب عمر خان و نواب شجاع خان
 و نواب محمد اکبر خان صفحہ ہستی پر بعد وفات نواب حافظ الملک بہادر یا و کار
 رہے اور ان سب میں چھ بیٹیاں اور دو بیٹوں یعنی منبت خان و غلام مصطفیٰ
 خان نے اولاد وفات پائی باقی سب کے اولاد اب تک موجود ہے۔ القصہ نواب
 محبت خان پہلی بہت میں بیوہ چکر بانہم بہہ مشہور کیا کہ نواب شجاع الدولہ
 کے پاس ملنا چاہی اب خہک کا موقع نہ آیا محبت کے نواب شجاع الدولہ راجہ
 سابق لمحوہ کر کے ہمارے ساتھ رہائے نکرین اور اکثر والیان ملک

میں ایسا معاملہ ہوتا چلا آتا ہے کہ بعد فتح خٹک کو یہی ملک مخالف کا اوسکی وراثت
 کو عطا کر دیتی ہیں جیسا کہ حافظ الملک بہادر نے رئیس فرخ آباد کے ساتھ تبراؤ
 کیا بعد قتل نواب تاجیم خان ملک فرخ آباد اپنی طرف سے بی بی صاحبہ زوجہ محمد خان
 بنگش کو ویدیا یہ خیال کر کے نواب محبت خان پلی بہیت سے نواب دو الفقار
 خان بریلی سے واسطے ملاقات نواب شجاع الدولہ کے روانہ ہو کر واپس نواب
 موصوف کی پونچھ نواب وزیر نے نہ ظاہر کلمات حسرت اندوز زبان پر لا کر انیسویں
 یہ فرمایا کہ مجھ کو حافظ صاحب سے مفسد نے اتش افروزی کر کے لڑوایا خصوصاً
 باعث خان محمد خان بشیر فراہ حافظ الملک و عبد اللہ خان کشمیری کے
 یہاں دھبہ میں آیا لکھا ہے کہ بعد فتح اس خٹک کی نواب شجاع الدولہ چپڑا
 شادمان و سرور نے تو یہ کہا کہ مجھ کو سر نعیم خان کے بڑی کاہنیت حد سے
 جو کہ اوسنی مقام کالپی ظہور میں آئی و نسبت علیہاں خواجہ سرا کو جانب
 کالپی وغیرہ روانہ کیا چنانچہ اوسنے وہاں پہنچ کر کارنایان کئے و نواب
 محبت خان کو اجازت واپسی ملی بہیت کی دی اور یہ جو مضمون خط شجاع
 حافظ الملک بہادر بنام مظفر خٹک رئیس فرخ آباد مصنف عماد اسعد
 نے تحریر کیا ہے اسکی صحت راقم الحروف کو اچھی طرح نہیں پہنچی ہے

اپنی زرگوں کے زبانی سنا بالفرض اگر کیا تو کیا قیامت کی کسواسطے کہ
 جب لول لواب شجاع الدولہ نے باین رتباط و اتحاد ایسی تشکک تکرار
 بالابین انکار کیا و ملک آمادہ و شکوہ آباد میں پوری وغیرہ مملوکہ ماقط الملک
 مرثون سے لیکر اپنی قبضہ میں کر لیا اور آمادہ فساد ہو اوسوقت شاید تحریر کیا
 ہو تو کیا عجیب ہوا مذاکرہ حیرت انگیز ہو۔ مگر کیا ایسی مصیبت پیش
 آئی تھی کہ تم باین لحاجت شجاع الدولہ سے جا کر ملے الحمد للہ کہ تم داخل مرہ
 مستو سلطان معلیہ ہو و نام مبین لیکا خاکین ملا یا کاش تہاری عیوض کوئی و خیر
 لواب احمد خان سے یادگار رہی اگر تم فرج آباد میں بیٹھی رہتی تو شجاع الدولہ
 باین ہمہ فوج و حشمت تہارا کیا کر سکتی اگر وہ قصد فرج آباد کا کرتے تو لاکھ ہریہ
 و لاد تہاری ملک کو موجود تھا یہ خوف و بزدلی کسواسطے فتح و شکست
 خدا کے اختیار ہے خدا بخشنے لواب احمد خان غالب جنگ کو کہاہوں
 نے فوج قلیل کے ساتھ لواب صفدر جنگ سے مقابلہ کیا گویا تمام ہندوستان
 صفدر جنگ کے ساتھ تھا اور شکست دی و اسے پتہ کہ تم نے روح
 پیر کو آرزوہ کیا اور ہم لوگوں کو مایہ اعتبار سے گرایا تمام شدہ مضمون خط۔
 لواب مظفر جنگ نے ازراہ خوشامدیہ خط لواب شجاع الدولہ کو دکھایا۔

نواب شجاع الدولہ اس خط کے ملاحظہ سے زیادہ تر ہر ہم ہو پس اس
تحریر سے ہی شجاعت و سپاہی حافظ الملک کی ہوا یاد ہے شجاعت
شعار لوگ ایسی ہی کرتے ہیں کہ تجربہ داؤد کریم کسی کی عظمت و جبروت سے
خوف نہیں کرتے حق بجانب حافظ الملک سے علاوہ ازین خود عبارت عماد السعادت
کہ جو مصنف نے ہنگام معائنہ مر حافظ الملک زبانی شاہد صاحب کے تحریر کی
ہے و نیز حالات شاہ صفا موصوف کے لکھنؤ میں اہل معنی رقیق و ماحق ظاہر ہو سکتے
فتح و شکست باقتیار خدا ہے سب سے بڑے ہو کر کر لایا ہے کہ کسکی فتح اور کسکو
شکست ہوئی بنی اور بگڑی ہوئی میں آسمان و زمین کا تفاوت ہے۔

حاکم وقت کا ہر امر میں سب کا طے کرتے ہیں و تحریر عبارت میں فقرہ دہی ہوئی خوش
آئینہ کہتی ہیں اور نظر خباثت جو یہ کلمہ ہنگام معائنہ مر حافظ الملک کہا کہ
باہن ریش غش نواب وزیر کی خباثت پر کرمابذی تھی اور انکی سرداری و صیت افعان
سویحید معلوم ہوتا ہے لیکن اگر کہا تو اس وقت اوہ نہیں شاکستہ شعل نواب کریم
و شکست یافتہ فرخ باداں کا خیال آگیا ہو گا۔ جواز و کجوشا نواب شجاع الدولہ
کے رد ہوا ایسا کلمہ فرمایا فقط الحاصل بعد ازین نواب شجاع الدولہ زبانی شری
کو سرفوج واسطے محامہ ملی بہت کڑی تحریر کیا حسب الحکم نواب کے شدید بشیر نے

محاصرہ ملی ہیٹ کا کر کے سدرہ سکنا شہر کا ہوا ستراہ صفر ۱۱۸۸
 مطابق ۲۲ مئی ۱۸۷۸ء مسیو کی نواب شجاع الدولہ نے ملی ہیٹ پہنچ کر کنارہ دریا
 دیو پاکی ڈیرہ کیا اور حکم منبط کرنے اور لوٹ لے مال ساکنان ملی ہیٹ کا اقد فرمایا
 اس وقت رشیدی بشیر نے روس کے ملی ہیٹ پر یہ طلب مال نہایت ظلم کیا
 اور مال اور اسباب ہر ایک شخص کا لوٹ لیا اور نواب شجاع الدولہ نے نواب
 محبت خان خزانہ حافظ الملک کا طلب نواب محبت خان نے جواب دیا کہ اگر خزانہ
 بتا تو نویت یہاں تک کیوں پہنچتی ہیں نواب شجاع الدولہ نے نواب محبت خان سے کہا
 یہ سچا کہ تم سے متعلقین کے ڈیرہ میں ملے آؤ اور قلعہ خالی کر دو کہ ابالیاں دولت ملاش ختم ہیں
 و وفایں حافظ الملک بخوبی کر لیں محبوب حسب حکم نواب وزیر کے نواب محبت خان
 مستور اور تاملی متعلقان کے ڈیرہ میں کہ باہر شہر کے نصیب چلے آئے اور قلعہ خالی کر دیا
 نواب مروان سلم چار طرف ڈیرہ کے متعین کر کے اسباب قلعہ کا لوٹ کر لیا
 میں داخل کیا ایک منتبہ والی توپ جو شہر کے منبہ میں بہت مشہور تھی وہ حافظ الملک
 کے لوٹ میں آئی تھی بعض توپ دیگر یہی نام حافظ الملک کے تھے ہر اقسام الحروف
 نے بڑا نہ حضرت واجد علی شاہ اردن توپوں کو خود اپنی اکہوں سے دیکھا جو کہ نواب
 محبت خان معجزہ اولاد حافظ الملک کو بروقت داخل ہو کر ڈیرہ کے نواب

شجاع الدولہ نے مقتید کر لیا تھا پس سطین ہو کر سبولی کو کہ مسکن نواب
 دوندرخان کا تھا جا کر لٹا اور تمام خاندان نواب دوندرخان کو یہی مقتید کر کے سو خاندان
 نواب حافظ الملک سے درجہ پرست نواب لارنگت کو الہ آباد کو روانہ کیا نواب
 ارادت خان خلعت حافظ الملک سفارش سالار جنگ و نواب ذوالفقار خان بہ
 سفارش نواب سعادت علی خان خلعت نواب شجاع الدولہ بلاقتید سے محفوظ رہے
 اسی اثنا میں ایک نبل نواب شجاع الدولہ کی چڑھی میں نمودار ہوا کہ شدت
 درد سے نوبت بہ ہلاکت پہنچی ہر چند جبراحان بہتر و ڈاکٹر ان ذمی بہر نے
 علاج کیا لیکن مطلق شایہ ہوا۔ کیفیت نواب منیف المدخان
 اور نواب منیف المدخان باقرار نواب شجاع الدولہ پر اعتماد نہ کر کے بے شکست
 و شہادت چلا ملک بہادر روانہ ہو کر اول رامپور میں آئے اور وہاں سر روانہ کوہ
 لال ڈاک ہو گئی بخیال اسکے کہ انکی ہمارا بیان لشکر میں کچھ لوگوں نے بندوقین شہ
 لشکر نواب شجاع الدولہ فیر کی تہین حاضر خدمت نواب موصوف نے ہوئی بعد ازاں
 چند سپران بخشی محمد سردار خان و اولاد فتح خان خاندان و محمد مستقیم خان بہادر
 و محمد حسن خان و عبدالحجاز خان و سیف الدین خان و ملا میراز خان و غیرہ
 رسالہ داران و جاگیر داران ذمی اعتبار حافظ الملک بہادر کی یہی نواب

فیض اللہ خاں شیخ جاسطے نواب مذکور نے سب کے تشفی و تسلی کی وقوت بیش از بیش ہو گئی
 و نواب محبت خان کو نواب شجاع الدولہ نے بہ لطائف الجمل بیان قید کر لیا یہ لالہ و
 پیونج نہ سکی لہذا جاگیر طالان و سالہ داران حافظ الملک بہادر ہمراہ نواب فیض اللہ
 خان کے ہو گئے و سپاہ بہرہ کمان جاتے اور کیا کرتے نواب فیض اللہ خان ملک
 میں غارت گرمی کرنے لگے چونکہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض اللہ خان کے حاضر ہوئے
 پریشان تھے اور مرض کی تکلیف و صدمہ بڑھتی جاتی تھی پس مصلحتاً نواب محبت خان کو
 طعہ الہ آباد شتر سوار بھیج کر طلب کیا اور یہ شہور کیا کہ ملک بنام نواب محبت خان
 ابن حافظ الملک مسترد کیا جائیگا جو ان میں ریل وغیرہ تو تھی ہی نہیں کہ وہ تھا نواب
 محبت خان الہ آباد سے روٹیکند میں آجاتے پس رفتہ رفتہ منبر آمد نواب محبت
 خان کی نواب فیض اللہ خان کی ہی کوشش و زور ہوئی کستی ہی اس خبر کے ہر اس
 ہو کر لالہ ڈاک سے قریب لشکر نواب شجاع الدولہ کے آگئے اور سرت تورک
 صاحب اور ماربن صاحب جنرل صاحب کی ملازمت حاصل کی یہ معرفت صاحب
 مسطور کے نواب شجاع الدولہ کی دست میں حاضر ہو کر حودہ لاکھ پچتر ہزار روپیہ لائے
 یہ اہم صلح قرار پائی حسب استدعا نواب فیض اللہ خان کے پرگنات راسپور اور ملا جپور
 اور اجاون و ہاکر و دارہ اور رپڑ و سرگڑہ و شاہ آباد و چو محلہ و سرساوان۔

مجمع شخصہ چودہ لاکھ پچتہ سترار روپیہ سالانہ کہ جسکی آمدنی حقیقت میں چوبیس
 لاکھ کی تھی نواب شجاع الدولہ نے نواب فیض الدخان کو مرحمت کی اور سب
 اطاعت نواب فیض الدخان بہر جرنل جاگیریں ص ۱۲۰ راہ حبیبہ بحری
 مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۷۷۴ عیسوی مقام لال ڈاک بنام شجاع الدولہ لکھنؤ پہر
 نواب شجاع الدولہ نے مراد آباد وغیرہ پر سیدی محمد بشیر اور بیٹی وغیرہ پر نواب
 سعادت علی خان کو اور خدمت آباد وغیرہ پر سمیت بہادر کو امور کر کے جانب
 اودہ مراجعت کی اور جرنل جاگیریں ص ۱۲۰ لکھنؤ کو کوچ کیا نواب محبت خان کہ حسب
 نواب وزیر کے قلعہ آباد سے آتی تھی راہ میں علی نواب شجاع الدولہ نے کچھ کلمات
 تسلی پسینہ زبان سے بکریہ فرمایا کہ بانی محاسن مرض سے صحت ہو تو دیکھا جائیگا
 اور نواب محبت خان کو اپنی ہمراہ واپس لگئی نواب محبت خان مجبور کہ حراست میں
 تھے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ ہو کر جو کچھ مراد آباد سے زندہ اور نواب فیض الد
 خان بعد تحریر اس بعد نامہ کے راسپور میں آکر داخل ہوئے جو کہ اکثر سرداران مانتا ملک
 بہادر سے نواب فیض الدخان کے ہمراہ تھے ان سب کے بعد دریافت حال نواب
 فیض الدخان سے کہا کہ یہ صلح کیسی کہ نواب محبت خان کی واسطے کچھ نہوا نواب فیض الد
 خان نے مطلب کی بات چپا کر بیان کیا کہ میں ہر چند نواب وزیر سے کہا مگر نواب

وزیر نے اذکی باہین کو منظور کیا پھر کیا میں اذکی واسطے اپنے آپ کو بی خراب کرتا
 ہر چند کہ اس امر کا ذکر یہی نواب فیض الدخان نے نواب شجاع الدولہ سے کیا تھا
 چنانچہ اس بات پر مستقیم خان بہادر خلیفہ شیخ کبیر مرحوم کہ رفیق قدیم حافظ المملک
 بہادر کے تھے۔ نواب فیض الدخان نہایت ناراض اور برہم ہوئے۔

بیان کیفیت انتقال نواب شجاع الدولہ

الغرض نواب وزیر نے فیض آباد میں سوچا پھر ۲۲ مارچ ۱۸۸۸ء ہجری بعض نے ۲۴ مارچ
 و فیض آباد ۱۸۸۸ء ہجری لکھا ہے مطابق ۲ جنوری ۱۸۸۸ء عری کی انتقال کیا کہنا اون درویش
 کا اور اور شفقہ نواب شجاع الدولہ کا ظہور میں آیا کہ ایک سال ہی حکومت
 ملک رو ملکینہ کی زندگی میں کر سکے ایک گردش چرخ نیلوری : نہ ماورجیامند
 و نہ ماوری۔ اور ایک روایت عوام الناس انتقال نواب شجاع الدولہ میں
 یہ بھی مشہور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کوئی عورت نو جوان نہ بصورت سلطان
 حافظ المملک سے گرفتار کر لائے تو اور اوپر مقرب ہونے کا قصد کیا وہ عورت کوئی
 چیری یا چاقوزہر میں بچا ہوا پوشیدہ اپنے پاس کیٹی تھی اوسنے اسی شکام
 میں وہ چاقو نواب شجاع الدولہ کے چڑی میں مارا اوسکا زخم پر اچھا ہوا اور
 اوس صدمہ میں انتقال کیا چنانچہ کسی باپ نے ہی کسی دوبرہ میں کہا ہے :

کہ سہد کا وزیر مارو روٹلیکنڈ کی روٹلی نے :- اصل اوسکی پونج کہ فیض النساء
 بہ دروازہ خانم کہ وہ ایک لڑکی قوم شریف سے حافظ رحمت خان کی دختر گلان نے
 بطور بیوی پالی تھی اوسکو نواب شجاع الدولہ منیت فاسد لے آئے تھے چنانچہ وہ عورت
 بعد انتقال نواب شجاع الدولہ بزبانہ نواب آصف الدولہ دیوانی ہو کر محل سے نکل آئی
 تھی اور اسی عالم میں مر گئی لیکن ظاہر یہ بات دوران قیاس ہے کہ وہ عورت ایسی عورت کی گلب
 ہوتی اور اتنی بڑے حاکم و نشان کو ہلاک کر کے زندہ بچسکتی اگر بعد از قیاس و سنی
 یہ امر کیا تو اوسکی عزت پر آفرین بلکہ شیرین کہنا چاہی لیکن یہ بالکل غلط عوام لوگوں کی
 گہریت اور ایک روایت انتقال نواب شجاع الدولہ میں یہی مشہور ہے کہ نواب شجاع
 الدولہ نے بتقام ملی بہت خواہن دیکھا کہ کسی سوار پر چاہی پڑی میں رہا ہے۔
 چنانچہ اوسی مقام پر پہنچا اور اوسے عارضہ میں انتقال کیا والد علم بالصواب
 القصہ۔ بعد انتقال نواب شجاع الدولہ کے تمام ملک مضبوطہ اون کا قبضہ اقتدار
 نواب آصف الدولہ بہادر میں آیا نواب آصف الدولہ نے ہنگام سندھنی سیکڑون
 قیدی آراؤ کے چنانچہ اکثر محبوبان روٹلیکنڈ کو بی چوڑ ویا کر عزت خان بیچ و
 خان محمد خان رحمت خان کمال رحمان و عالم خان اور رحمت خان و محمد حسن خان و
 عبد الواحد خان و قاضی محمد سعید خان و نور خان خاندان و اختیار خان چلیہ خاص

خیلے و ملاحت خواجہ ہرا کو کہ پیسب مرمان دی حوصلہ و صاحب اعتبار تھے
 قید سے رہائی نہ بخشی چند روز بعد از جلوس نواب آصف الدولہ مارم مہدی
 گہاٹ ہو کر نواب محبت خان ہی چلنا چارہ چراست بلکہ سہ سالانی بحالت پریشانی
 ہمراہ نواب موصوف کے تہہ کر کوئی صورت بیود و کشور کا نظر نہ آتی تھی۔ فقط۔

آدمن جان پرستو صاحب حکم ولایت درہائی باقیقن اولاد و حافظ الملک
 بہادر و متعلقان و متوسلان و غیرہ از قید و مقرری و خفیہ سالانہ از
 سرکار نواب وزیر اودہ۔

اتس در میان میں سر جان پرستو صاحب بہادر کہ بحیات نواب شجاع الدولہ
 واسطے تصفیہ چند امور کے ولایت سر روانہ ہوئے تھے کلکتہ ہو کر بعد وفات نواب شجاع
 الدولہ بہادر و دار و مہندی گہاٹ ہو کر اور نواب آصف الدولہ سے بیگم ملاقات مسٹر
 مسنگر صاحب بہادر کو نیز حرنلی کشور ہند کی طرف سے کہا کہ حسب عدہ نواب
 شجاع الدولہ بالعیوض ملک رو سیکنڈ کہ باعانت سرکار فتح ہوا ہے ملک
 بنارس حوالہ الہیان سرکار انگریزی کر و اور تخواہ کہیں انگریزی کی کہ جو حافظ الملک
 سے تنہاری والد کی ہمراہ ہو کر لڑا ہے ہمیشہ ادا کرتے رہو۔ اور خاندان
 حافظ حجت خان کو ربار کے بالعیوض از ملک مقبوضہ کے جاگیر مقرر کر دو

کیونکہ صرف مبلغ پیشین لاکھ روپیہ بابت شک کے تھوڑے وصول کرنا اوس ملک
 سے چاہی جتا یہاں جو متنی اولاد حافظ الملک کے ساتھ کیا بالکل خلاف انصاف
 ہے اگر تم بطور خود حافظ رحمت خان سے ملک فتح کرتے تو سرکار کو فرحمت نہ
 ہتی اب کہ ہلاکت امانت سرکار فتح ہوا ہے یہ بے انصافی روانہ رکھی جائیگی
 نواب آصف الدولہ نے چار ماہ سب امور انتہائی منظور کئے اور مشہور ہے کہ حکم
 سرکار کہنی ایک لفظ خطاب نواب گورنر جنرل بہادر سے ہی کم کر دیا گیا اور انکو یہ
 لکھا گیا کہ درمیان سرکار انگریزی اور نواب وزیر اودہ کے بموجب عہد نامہ یہ
 امر قرار پایا ہے کہ اگر کوئی شخص ملک نواب وزیر پر فوج کشی کرے گا تو سرکار انگریزی
 نواب موصوف کو مددگار ہوگی یہ کہ نواب شجاع الدولہ دوسرے ملک پر چڑھائی
 کری اور سرکار امداد کرے پس سنی یہ امر بغیر اطلاع سرکار کہنی کیونکہ جائز رکھا کہ نواب
 شجاع الدولہ کو واسطے لیس ملک حافظ رحمت خان بہادر کے ملک دی جا
 لکے نواب وزیر اودہ کے ملک پر فوج کشی نہیں کی تھی اس درمیان میں نواب
 محبت خان ہی مع نواب ذوالفقار خان معرفت منشی محمد ذاکر کے صاحب
 موصوف سے ملے جان برستو صاحب باغواڑ پیش آئے اور کمال تسلی اور تشفی کی اور
 مبلغ پانچ لاکھ روپیہ بطور دخرچ اپنی پاس ضمانت کیا بعد ازاں نواب

آصف الدولہ فریقہ جان برستو صاحب واسطے رہائی خاندان حافظ
 الملک کے اور خاندان دوندیجان کے پرولہ بنام معزز خان قلعہ دار الہ آباد کی روانہ
 کیا چنانچہ ہفتم شہر شعبان ۱۱۸۹ھ ہجری مطابق نیم اکتوبر ۱۷۷۵ء عہد خاندان
 نواب حافظ الملک بہادر ولولہ نواب دوندیجان معتمد مسلمان وغیرہ رہائی پا کر معزز
 جان برستو صاحب مدت نواب آصف الدولہ میں حاضر ہوئی نواب صاحب نے مبلغ
 ۵۰۰ روپے ایک شہر ہزار پانچ روپیہ لائسنس مسلمان برہمن کو
 محبت خان واسطے مصارف اولاد حافظ الملک کے مقرر کیا اور پچیس ہزار روپے
 سالانہ بنام پیران نواب دوندیجان تجویز فرمایا فرزند ان نواب دوندی خان
 بھائی قلت و خفیہ سالانہ مجوز نواب آصف الدولہ منظور کیا اور رہائی پا کر سکر
 شہر اوآباد میں اختیار کی اور دختر اپنی نواب محمد علی خان فرزند گلان نواب
 فیض اللہ خان کے ساتھ منتقل کر دی نواب فیض اللہ خان نے شہرہ مناسب پیران
 نواب دوندیجان کا مقرر کر دیا اور سبب انتقال کر جان نواب عنایت خان خلف
 گلان حافظ الملک بہادر کے سالانہ اون کی بیوی کا نام پر ہی مقرر ہوا اور نواب
 عنایت خان و حرمت خان و نواب اکبر خان فرزند ان حافظ الملک
 نے بھی ہنگام تقسیم جوہر کی کے قبول نہ کیا چند سال تک خزانہ نواب

وزیر اودہ سے شاہرہ مقررہ متا بہار و اس سے کہ اوسی ابام میں
 ایک روز نواب محبت خان بہادر برائے ملاقات مختار الدولہ کہ جو اندون نامی نواب
 موصوفہ الصدر کے تھے تشریف لگے مختار الدولہ نے جیسا کہ اغوازا کو اکرام نواب
 منوالیہ کا چاہی تہا کہ نواب محبت خان بہادر وہ خاطر واپسی واپس آئے
 اور شکایت اسکی طین برٹو صاحب بہادر سے کی صاحب موصوفہ نے اس
 امر کا نواب آصف الدولہ بہادر سے کیا اور مختار الدولہ سے نہایت اراضی

ذکر آمدن شاہرہ اولاد حافظ الملک بھمانت سرکار اکر تیرے

۱۱۹۱ عجمی بڑا نہ گورنری لارڈ کارن والس متا بہادر نواب محبت خان کے خفیہ
 طور پر قصور و انکی خود جانب کلکتہ کیا و نواب آصف الدولہ بہادر بہ قصد سید و شکار
 جانب بڑا پچ وغیرہ تشریف لگے جو کہ بحکم نواب وزیر نواب محبت خان بہادر ہی
 چار یا چار ہر سفر میں ہمراہ رہتے تھے۔ اور اس مرتبہ ساتھ نواب وزیر اودہ کے
 نہ گئے و نواب صاحب نے جنر و انکی نواب محبت خان جانب کلکتہ سفر کمال
 برہم ہوئے اور یہ تصور کیا کہ نواب محبت خان ضرور
 میری شکایت کرنے نواب گورنر ساید سے جاتے ہیں۔ فوراً مرزا باقر بیگ
 خان یک ٹیہ سالہ وار کور و انہ کیا اور حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو نواب محبت

خان کو واپس لاؤ رسالہ دار مذکور حکم نواب وزیر روانہ ہو کر حسب مقام بنائیں
 پہونچ تو پاکلی ڈاک نواب محبت خان کی دریائے گنگا کے پار علداری سرکار انگریز
 میں پہونچ چکی تھی یعنی نواب محبت خان دریا مذکور کے پار جا چکی تھے محبوب رسالہ دار مذکور
 بے نیل مرام واپس آئے اور ایک روایت یوں ہے کہ مرزا باقر بیگ خان رسالہ
 دار نے بہ پاس خاطر نواب محبت خان بہادر اس لئے تساہل کیا کہ نواب صاحب موصوف
 علداری سرکار انگریزی میں جا پہونچے۔ القصہ نواب اصف الدولہ بہادر کو حسب کیفیت
 یہ دریافت ہوئی تو اس وقت امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان کو برائے تدارک سے خریطہ
 بتعام کلکتہ خدمت صاحب گورنر جنرل بہادر روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ نواب محبت خان
 ابن عاقل الملک بہادر مرحوم خدمت والا میں آئے ہیں کہ کوئی تحریر و تقریر نواب معز الیہ
 کے بدون سواچہ امیر الدولہ سمجھتے فرمائے جاو چنانچہ ملاقات نواب محبت خان کی
 تار سیدن نواب امیر الدولہ نواب گورنر بہادر سے ملوئی رہے اور افضل حسین خان بہادر
 علامہ نے کہ از قدیم الام نواب محبت خان سے دوستی رکھتے تھے اور روزوں
 منجانب نواب وزیر اودہ بمقام کلکتہ عہدہ وکالت پر اس وقت تھے نواب محبت خان
 کو بہت فہمائش کی کہ شکایت نواب وزیر کی بحضور نواب گورنر بہادر کی سطح مناسبتیں
 اس در بیان میں نواب امیر الدولہ بی داخل کلکتہ ہو کر افضل حسین خان علامہ مرزا

حیدر بیگ خان سے یہی مقدمہ نواب محبت خان ازراہ دوستی بہت کچھ کہا
سنا اور یہ وعدہ مستحکم کیا کہ فی ما بین نواب آصف الدولہ و نواب محبت خان صفائی
کمال کر لو یہ جو دے و آئندہ سے مشاہدہ ان کا ہوا بہت عزیز و پیارا ہے نواب امیر الدولہ
نے اس امر قومہ صدر کا اقسام وعدہ کیا ورنہ نواب محبت خان کو یہی سخت آدیش تھا
کہ اب میرا پس لکھنؤ کو جانا مناسب نہیں والدہ معلوم ہاں بیوہ چکر کیا معاملہ پیش آئے و
خیال انکی اہل و عیال سب لکھنؤ میں رہنے کی معافیت ہی مانگواری تھی لیکن نقض حسین خان
علامہ و نواب امیر الدولہ نے نہایت تسلی و تشفی کی شکایات نواب آصف الدولہ سے
بارگاہ شہ گام ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر نواب موصوف سے کمال اعزاز پیش آئے
تعمیم دیکر اپنے برابر کسی پریشاں نہایت دلجوئی و خاطر داری کے بعد ازین نواب امیر الدولہ
نواب محبت خان کو لکھنؤ میں واپس لائے و باجمہ صفائی کر لوی چنانچہ نواب وزیر نے ہنگام
ملاقات نواب محبت خان کو خلعت مسترد پارچہ کامو صغیر و سرچ مرصع والائی ضرورید
دیشہ پیشروا کی اسپ فیل و غیرہ عنایت فرمایا معلوم کرنا چاہی کہ قبل ازین شاہرہ مقرر
نواب محبت خان کا سرکار نواب وزیر اودہ سے نہایت دشواری کشا نہتہ وصول ہوا کرتا تھا
یعنی کہ ہر سال میں چہا ہا کہیں چار ہا کہیں آٹھ ہا باقی سال و سال سرکار میں چہر ہا نہ تھا ہر ہا
کمال قیمت و تکلیف سے اوقات بسر تھی کہ جملہ احتیاج ضروریہ میں فرق آتا تھا۔ اس پر ضرور

سے روانہ ہو گئے مگر کہ نواب صاحب موصوف حب قریب شہر بریلی کے پہونچے تو نزاریں
آدمی ہر استقبال شہر سے دو چار کوس کے فاصلہ پر جمع ہو گئے تھے۔

گنیمت عقد نواب محبت خان یاحییہ والا سجدہ العباد حسان رسالہ دار

الحاصل بریلی میں پہونچ کر پس از چند روز گنگوے عقد ظہور میں آئے عبدالوہاب خان نے یہ کہا کہ اگر میری
میں تشریف لے چکے عقد کچھ میں بغیر نکاح ہو اپنی دختر کو ہرگز بریلی نہ لاؤں گا نواب محبت خان نے
بوجواب چند واسطوں سے انکار کیا کہ میں وہاں نہیں جا سکتا آخر کار بعد گفت و شنید بسیار
سیہ بات قرار پائی کہ نواب صاحب کی طرف سے کوئی کوئل ملو اور دو مال نواب صاحب کا لیکر چلے
و عقد نواب صاحب کے نام پر منبہوا کر عروس کو حضرت کرا لائے چنانچہ اس امر پر عہدہ نواب
خان بھی رضامند ہوئے پس ہولوی الطاف رسول صاحب نواب محبت خان کی طرف سے
رام پور جا کر صبیہ عیدہ نواب خان کو بعد نکاح بریلی میں حضرت کرا لائے۔ معلوم کرنا چاہئے
کہ ازواج نواب محبت خان میں دو محل و چند دیوڑیاں گیسقدر خمرز اور کچھ زنانہ غیر
و خواصین وغیرہ تھیں اول محل کلان دختر عبدالستار خان کی بیٹی ایک فرزند نواب محبت
خان کا بھائی نواب حافظ الملک بہادر تولد ہو کر صغر سنی میں انتقال کر گیا
بعد ازاں کوئی اولاد ان کی بیٹی سے تولد نہ ہوئی دوم نیا محل صبیہ عیدہ نواب خان

بیخوالہ امجدہ محمد موسیٰ خان کہ اس نے کچھ اور شہد واریاں ہی قبل سے ہوتی
 علی آئین میں جیا پھر انکی بطن سے ایک فرزند اول کہ اوکا نام عبداللہ خان تہا تولد
 ہو کر مغربی ہن نامتقال کر گئے پس از چند سال والد راقم یعنی محمد موسیٰ خان اور منکر
 تولد ہوئے جو انکی اولاد نواب محبت خان کی اوکی بطن سے بہنیں ہوئی باقی اور
 حضرت اعام از واج ہادیگر سے تھی دو دختر خاندان نواب حافظ رحمت بہادر
 سے بھی عبدالنواب خانکی اغراض میں سے مقتدر ہوئیں مگر دختر نواب محبت خان نام محمد
 حسن خان دوم دختر الفقار کبیر شاہ خان ابن سیف الدین خان متحران خان کہ
 جبکی گھمنا حال راسپور میں موجود ہیں و رانی شاہ بیگم صاحبہ ریاست نامپارہ
 والی کشمیر عثمان مرحوم وغیرہ بھی انکی اولاد سے تھی ایک شہیرہ دو دربار خور و اوکی سہیلیاں
 عبدالغفور خان عرف ابوالمنان و سراج الدین خان در شہر کشمیر محلہ اعظم مرزا نور بیگ
 قیام پذیر ہے عبدالغفور خان نے اولاد انتقال کیا و قریب وزیر باغ متصل مقبرہ نواب
 محبت خان بہادر کے دفن ہوئے و شہیرہ خور و نی بھی اولاد انتقال کیا اور وہیں دفن
 ہوئیں سراج الدین خان نے بعد از ایام عذر انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان میں دفن ہوئے
 اولاد سراج الدین خان سہیلیاں احمد خان و محمد خان دو دختر و ایک فرزند دختر گلان
 کہ جبکا انتقال ہو گیا یہ ہر چار شخص صاحب اولاد ہوئے موجود ہیں و عبدالنواب خان

نے شہنشاہ سفر کثیر حکمال زئی خاں میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اور زوجہ عبدالوہاب
خان مسماۃ گل بیگم قوم یوسف زئی میں سے تھیں سوم چوٹی ڈیویری بیہ بی صاحبہ اولاد
تھیں چہارم ڈیویری فرخ آبادی نجم لکھنؤ والی ڈیویری بیہ دیون لاولدر میں ششم
صاحبہ بیہ بی صاحبہ تین چنانچہ نواب علی اکبر خاں خلف کلان نواب محبت خان کے

کیفیت آمدن شاہرہ خاندان نواب حافظ الہکٹ سرکار انگریزی

بعد استقلال نواب آصف الدولہ و مغزولی نواب وزیر علیان جسکی تاریخ کسی کہنے والے
نے یہ کہی ہے۔ ہوا ہذا تحسین ڈگٹ را دیوان بہ ہم جعفر و ہم حسن رضا خان
اور مراد کے حیا قتل بہ الماس کہ بہت تخم مروان بہ کرد و اسیر امیر خود را بہ از
کرد و فاکید شہان بہ تاریخ اسیرش خرد گفت بہ برادر منکر امان بہ۔ تاریخ
چہارم شہر شعبان ۱۲۱۲ عری مطابق بہت و یکم جوزی ۱۲۱۲ عری نواب سعادت
علی خان وارد لکھنؤ ہو کر مسند امارت پر بیٹھ کر قریب نصف ملک ریاست تھمبھونہ
نواب آصف الدولہ بہادر کا سہ رو ملکینہ شامل ملک انگریزی ہو گیا پچیس ہزار روپیہ
تختہ شہلوگان بنارس بہ قریب لاکھ روپیہ سالانہ اولاد نواب حافظ و رحمت
خان بہادر سرور و سہیلہ اور سولہ لاکھ روپیہ سالانہ نواب نامہ خجک اولاد نواب
احمد خان سنگش رئیس فرخ آباد نو لاکھ روپیہ معافی داران دیو میہ داران

۱۲۵

و جاگیر داران و غیرہ کو ایک لاکھ روپیہ جاگیر بخشید اس سے ملا الدلہ و محسن خراز اور دیگر
 العاس علیان خواجہ ہوا و چالیس ہزار روپیہ سی لفظ حسین خان علامہ ثابت ملا
 ہر دو کی وغیرہ تقسیم سے علیحدہ کر دیا گیا اور یہ عہد نامہ شہر حبشہ ۱۲۱۶ھ بمطابق ۱۸۰۲ء
 بعد از مرگ انیسویں شہری لاہور و لدھی صاحب بہادر و فشت ویم اسکاٹ صاحب بہادر
 مرتب ہوا اور ایک چاروں کی انگریزی محاذی و تہا: قدیم دریا گوشتی کے پار جو قایم تھے
 اوٹھ کر منڈیاؤں کو گئے بعد ازین حسب درخواست نواب محبت خان ۱۲۱۶ھ ہجری
 مطابق ۱۸۰۲ء بہ فخر قلم سالانہ مسٹر شین صاحب نے رپورٹ اضافہ بوساطت
 نواب گورنر خیرل بہادر کشتور بند کی ولایت کو روڈ کی چنانچہ مبلغ بیس ہزار پانچ سو
 تیرہ روپیہ سالانہ ولایت سے تسلیم کیا بعد تسلیم بعد لفظ منظور ہو کر مبلغ مانوس ہزار
 اہتر دین یہ سالانہ کہ حسین نواب محبت خان و نواب محبت خان و نواب
 اکبر خان و سپران نواب غلامیت خان کہ جو تقسیم اول میں محروم رہ گئے تھے علی
 خاندان حافظ الملک بہادر پر تقسیم ہوا لیکن قبل از آمدن سفوری الخاندان ولایت
 نواب محبت خان کا انتقال ہو گیا اضافہ تذکرہ بالا بعد ازین تقسیم ہوا و نواب
 محبت خان کو بسبب سوادہی قوم اجازت قیام ملک روہیلکندہ کے دی گئی
 و نواب محمد و میر خان نے بھی بوجہ موافقت نواب محبت خان کے قیام انپا ملکین

میں اختیار کیا اور نواب املات خان اسبب دادا پرست نواب عبدالمد خان شاہجہان
 پور کے شاہجہان پور میں رہے اور نواب حسرت خان نے جات سکونت شہر مراد آباد
 ہڑایا نواب محمد اکبر خان کو جو ناہنیاں خود والدی نواب فیض المد خان کے واسطے رہنا پسند
 کیا تھی املات خان کو ملکہ بہادر نے نواب محمد یار خان و نواب ذوالفقار خان و نواب
 الہیہ خان و نواب غفلت خان و نواب غلام مصطفیٰ خان و نواب محمد عمر خان و نواب محمد تسبیح
 خان شہر ہارسن بریلی میں چنانچہ اولاد ان سب کی مقامات مذکور میں حاصل ہو چکے ہیں
 و سید نو دختران حافظ ملکہ بہادر کی چار بیویاں تھیں صاحب اولاد ہوئیں فرزند
 دختر کلان غلام محمد الہیہ خان غفلت خان و اولاد دختر و نیم غلام حسین خان
 و غلام حسین خان املات سید محمد و اولاد و دختر و نیم غلام احمد خان و محمد سعید
 خان و علی احمد خان املات شاہ محمد خان و اولاد و دختر سہارن و دختر غلط
 کچھ اشخاص ہنوز اولاد دختران کے ہی موجود ہیں۔

بیان شہر بریلی

یہ شہر ملکہ اعظم و دارالریاست ملک رد علیہ السلام ہے عہد سلطنت ہاپوین
 شاہ خلف ابیر شاہ میں سے گت دیو شاہ کو قوم جہن موضع گت پور کہ
 متصل شہر کہنے بریلی کے ہی سکونت رکھتا تھا اکثر عیادت لختہ گت پور

پر دخیل ہو کر زحمت و سیاحت مذکور کا اپنے تصرف میں لا کر میسر و دار اپنے قوم کا بن گیا
 تھا اہام حیات میں اوسکی دونوں پسیر یعنی باس دیو اور ناگ دیو جو بان اور کار و بار میں ہر
 ہو گئے تھے بعد مرنے جلگت دیو کے اوسکا بڑا بیٹا یعنی باس دیو اپنے باپ کا
 جانشین ہوا اور ہارون بادشاہ کی محرت ہو کر میسر خود مختیار بن گیا اور ۵۲۷ھ میں شہر
 کہنہ آباد کر کے باس بریلی نام رکھا کثرت استعمال سے باس بریلی شہرت پذیر ہو گیا باس
 دیو مذکور ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرا کے حاکم بن کر اپنے اوقات بسر کرنے لگا کہ اتنا کہ وہ جگہ
 لمبھ کوٹ شہر ہے جبکہ ہارون بادشاہ نے ۹۶۶ھ میں مطابق ۱۵۵۷ء کے اس
 جہان فانی سے رحلت کی اور اکبر شاہ نے تحت سلطنت پر جلوس کیا شاہ موصوف
 نے واسطے قلعہ باس دیو کے محمد عباس علی خان افغان غوغشی کو مہم فوج کے ماسور
 کیا باس دیو فوج شاہی کے مقابلہ میں آیا۔ لیکن بعد جنگ وصال بسیار بعد یوم
 ناگ دیو اپنے بیٹائی کے مار گیا بعد ازاں عین الملک میرزائی کو شہنشاہ اکبر شاہ کی سند
 نظامت بریلی وغیرہ کے مرست ہوئی عین الملک نے شہر کہنہ بریلی میں وارد ہو کر میرزا
 مسجد تعمیر کرائی کہ وہ مسجد آج تک جعفر خان کے گہرین جو کہ پرانے شہر میں واقع ہے۔
 موجود ہے اور قلعہ زمین بنام میرزائی باغ اتنا کہ مشہور ہے بعد بہرہ سند خان
 بہرہ باب عہدہ صوبہ داری بریلی کا ہوا۔ بتایا کہ ۱۱۷۲ھ مطابق ۱۷۶۲ء میں مطابق

حضرت امیر کے اکبر شاہ نے انتقال کیا جبکہ بادشاہ نے تخت شاہی پر بطور
 کیا اس بادشاہ کے تیس سہ صدیوں میں سلطان علیان حاکم بلی کلمہ تھے
 اور اس کے بعد علی قلی خان کو حکومت کثیر تفویض ہوئی جس کے بعد علی قلی خان نے
 کے جہانگیر شاہ نے انتقال کیا بعد شاہ جہان بادشاہ کا عہد ہوا اور وقت
 عبداللہ خان ساکن دارالسلطنت شاہ جہان آباد نامہ کتبہ مقرر ہوئی
 جب عالمگیر شاہ عہد میں ان پاپ شاہ جہان کو قید کر کے خود بادشاہ بن گیا تب اس
 حکومت کثیر نام کر دیا اسے پہلے ایک نیکو کے سپرد کی گئی اس کے ذریعے ان کو
 وغیرہ کا کہ شہر کہنے سے جانب غرب کی طرف ہٹا کر قبا لہ پرائی مشہر کے نام
 اور کے عالمگیری گج نام عالمگیر بادشاہ کے بسایا اور جامع مسجد بنویشوری
 بادشاہ تعمیر کرائی کہ وہ مسجد آج تک شہر میں موجود ہے ایک خاص میں مقام پر جہان
 فی الحال انگوٹھ کے متصل قلعہ سکونی کے واقع ہے تعمیر کر کے دار الحکومت بنایا
 دیا محلہ کریم پور اور بیاری پور حکومت کر دیا اسے میں آباد ہوئے جس کے بعد عہد
 مطابق شاہ کے عالمگیر نے حکومت کی تا میں شانزہویں کے تنازع واقع ہوا
 طرح کے غل اور سلطنت میں پیدا ہو گئے کہ راجپوتان کثیر یہی اپنی اپنی طاقت
 میں زمیندار خود ہو گئے اور ہر طرف فتنہ و فساد و شہا ہر ایک زبردست بروز

قوت بازو راہ اور نواب بنگیا سہ لاکھ ستر ہزار روپے میں مطابق سہ لاکھ روپے کے بعد انتقال
 فرج سیر محمد شاہ نے تخت شاہی پر جلوس کیا ہر گزشت کا سر و پا و نظامت ملک
 کبرہ پر نواب عظمت الدولہ خان کو کہ منگلا کر متخصیصیاست علی محمد خان اور پرنسپال
 ہے مامور کیا فقط نواب محبت خان نے حسب حکم نواب آصف الدولہ بہادر کے بشہر
 لکھنؤ محلہ ستم نگر میں سکانات لالہ جی ہرکارہ کہ جو بعد نواب صفدر خاں
 و شجاع الدولہ میں بہت اقتدار رکھتا تھا۔ اور ایک چاہ تعمیر کردہ اوسکا
 محلہ مذکورہ میں جانب شرق زیر دیوار باغ آغا مرزا اب تک موجود ہے
 بعد ازان بسبب کثرت اولاد وغیرہ کے اور سکانات ہی گردیش اوسکا حیدر
 کہ جو بہ سبب جگہ ملکر اسوقت تک نام کبرہ نواب محبت خان مشہور ہے
 بیان دیگر۔ اور حافظ الملک نے سنائیں برس اور چند ماہ
 حکومت ملک روم کیلینڈر کی و تعمیر میں سال انتقال کیا حالات
 اخلاق و بہت و جرات و مساوات پرستی و غربانوازی حافظ الملک
 بہادر کے اخیر میں الشمس میں لکھا اذن کا باعث طول تحریر ہے لیکن مشتر
 نمونہ از خزانہ کہ جب مسجد پیل بہت تعمیر کرائی تو پہلے اوسکی نیو میں اپنے
 ہاتھ سے ایشیہ جانی اور یہ کہ فیصل خدایہ ازار بند کی جہاں پر نہیں لایا

دویم یہ کہ حضرت سید خواجہ حسین مودودی پشتی کہ جنگ اولاد سے کچھ
 اشخاص مل سو وقت تک بشہر لکھنؤ موجود ہیں بعد حافظ الملک بہادر
 بز فاقہ نواب محبت خان روہیلکنڈ میں قیام رکھتے تھے درمیان
 سید صاحب موصوف و نواب حرمت خان ابن حافظ الملک کسی بات پر
 تھکرا واقع ہوئی سید صاحب فی غصہ بن کر چہر انواب حرمت خان کے
 مارا جس سے اون کا شانہ و گردن کی قدر زخمی ہوا یہ خبر حافظ حرمت خان
 معلوم ہوئی فرمایا حرمت خان زندہ ہے یا مر گیا لو کون نے عرض کی
 زندہ ہیں گزرتی ہو گئے اس وقت حافظ الملک بہادر نے سجدہ شکر گزار
 خیاب باری ادا کیا اور کھانا سحر سید حرمت خان بچکھا ورنہ میں ہرگز
 قصاص ایک غلام زادہ کا شانہ ادا سے نہ کرتا اور سید صاحب سے
 کبھی اس امر کا کچھ نہ ذکر نہ کیا و حتی الامکان پشت بقصد کبھی نہیں
 بیٹھے نہ کبھی ناچ دیکھا نہ کانا سننا اہل سنت و جماعت خاندان قادریہ
 میں جمعیت حنفی المذہب قریب فضیلت صاحب غیرت جملہ فوج مسجد گری
 سے ماہر اپنی دخترانین سے کسی کا عقد بجز شہر کے دن کو نہیں کیا اور
 از قسم جہیز دیور وغیرہ کچھ دینا دلا نہ ہوا دیکر حضرت کو ایسا غاس

اشخاص کے علوم کو خبر ہی نہ تھی و نیز وقت کے ساتھ ساتھ ان کا بھی
 عقیدہ بدلتا رہتا تھا۔ لیکن اس کا عقد و عہد و نام سے ان کا جوہر پہچاننا
 تھا غرض ایسا دیندار باوقار سادات پرست علماء و غیرت و زاریوں سے
 تو یہ افغان میں نہیں ہوا۔

اسامی دیگر انہائی حافظ المکاب ہوا و مرعوم سے تاریخ و عمر و
 سند انتقال شان و اسامی بنایر و غیرہ بطور یادداشت
 تحریر کئی جائے ہیں

۱۔ اول فرزند حافظ المکاب در کے نواب عنایت خان کہ چھتری دور سال کے
 عارضہ ورم شامہ سے ۱۰۹۹ھ میں انتقال حیات پدر والا قندھار میں دارالقرار کو ہو
 دو فرزند از جنہد انسی صفہ ہستی پیدا و کار سے یعنی بیگی خان و زکریا خان
 دو چیم بہت خان بعد و از وہ ساگی باہ حب ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوئی و بعد از ان
 ہوئے۔ سو حکم نواب ارادت خان۔ روز و شبہ اسچ و حکم ۱۱۰۰ھ رمضان
 المبارک ۱۱۰۲ھ میں یکبارہ و و بعد و بست سنہ ۱۱۰۳ھ میں ۶۴ سال کے
 آرام گزینی غلہ بین ہوئے چہار دہ فرزند و اہلدار و خیر و وجود ہستی پیران سے
 یادگار ہے کہ است اسخان۔ سیادت اسخان۔ رعایت اسخان۔

ہدایت اللہ خان ^۲ بنی بایر خان ^۵ حسن علی خان ^۶ علی بایر خان ^۷ اکبر حسین خان
 امیر الدین خان ^۹ حسن علی خان ^{۱۰} محمد رضی خان ^{۱۱} منیر الدین خان ^{۱۲} عزیز محمد خان -
 عبد المجید خان - چپارم نواب محبت خان نے اٹھارہ ماہ صفر المظفر
 روز جمعہ ۱۲۲۳ھ بمطابق ۳۳ سال بے آراستہ انتقال فرمایا اٹھارہ
 فرزند اور چار وہ دختر اور بسے یادگار رہے۔ علی اکبر خان ^۱ و امام بخش خان -
 وحید علی خان ^۳ و شاہ عالم خان ^۴ و محمد منصور خان ^۵ و محمد مختار خان ^۶ و محمد شمس الدین
 خان - و محمد یوسف خان ^۷ و محمد مقیم خان ^۸ و محمد حافظ خان ^۹ و محمد خضر خان ^{۱۰} و
 محمد بن علی علی خان ^{۱۱} و خدا بایر خان ^{۱۲} و محمد لطیف اللہ خان ^{۱۳} و شاہ ولی خان ^{۱۴} و غوث
 خان ^{۱۵} و محمد موسیٰ خان ^{۱۶} و نسیم خان ^{۱۷}۔ ان سب میں سے امام بخش خان نے نواب
 صاحب موصوف کے حیات میں انتقال کیا و فرزند اور بسے یادگار رہے
 سعادت خان ^{۱۸} و سید الزمان خان ^{۱۹}۔ پنجم نواب حافظ محمد یار خان ^{۲۰} کے بیٹے
 میں کہ عمراؤ بکمی زاید از نوے سال کے پہونچی تھی انتقال کیا نو فرزند سعادت مند
 و چند دختر اور بسے پیدا ہوئے نصرت ایرخان ^۱ سعادت ایرخان ^۲ بایر محمد خان ^۳
 زمان خان ^۴ محمد ایمان خان ^۵ محمد احسان خان ^۶ خان راجہ دار خان ^۷ سالار خان -
 احمد رضا خان ^۸۔ ششم نواب محمد دیدار خان ^۹ اسہول نے بچہ چاہ و شہت ^{۱۰}

سال ماہ شوال ۱۲۲۷ھ یکم ہزار و دو صد سبت چہار ہجری میں مغل ملک
 حاوہ دیان کا اختیار کیا و فرزند فتح یاب خان و نصیر خان و سدہ دختر او سے
 یادگار رہے۔ ہفتم نواب ذوالفقار خان نے روز و شبہ چہارم رمضان
 ۱۲۱۲ھ یکم ہزار و دو صد و دوازده ہجری میں بمبھل چل و شش سال کی عمر میں درو
 برین بشتہ لکھنؤ فرما لی بغض او کی بریلی میں آئے۔ وہ سپرد چند دختر انسی
 یادگار رہے۔ احمد یار خان۔ حافظ یار خان۔ ہادی یار خان۔ جمال الدین
 کمال الدین خان جلال الدین خان خان بہادر خان قاسم علی خان نصیر الدین
 خان امیر الدین خان۔ ہشتم نواب الہ یار خان بتاریخ ۱۱ شعبان
 المعظم روز سہ شنبہ سال یکم ہزار و دو صد و چہل و شش ہجری بمبھل شتا و دو سال
 انتقال کیا شش فرزند اقبال مند او نشی ظہور میں آئے محمد کا سنگار خان
 محمد خدایار خان محمد محمود خان محمد مسعود خان محمد ابراہیم خان محمد نعیم خان۔
 و چند دختر۔ نہم نواب عظمت خان سال یکم ہزار یک صد و نو و سہ
 ۱۱۹۳ھ ہجری بمبھل سبت و ہفت سال کی روانہ جنت برین کو ہوئے دو
 پسر خندہ سیر باہر کار چوہر محمد ازاد خان و شہزاد خان۔ دہم نواب
 حرمت خان نے سال یکم ہزار و دو صد و سی ہجری میں بمبھل سبت و چہار

سالکی رحلت ملک کو فرامی سے فرزند اوشے یادگار رہے۔ محمد یعقوب
 خان فتح خان ایوب خان۔ یازدہم غلام محمد علی خان نجم و نقیہ
 روز شنبہ سنہ ایکہزار و دودو صد و سہ ہجری بھری سال لاوڈ رحیل ملک بقا
 ہوئے۔ دوازدہم نواب محمد عمر خان روز شنبہ سہست نجم ماہ
 جمادی الثانی سال یکہزار و دودو صد و چیل ہجری بمشیت و ہفت سال کجایر
 روح اوٹکی نے طرف و ضہ رضا کی پرواز کی پنج پسر عالیقدر اوشے یادگار
 رہے۔ محمد حسین خان۔ عبداللہ خان۔ عبدالرحمان خان۔ محمد خان۔
 سعد اللہ خان سید محمد نواب خان۔ محمد متیاب خان
 روز شنبہ دوم شہر شوال سنہ یکہزار و دودو صد و چیل ہجری بمشیت
 میں بمر ہقتاد و چہار ہنال کے استراحت فرمائے خلد مرید ہوئے
 ہفت پسر اوشے صفحہ ہستی پر یادگار رہے۔ محمد اسحق خان محمد اسحاق
 خان محمد کرامت خان حافظ نعمت خان اکبر علیاں محمد اکبر خان محمد
 احمد خان و چند دختر۔ چہارم نواب محمد اکبر خان روز سہ شنبہ
 ششم ذی قعد سال یکہزار و دودو صد و چیل ہجری بمشیت و یکہزار
 سو کے جنت روانہ ہوئے تین فرزند اوشے یادگار رہے۔ عبدالحمید خان

محمد طارخان محمد ضیا خان فقط و بیشتر زاوہائی حافظہ المذکر بہا در پنج
 یعنی خان محمد خان و سید محمد خان و میر خان و احمد خان و محمد خان ان
 صاحبون کی اولاد سے ہی کچھ روزن ہنوز موجود ہیں۔ بیان عقیدہ
 فرزندان و دختران نواب محبت خان۔ منجملہ بزرگ سپہ
 و چہارہ دختران کی چہہ فرزندان پنج دختر نجیات نواب صاحب مرحوم سفید
 ہوئیں مابقے کا عقیدہ بعد وفات نواب صاحب مرحوم الصد کی ہوا یعنی علی
 اکبر خان سپہ کلان نواب صاحب مرحوم با صبیہ نواب ارادت خان مستغور و
 امام بخش خان و حیدر علی خان و محمد مستغور خان و محمد مختشم خان با دختران
 سعادت خان، ابن بخش محمد سردار خان و شاہ عالم خان با دختر نواب
 مستجاب خان سفید ہوئی و دختر کلان نواب محبت خان کہ جو کل
 اولاد نواب صاحب مرحوم سے بڑی تھیں بہ نواب محمد آزاد خان ابن
 غنیمت خان مرحوم و دختر دوم بہ نواب کرامت اللہ خان ابن نواب
 ارادت اللہ خان مرحوم و دختر سوم بہ نواب خان بہادر خان ابن نواب
 ذوالفقار خان بیہ ہر سہ دختر شاہ عالم خان و محمد یوسف خان و محمد مدد
 علیخان کے حقیقی بشیرہ تھیں و دختر پنجم بہ محمد علیخان ابن نواب

علیہ السلام صاحب نواب احمد بہ خان ابن نواب احمد ذوالفقار خان صاحب نواب
 محمد آزاد خان صاحب نواب محمد علیخان صاحب نواب محمد علیخان

محمد خان ہمشیرہ زادہ نواب حافظ الملک بہادر منعقد ہوئے ہیں نواب
حیدر علی خان کی حقیقی ہمشیرہ تہین بیان عقد فرزدان و دختران
کہ جو بعد وفات نواب محبت خان کے ہوئے ہیں

محمد شمش الدین خان باصبیہ نواب محمد دیدار خان و محمد یوسف خان و
محمد تقیم خان و محمد لطف اللہ خان شاہ ولی خان وغیرت خان ارجمند

نواب ارادت خان منعقد ہوئے و خدا یار خان با دختر نواب حسرت خان
منعقد ہوئے و خسرو خان و نسیم خان با دختران نواب محمد یحیی خان منعقد ہوئے

محمد حافظ خان با دختر نواب یحیی خان ابن نواب غنایت خان منعقد ہوئے و محمد
علی خان با دختر نواب ذوالفقار خان کہ یہ نواب خان بہادر خان کی حقیقی ہمشیرہ

تہین منعقد ہوئے و محمد موسیٰ خان باصبیہ محمد عثمان خان حلف نواب محمد خان ہمشیرہ
زادہ حافظ الملک باور منعقد ہوئے و زوجہ محمد عثمان خان نواب ذوالفقار خان

کی دختر و ہمشیرہ حقیقی جمال الدین خان کی تہین دو فرزند مسلمان بنوئے علی خان
و یوسف علی خان اور ایک دختر یعنی زوجہ محمد موسیٰ خان کی تہین بنیا خیر نقیوب

علی خان نے پیر از چند سال زمانہ غدر کر اشتغال کیا و مقبرہ نواب حافظ الملک کے
دفن ہوئے انہوں نے اپنا عقد تہین کیا تھا و ریشیانہ مزاج آدمی بنوئے علی خان

بھی بعد زمانہ عذر انتقال کیا و مقبرہ حافظ الملک بہادرین دفن ہو یہ
 و خیر نواب فتحیاب خان ابن نواب محمد دیدار خان کے منفقہ ہو گئے تھے لیکن ان
 زوجہ کوئی اولاد انکی نہیں ہی مگر زوجہ نے پیر حرم سے کچھ اولاد دیو علیخان کے
 تاحال شہر ہری میں موجود معلوم کرنا چاہئے کہ زوجہ نواب محمد موسیٰ خان اپنی
 بہر و برادران سے عمیرن بڑی تھیں اور یہ ہی معلوم کرنا چاہئے کہ خدایار خان محمد منفقہ
 خان کی حقیقی بہائی تھے۔ اور حافظ محمد محشم خان کی عینی بہائی تھیں و خلیفہ اخلاف نواب
 محبت خان کے محمد محشم خان و محمد منبدی علیخان و محمد موسیٰ خان تباہیت و جدید شکل تھے

بیان عقد و خیران نواب محبت خان کہ جو بعد وفات نواب
 صاحب موصوف کے منعقد ہوئیں۔

یکے بہ نواب سعادت یار خان ابن نواب محمد یار خان دویم و سومیم جمال
 الدین خان و کمال الدین خان انبائی نواب ذوالفقار خان چہارم و بیلی مرزا خان
 ابن نواب محمد یار خان پنجم بہ محمد حسین خان از اقربا و والدہ ماجدہ محمد موسیٰ خان ششم
 یہ یار محمد خان ابن نواب محمد یار خان ہفتم بہ حسن علیخان ابن نواب ارادت اللہ خان
 یہ محمد لطف اللہ خان کی حقیقی ہمشیرہ تھیں اور خاندان نواب حافظ الملک
 بہادرین حصہ و خیران شرعی طور پر کبھی تقسیم نہیں ہوا قاعدہ یہ رہا کہ ہنگام

عقد و کچھہ از قسم زبور و جزو غیرہ لڑکیوں کو دیدیا گیا وہی ان کو ملا الا بعض
 دختران کو کہ جنکی شوہروں کے ششماہہ قلیل اور آمدنی کم سمجھی گئی ان کو نام کچھہ
 ششماہہ رعایتاً مقرر کر دیا گیا چنانچہ بنام زوجہ محمد علیجان چل روپیہ اسوار و بنام
 زوجہ علی مردانخان بست روپیہ اسوار و بنام زوجہ محمد حسن خان پانزدہ روپیہ
 اسوار بطور پرورش مقرر کر دیا گیا تھا اور موافق ایک دستور دختران دیگر احلاف
 نواب حافظ الملک مین ہی جاری رہا یعنی کسی دختر نے حصہ حسب دستور
 شرح بہنن یا یا و حیات نواب محبت خان مین دو فرزند صاحب اولاد ہو گئے یعنی
 امام بخش خان و حیدر علیجان سپران امام بخش خان مسلمان سعادۃ تان
 وسیع الزمان خان و فرید حیدر علیجان مسیح دو دست محمد خان لیکن دو محمد حاجی بی بی بی بی بی بی
 قریب چھ سال یا کراستقال کیا۔ ایک دختر اوشی باقی رہی تھی ابھی کم سنی مین
 مر گئی۔ بیان دیگر۔ ازواج نواب محبت خان سبکی بعد بنیا محل والدہ محمد
 خان کا انتقال ہوا بعد سی سال ۱۲۶۲ء ہجری مین ہوا اور والدہ بنیا محل یعنی
 محل سکیم صاحبہ نے ۱۲۶۲ء ہجری مین رحلت کی و قریب مقبرہ نواب
 محبت خان کے پڑین وزیر باغ دفن ہوئیں بہ قوم یوسف زئی سے تھیں و علیہ احلاف
 نواب محبت خان مین سبکی بعد موسیٰ خان ۱۴ ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۱ء ہجری مین روز

چهار شنبہ بعد ہفتہ سال انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان میں دفن ہوئے
 و زوجہ نواب محمد موسیٰ خان نے بعد اہتر سال عبارتہ اہمال کبیدی تیار پنج و دواز دہم شہر
 شوال ۱۲۹۹ھ عری روز کیشنبہ نضا کی و مقبرہ نواب محبت خان میں دفن ہوئیں و
 دختران نواب محبت خان مرحوم سے سبک بعد زوجہ باریہ خان کا انتقال ۱۳۰۱ھ
 میں ہوا۔ و ازواج فرزدان نواب صاحب موصوف سے سبک بعد زوجہ شاہ دلچان
 کا انتقال بعد از نو سال ۱۳۰۵ھ عری میں لا ولید ہوا۔

بیان عقد فرزدان و دختران نواب محمد ویدار خان

محمد فتحیاب خان با دختر اخوند محمد شیر خان از انقال شریف باشندہ رامپور سنقد
 ہوئے و محمد نصیر خان با صبیہ نواب ارادت خان منسوب ہوئے لیکن منور عقد ہوئے
 پایا تھا کہ نصیر خان نے زوجہ ثانیہ کرلی بدیوہ صورت عقد با صبیہ نواب ارادت خان
 ظہور میں نہیں آئی اوس نکحت بی کی تاکتہ انتقال کیا۔ یہہ زوجہ لطف الد خان کی
 ہمیشہ خورد تہین و دختران محمد ویدار خان کلان و خورد بہ انسا کے نواب ذوالفقار
 خان یعنی دختر کلان بہ حافظ باری خان و دختر خورد بہ نصیر الزمان خان و صبیہ و
 بہ محمد شمس الدین خان این نواب محبت خان سنقد ہوئیں و دختر کلان نواب
 محمد ویدار خان نے لا ولید انتقال کیا و دختران ادسط و خورد کی اولاد سے کچھ

مرد زن تاحال موجود ہیں۔

بیان ملازمت بنیرگان نواب حافظ الملک بہادر و
خاندان حافظ الملک سے قبل از عذر ہی بعض اشخاص نے روزگار کیا ہے

چنانچہ عمود نصیب نواب محمد خان خلف نواب عمر خان ابن حافظ الملک

شہر کلکتہ میں اول بعیدہ کلکٹری چند سال و بعدہ بزمانہ حضرت

علیشاہ بعیدہ و کالت کے سال تک امور کے خطاب شوکت الدولہ پایا

بعدہ وال سلطنت واجد عیشاہ اذ کو اپنے ساتھ کلکتہ لگے وہاں آئے

انتقال کیا لاش اونکی بریلی میں آئی و بعدہ حافظ الملک بہادر

وفق ہوئے و نواب ہادی یار خان و نواب نصیر الزمان خان ابنا نواب

ذوالفقار خان ابن حافظ الملک برایت رامپور بزبانہ نواب احمد علی خان

و نواب محمد سعید خان بعیدہ و کالت پر امور کے علاوہ ازین امور دو چار

اشخاص ہی خاندان حافظ الملک سے ریاست رامپور میں بزمرہ امتیازین ملازم

رہے و نواب خان بہادر خان ابن نواب ذوالفقار خان سرکار انگریزی

میں صدر امین رہے و نواب احمد یار خان ابن نواب ذوالفقار خان بعیدہ

نواب نامرنگ جہشت جنگ و مظفر حسین خان خلف نواب احمد یار خان

فتح آباد میں نائب ال ریاست تھے۔ حسن علی خان عرف مسو خان ابن نواب
 محمد شجاع نامی خلیفہ ماقط الملک مرحوم سرکار الگریزی میں سالہ دار تھے
 و برادر محمد مختار علی خان مرحوم ابن نواب محمد ضیا خان خلیفہ نواب اکبر خان ابن حافظ
 الملک بہادر ریاست ٹونک میں با صیہ مشیرہ نواب وزیر الدولہ بہادر یعنی
 بدختر ملام قادر خان بن محمد ہوگو عبیدہ و کالت ریاست چوہلی انور سے اور ان کے
 فرزند صابر علی خان عبیدہ و کالت رزید شمس جے پور میں منجانب و برادر ٹونک ہوگو
 ہیں و راقم الحروف بھی قبل ان میں چند سال شیرمنجانب نواب صاحب بہادر
 حال کا بدشاعری میں رہا و نیز اکثر حضرت اہل خاندان یعنی صاحبزادگان والا
 شان و شہرہ و عہدہ نائب صاحبزادگی و گریٹ فار شہر قریب پچاس آدمی کے فن
 شاعری میں بریاست ٹونک میر شاعر و میں جو کہ میر کے آدھرت کو اس
 مقام پر چھ مہر قریب پنشن سال کے گذر الہذا حضرات ٹونک محاورا اردو سے
 کستیدر زیادہ واقف میر سے ہی باعث سی ہو قبول خودہ زبان لکھنو
 سے گلفشانی ٹونک میں کر کے پڑ کیا گزار مینے واسن کہسار کو و یکھو و
 بالفعل عبیدہ و کالت ایجنٹی ہو پال میں مقام سیہور ریاست ٹونک کے فن
 سے باور سے لیکن اب جو بحشم خود کیا گیا تو خود و چار حضرات صاحب قیادت

دوزی شرافت کی دیگر اشخاص ٹونک خود میرے ارستادین ہر ایک کو
 بیان خود مطلب پایا کہ کسی نیا موت علم تیرا من ہے کہ مرا عاقبت نشا
 نہ کرو ہے یہ بہتان سنگدل تیرے پتھر کی ہے : دوزن سر جسے گرایا
 اسد کہسارین : ع - جلد اشخاص کو مطلب آشنا پایا : ع - زمین
 جسے چشم امید تھی وہی اکبر سے جدا گئے : راست گویا ناجسے ہے
 وہ نگلا کج سرشت ہا تول میں اوار میں رفتار میں گتار میں : القصد ریاست
 راسپور بعد شہادت حافظ الملک زیر حکومت نواب وزیر اور وہ ایک مدت
 تک رہے : چنانچہ نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان جب اپنے
 برادر گلان یعنی نواب محمد علی خان کو ہلاک کر کے خود مسند نشینی پایا
 سرداران فوج ہو گئے - اور دوسرے نواب محمد علی خان کہ وہ دوزخیان بہادر
 بہرام خٹک کے پوتے اور نواب احمد علی خان کی والدہ بہن اور ان کے عوامی بطور
 استقامت نواب آصف الدولہ بہادر کو پونچھی نواب آصف الدولہ بہادر
 نے لکھنؤ سے فوج کشی کر کے نواب غلام محمد خان کو شکست دی کہ جس
 میں جو خان وغیرہ سالہ دار مار گئے اور یہی ۱۲۰۹ھ بمطابق ۱۷۹۳ء بمطابق
 ریٹھ واقع ہوئی در اسپور میں اگر نواب احمد علی خان ابن نواب محمد علی خان کو

اپنے طرف سے بنگام طفولیت سند نشین ریاست کیا اور نعر اللہ خان
 ولد نواب عبداللہ خان کو نائب قرار دیا و بمصارف جنگ پگنہ شاہ آباد و
 دیگر مقامات وغیرہ جمع چھ لاکھ روپہ سالانہ کی ریاست راہپور سے نکال کر
 اپنے ملک میں شامل کر لئے و راہپور وغیرہ جمع نو لاکھ روپہ سالانہ نواب
 احمد علی خان کو مرحمت کیا بعد ازاں جب ملک روہیلکھنڈ ۱۲۱۶ ہجری
 مطابق ۱۸۰۱ء کے قبضہ نواب وزیرادوہ نے لکھنؤ کا رانگریزی میں آیا
 جیسے ریاست راہپور تخت مرکارانگریزی ہو گئے حسب دستور قدیم ضابطہ
 کشنر بہادر بریلی انجینیٹ راہپور تھے من نواب احمد علی خان تاحیات
 در نانہ ریاست خود اولاد نواب حافظ الملک سے ہنگام ملاقات برادر
 ہوسے پیش آتے تھے چنانچہ ۱۲۲۳ ہجری میں جو انتقال نواب
 محبت خان کالکھنؤ میں ہوا تو والدہ صاحبہ نواب احمد علی خان مرحوم
 کی کہ وہ دزدی خان بہادر بھرام جنگ کے پوتی تھیں۔ اور دزدی خان بھادر
 حافظ الملک بہادر کے چچا زاد بھائی تھے برسم تعزیت بریلی میں
 پائس زوہ کلان نواب محبت خان کے کہ وہ بوجہ ناموافقیت نواب
 صاحب مرحوم کے بریلی میں قیام رکھتی تھیں۔ آمین اور چالیس روز

ملک وین میں بعد وفات نواب محبت خان مرحوم باؤسہ برادران
 دیگر بچے نواب حیدر علیخان و محمد یوسف خان وغیرہ بمقدور نہ ہوئے
 شہزادہ خاندان حافظہ الملک کہ چورکاراگریزی سی بعد انتقال نواب
 محبت خان کے سنوڑوکارا بھائی کو گئے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں
 انتقال والدہ صاحبہ نواب احمد علیخان بہادر کا ہوا پس باپ کے نواب
 محمد اکبر خان مرحوم ابن حافظ الملک نواب علی اکبر خان ہی سہ برادران
 و چند رفقاء دیگر رسم تہنیت بریلی سی رامپور کو گئے نواب احمد علیخان
 بہادر نے مجلس خاص میں نواب علی اکبر خان کا قیام کر لیا۔
 پہلے نواب علی اکبر خان سہ برادران وغیرہ برا
 فاتحہ خوانی بخیرت نواب احمد علیخان بہادر گئے روز دوم نواب
 احمد علیخان بہادر قیام گاہ نواب علی اکبر خان میں برائے ملاقات ہار دیر
 تشریف لائے و نواب محبت خان مرحوم کی فاتحہ خوانی کی و لفظ امن
 صاحب کا کہہ کر نواب علی اکبر خان گفتگو کرتے تھے بدینوجہ کہ والدہ ان کی
 نواب دودینخان بہادر کے پوتے تھیں و قیام رامپور کوئی وقت نہ
 یہاں داری کا فرو گذاشت نہیں کیا چنانچہ قریب ایک ہفتہ کے نواب

یہاں داری کا فرو گذاشت نہیں کیا چنانچہ قریب ایک ہفتہ کے نواب

علی اکبر خان راسپور میں قیام کر کے واپس آئے دوم یہ کہ بزبانہ
 ریاست نواب احمد علی خان نواب محمد سعید خان بہادر معہ ہر دو فرزند
 خود یعنی نواب محمد یوسف علی خان بہادر مرحوم و نواب کاظم علی خان معہ
 بادشاہت مرزا غازی الدین حیدر بہادر شاہ اودہ لکنئو میں تشریف
 لا کر محلہ رستم نگارہ دوری میر غلام حسین بن عقب کثرہ نواب محبت خان
 بہادر مرحوم قیام پذیر چند مدت رہے اس زمانہ میں نواب محمد سعید خان
 بہادر نے بھی اخلاف نواب محبت خان بہادر سی پور لگانگت سیل جیل و
 آمد رفت رکھے بعد ازیں نواب امداد الدخان خلف نواب نصر الدخان
 مرحوم لکنئو میں آئے و اولاد نواب محبت خان سے یگانہ دار ملتے رہے چنانچہ
 والد راقم الحروف یعنی نواب محمد موسیٰ خان و نواب امداد الدخان سے
 کمال ربط ضبط بڑ گیا تھا بعد ازیں بزبانہ سلطنت واحد علی شاہ
 نواب امداد الدخان دوبارہ لکنئو میں آئے اور والد راقم سے
 برادرانہ طور سے اس ارتباط کو راقم نے بحشم خود دیکھا ہے و
 نواب امداد الدخان صاحب اوندھون چند ماہ لکنئو میں رہ کر مجنون ہو گئے
 تھے چنانچہ اسی حالت میں راسپور واپس گئے گروا بن جا کر بعد سعادت

بسیار صحت پائی و فیما بین خاکسار و صاحبزادہ محمد مبارک علی خان مرحوم
 خلیفہ نواب محمد سعید خان بہادر معقول کمال ارتباط رہا صاحبزادہ صاحب
 موصوف الصدیر کے حال پر کمال عنایت کرتے تھے۔ وہمیشہ حوطین
 حسب قاعدہ قدیم لفظ بہا مصباح کا راقم کو تحریر فرماتے تھے۔ صاحبزادہ
 محمد حسن رضا خان عرف دولہ صاحب خلیفہ نواب احمد رضا خان
 عرف پیارے صاحب بالفعل فن شاعری میں راقم کے شاگرد ہیں ایک مرتبہ
 خاکسار ہی بعد ریاست نواب مشتاق علی خان بہادر مرحوم برائے روز
 صاحبزادہ محمد مبارک علی خان صاحب مرحوم کے ملاقات کیواسطی
 راسپور گیا تھا۔ صاحبزادہ صاحب مرحوم تاقیام راقم کمال خاطر داری و
 مہمان نوازی سے پیش آئے اور حسیب قدر کہ میرا قصد قیام راسپور کا تھا اس
 سے زیادہ دنوں تک انہوں نے ازراہ اخلاق مجھ کو راسپور میں ٹہرایا خلاصہ یہ ہے
 کہ بعض دیگر اشخاص بھی اولاد نواب حافظ الملک بہادر سے بالفعل بہر کار
 انگریزی و بعض ریاست ہائے دیگر ملازم ہیں چنانچہ فرزند راقم سلطان
 احمد خان عرف نواب بہادر از ایام شیرخوارگی محض بہ نظر عنایت جناب
 راجہ صاحب بہادر ریاست نانپارہ ملازم ہیں محمد علی خان خلیفہ نواب

محمد عثمان خان مرحوم ہی بد خوش نویسی ریاست مذکور میں ملازم ہیں
 و محمد افضل علیخان عرف بنی صاحب مقام لکھنؤ کچہری و پٹی کشتری
 میں ملازم ہیں و محمد باقر علیخان ریاست حیدرآباد میں ملازم ہیں و نیز
 اور اکثر اشخاص ہی اولاد نواب حافظ الملک سے ریاست سرکار انگریزی
 و ریاست کے دیگرین جا بجا ملازم ہیں کہ حال ملازمت ہر ایک شخص
 کا لکھنا باعث طوالت کتاب ہذا ہے۔

اسامی بعض شعرائے خاندان حافظ الملک بہادر

نواب محبت خان تخلص محبت صاحب دیوان اردو و فارسی و پشتو
 و سنوئی سستی پو نواب علی اکبر خان تخلص عاشق نواب محمد منصور خان
 تخلص مہر صاحب دیوان نواب محمد مقیم خان تخلص مقیم صاحب دیوان
 فارسی گو نواب خان بہادر خان تخلص مصروف محمد غفران خان
 تخلص راسخ صاحب دیوان اردو و فارسی حکیم محمد حسین خان صاحب
 تخلص ضیا محمد عابد علیخان تخلص نور شید احمد حسن خان تخلص خوش
 صاحب دیوان محمد عبدالعزیز خان تخلص عزیز بیوی صاحب دیوان
 نیاز احمد خان تخلص ہوش بر بیوی صاحب دیوان۔ محمد مختار

خان تخلص تھمار صاحب دیوان۔ محمد صابر علی خان تخلص صابر صاحب دیوان
 محمد علیخان تخلص قمر صاحب دیوان۔ خاکسار محمد سلیمان خان تخلص اسد۔
 صاحب دیوان۔ علاوہ اشخاص متذکرہ بالا کے اور بھی اکثر لوگوں کو
 چیری پچیری ذوق شعر گوئی کا رٹا ہے کہ نام ہر ایک کا لکھنا باعثِ ہمت ہے
 شعر۔ شاعری جزوِ نیست از پیغمبری جانش کفر گویند از خری

بیان آمدن مرزا جہاندار شاہ بہ شہر لکھنؤ

بہر حکومت نواب آصف الدولہ بہادر مرزا جہاندار شاہ کسی بات پر راض
 ہو کر وہی سے لکھنؤ میں تشریف لائے نواب آصف الدولہ خبر آمد شاہزادہ
 صاحب سنگرتا بہرون شہر استقبال کو گئے اور کمال اعزاز و اکرام
 سے لاکر پسند باغ میں اوتر دایا اور نہایت فرمانبرداری اور اطاعت سے
 پیش آئے ہر روز شاہزادہ صاحب کے سلام کر نکو پسند باغ میں
 آیا کرتے تھے و شاہزادہ صاحب سید شاہ خواجہ حسین صاحب کمال
 اعتقاد و محبت رکھتے تھے سید صاحب بھی خدمت شاہزادہ صاحب میں
 اکثر جایا کرتے تھے چنانچہ یہی باعثِ ملاقات نواب آصف الدولہ بہادر
 اور سید صاحب کا ہوا اور نیز شاہزادہ صاحب نے اپنی تہنات پر کئی مرتبہ

سید خواجہ حسین صاحب کو نواب محبت خان کو یاد فرمایا ہنگام لازم
 کمال مراحم خسروانہ پیش آئے وہ خطاب مظفر الدولہ حافظ الملک محبت خان
 بہادر شہ پاز جنگ مخالف کیا اور بہادر حاضر ہوئی کی اجازت دی چنانچہ
 نواب محبت خان جی اکثر خدمت شاہزادہ صاحب میں جایا کر رہے تھے ایک روز
 شاہزادہ صاحب نے تجلیہ میں نواب محبت خان سے کہا کہ شاہ عالم بنیاد
 بیکار ہو چکے ہیں وامورات سلطنت تمام درہم و برہم ہو گئے اور ہوتے
 جاتے ہیں انہما میرا قصد یہ ہے کہ وہ ملی چورنج کشی کر کے شاہ عالم کو
 قید کروں اور میں تخت نشین ہوں تم ہزار انداز رو سیکنہ ہندو طلب
 کرو تاکہ تمام دشمنین لازم اپنا گروا لے اور ہمارے ساتھ چلو انتشار اسد
 تعالیٰ بروقت ثمرت نشینی خدمت وزارت مہاری سید و کجائیگی نواب
 محبت خان شاہزادہ صاحب کی اس بات کو بانی ططلانہ بھیجی لیکن جنیال
 دور اندیشی اپنے برادر نواب محمودیدار خان ابن حافظ الملک بہادر کو
 خدمت شاہ چہرا صاحب مجذوب میں کہ وہ اکثر اونکی خدمت میں جایا
 کرتے تھے برای کشو اس کو کہ پہنچا کہ وہ کو شاہ صاحب سو صوف
 اسباب میں کیا فرمائی ہیں چنانچہ نواب محمودیدار خان خدمت شاہ چہرا

صاحب مین کہ جبکہ از قریب سڑک جدیداً حال شہر لکھنؤ میں قریب
چوک موجود ہے گئے اور اشارہ تا اون کا استخراج کیا تو اس وقت
شاہ صاحب نے اپنی بی بی دو تین مرتبہ یہ کہا کہ میں بادشاہ شہر پنج
دو واسپ و دو فیل دار و باقی بیچ قیمت یہ بابت شاہ صاحب کے
نواب محمود دار خان و اس آسے اور نواب محبت خان ہی بیان کیا
پس نواب محبت خان شاہزادہ صاحب مسعودی انکے ہمراہ
خانہ محض بنیاد رکھے اور عرض کیا کہ حضور تشریف لیجیں حسب حکم میں رہی
رو میلون کو طلب کر کے اور اپنا سامان سفر و رست کر کے غریب ہمراہ
رکاب سوارت انساب ہو جاؤں گا۔ بعد ازیں شاہزادہ صاحب نے
بلد معیت شخص جو کہ فتاری شاہ عالم شکر کشی کی اور دہلی پر شکر اسم
لڑائی ہوئی انجام کار شاہزادہ صاحب بے غلہ ہر شکست کھا کر
باسد و چند روپے لکھنؤ میں باد واسپ و دو فیل و اس کے کہنا
شاہ چہرہ صاحب کا پیش آیا اس مرتبہ نواب اصف الدولہ بہادر شاہزادہ
صاحب کے ساتھ ویسی خاطر واری و مدارات پیش آئے کہ آخر الامر
شاہزادہ صاحب موصوف لکھنؤ سے روانہ بنارس ہوئے اور وہیں

تمیام رکھا کہ تا حال اولاد اونکی شہر مذکور میں موجود ہے نقل ہے
 بعد اس کے آصف الدولہ بہادر نے شادی نواب وزیر علی خان کا جلسہ کیا
 تو اوس میں جہدروسائے کرو و نوں کو صبح کے شریک کیا محفل میں
 سب نواب مظفر جنگ رئیس فرخ آباد آئے تو جہدروسائے اونکی
 تعظیم کی مگر نواب محمد علیخان رئیس ریسپورے تعظیم نہ کی کسی شخص نے
 اہل جلسہ میں سے نواب مظفر جنگ سے کہ نواب محمد علی خان نے آپ کی
 تعظیم نہ کی اس کی کیا وجہ نواب سید محمد علی خان نے فرمایا کہ اہل
 اوس شخص کو جواب دیا کہ جب میری تعظیم نواب محبت خان نے کی تو مجھ کو
 نواب محمد علی خان کی تعظیم کی کیا حاجت رہے چنانچہ اس بات پر مامم
 نہیں فرخ آباد و رئیس ریسپورے کے کچھ صاحب ہوئی توتے رکھا و اکثر اشخاص
 کی زبان سے سنا و مصفا عداوت ادا تھے ہی لکھا ہے کہ نواب
 محبت خان سائیں جہیو تشکیل صاحبہ لیاقت و غیرت و جہت بہت
 کم نفرت گذارے و جناب میر حسن صاحب مرحوم خلف اکبر سید خواجہ
 حسین صاحب مغفور کہ جبکہ چند سال بعد زلفہ عند انتقال ہوا ہے راقم
 بقسم فرماتے تھے کہ یعنی اٹھ ہجرت نواب آصف الدولہ کو ملائیم نواب محبت خان سا

خوبصورت آدمی بہن دیکھا۔ بیان دیگر۔ نواب محبت خان کا
 طریقہ شہر لکھنؤ میں نواب جو ریادہ سے پیدا ہوا کہ اسہوین رزمجہ
 کے دن ملاقات کو جاتے تھے اور نواب وزیر اودہ تعظیم دیکر اپنے پاس
 بیٹھاتے تھے اور برابر کہہ گفتگو کرتے تھے نواب محبت خان
 عیدین وغیرہ میں پھاڑ کر کرتے تھے نذر کہی بہن دی و تقرب
 شادی وغیرہ میں نواب وزیر اودہ خود نواب محبت خان کے
 مکان پر آتے تھے و یا اپنے دلچسپ کو برائے شاکرت بھیجتے تھے
 چنانچہ ابتدا میں نواب ^{بہن} انتقال نواب ذوالفقار خان کا کہ نواب
 محبت خان سے ملنے آئے تھے لکھنؤ میں ہوا برسہم فاطمہ خوانی نواب
 سواہر علی خان ^{نائب} میر غازی الدین حیدر کو کہ پورے روز گزارا گیا اور
 آخر میں یہی شاہ اودہ اول ہی ہو گئے۔

نواب سعادت علی خان خود بھی ایک۔ دو مرتبہ نواب محمد
 خان کے مکان پر آئے مگر آخر زمانہ میں کسی قدر شکر و سخی واقع ہو کہ
 ملاقات ترک رہی اور اسکی وجہ یہ کہ نواب سعادت علی خان نے کسی اپنی
 سقم کو نواب محبت خان کے پاس بھیجا اور ان کی زبانی یہ کہلا بھیجا

کہ ہمارے مرغی یہ ہے کہ باہم ہاری اور تہارے کچھ رشتہ داری
 یہی ہو جاوے یعنی اپنی روکھیاں ہمارے لڑکوں کو دو اور ہاری
 لڑکیاں اپنے فرزندوں کے واسطے لہو نواب محبت خان کے خیال
 رجبات پند و حید اس بات میں انکار کیا اور بھجواب یہ کہہ کر نواب
 صاحب والی ملک بن اور میں ایک قیدی پس اس قسم کی نشست
 برابر میں رہتا ہوں۔ مصرعہ۔ بسین تفاوت رہ از کجاست
 تا کجا بسیری از کی زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ جواب نواب
 محبت خان کا نواب سعادت علی خان بہادر کو مبالغہ ناکوار
 کہ زرا ظاہر میں خاموش ہو گئے بعد ازیں حسب دستور قدیم نواب
 محبت خان بہادر نواب سعادت علی خان کی ملاقات کو گئے۔
 تو در دولت پر ایک مروی ہے کہ نواب صاحب اس وقت تحلیل میں
 ہیں حضور ذرا توقف کریں تاکہ میں اطلاع کر دوں نواب محبت
 خان کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور دین سمجھ گئے کہ شاید نواب صاحب
 مجھے کشیدہ ہیں ورنہ یہ بات خلاف دستور ہے معنی داند کس
 واسطے ان کی سعادی اندرون در دولت ایٹکھا دچھا تا غیر

جایا کرتی تھی نور اوہان سے عواری پہیر کر مکان پر چلے آئے اور تا
 بحیات پہر کہی نواب سعادت علیخان بہادر کی ملاقات کو نہیں گئے
 چنانچہ وہ اسی راج کا عیب تھا کہ جب ۱۱۹۹ھ ہجری میں نواب سعادت
 علیخان بہادر کو درگاہ خباب عباس محلہ رستم گمرین متصل کوٹہ نواب
 محبت خان تھیر کرائی تو زمین اصطل نواب محبت درگاہ میں شامل
 کرنے کو طلب کی نواب محبت خان نے انکار صاف کر دیا اور یہ کہا
 کہ میرے رہنے کو خود بیان سکانات کی قلت ہی میں اور زمین لیا پتا
 ہوں۔ دیتا کیسا۔ اس باب میں نواب سعادت علیخان نے جابلیضا
 بہادر نے پٹ لکھنؤ کی بھی سفارش اٹھوائی مگر نواب محبت خان
 انکار محض کیا آخر الامر نواب سعادت علیخان بہادر نے مجبور ہو کر
 سید خواجہ حسین صاحب سبق الذکر سے کہ نواب محبت خان
 کا اور میان صاحب موصوف کا اتحاد دوستی مشہور خلق سے ہے
 یہ محبتیں سنی نہ دیکھیں کہا کہ میان صاحب وہ زمین اصطل
 نواب محبت خان سے تھم لادو پس میان صاحب نے وہ زمین اصطل
 محبت خان سے آپ طلب کر کے نواب سعادت علیخان کو دیدی

خیاںچہ شرتی عمارت درگاہ مذکور کی تا تحریر نذر اسی زمین پر واقع ہے
کیفیت بنائے درگاہ جناب عباس بمقام لکھنؤ
محکمہ رستم نگر

علم کرنا چاہئے کہ میرزا فقیر نامی ایک شخص لکھنؤ محکمہ رستم
نگر میں متصل کٹرہ نواب محبت خان بہادر مرحوم رہے تھے انہوں نے
ایک شب خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ اون سے فرماتے ہیں کہ
ہمارا علم مہرون شہر جانب میرزا گنج دوسمی باغ گڑا ہوا ہے تو آؤ
جا کر نکال لا میرزا مذکور نے یہ خواب اپنا روز و نیم اپنے احباب سے بیان
کیا اون لوگوں نے یہ کہا کہ چلو اور چل کر لاش کریں۔ میرزا فقیر نے
کہا کہ خواب کا کیا اعتبار ہے خدا جانے صحیح ہو یا غلط اسکی دوچار
روز بعد میرزا فقیر نے بیان کیا کہ میں نے وہی خواب پہر دیکھا
کہ وہ بزرگ از سو گھٹاب مجھے فرماتے ہیں کہ تو جا کر وہ علم ہارا
وہاں سے کہو دہنیں لا تا پس اونکی احباب نے کہا کہ غور چلنا چاہی خیاںچہ
میرزا فقیر اسے دو چار احباب ہم ہو کر اوس مقام پر کہ جو خواب میں
دیکھا تھا گئے اور وہ ایک جگہ زمین کہو وہی خیاںچہ قسیری جگہ حبیب

علم کرنا چاہئے کہ میرزا فقیر نامی ایک شخص لکھنؤ محکمہ رستم
نگر میں متصل کٹرہ نواب محبت خان بہادر مرحوم رہے تھے انہوں نے
ایک شب خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ اون سے فرماتے ہیں کہ
ہمارا علم مہرون شہر جانب میرزا گنج دوسمی باغ گڑا ہوا ہے تو آؤ
جا کر نکال لا میرزا مذکور نے یہ خواب اپنا روز و نیم اپنے احباب سے بیان
کیا اون لوگوں نے یہ کہا کہ چلو اور چل کر لاش کریں۔ میرزا فقیر نے
کہا کہ خواب کا کیا اعتبار ہے خدا جانے صحیح ہو یا غلط اسکی دوچار
روز بعد میرزا فقیر نے بیان کیا کہ میں نے وہی خواب پہر دیکھا
کہ وہ بزرگ از سو گھٹاب مجھے فرماتے ہیں کہ تو جا کر وہ علم ہارا
وہاں سے کہو دہنیں لا تا پس اونکی احباب نے کہا کہ غور چلنا چاہی خیاںچہ
میرزا فقیر اسے دو چار احباب ہم ہو کر اوس مقام پر کہ جو خواب میں
دیکھا تھا گئے اور وہ ایک جگہ زمین کہو وہی خیاںچہ قسیری جگہ حبیب

قریب نصف قد آدم کہو دا تو ایک علم ہریت کا سدہ شائع دیا منے
 برآمد ہوا دن سب لوگوں سے اسی چوہا و گلاب کیوڑہ میں طاہر کر کے
 لے آئے اور پیرزاد فقیر سے کہا کہ بیشاک تمہارا رو با صداقتہ تھا و کیہو
 عباس کا علم برآمد ہوا سیر زانہ کورے اوس علم کو لا کر اپنے بالاعمال کی لڑائی
 میں نہایت تعظیم و کریم کی ساتھ رکھا رفتہ رفتہ اس علم کے برآمد ہونے کی
 خبر اہل شہر کو پہونچی کچھ طرب بیان وغیرہ سنت مرادین ان کی نگین کہتا
 مقصد پورا ہوا کہ یکا ہوا بعد از چند روز نواب احمد علی علیہ السلام
 مرحوم کسی اپنے خواص پر چٹا ہوا اور یہ ہوا کہ کل تیری اک کٹوا
 ڈالوں گا وہ بیچارہ ڈرا اور جا بیا نشین اپنے لگا از اجداد ہونکہ برآمد ہونے
 علم کے خبر مشہور ہو چکی تھی وہ شخص بیان ہوا اور عالم کی کہ اگر میری
 ناک کٹنے سے بچ جائے تو میں اپنے مقدور کے موافق نذر دنیا زچہ کو
 کا حسب اتفاق از قدرت خدا تعالیٰ نواب صاحب موصوفی اوسکی
 ناک کٹوائی ناسکی چند روز بعد نواب صاحب موصوفی اوسکی حال پر پوچھا
 ہوئے اور باتیں فرمائے لگے اوس خواص نے نواب کو صبر پیرا یہ ہی بیان کیا
 کہ فلاں روز حضور نے علامہ کی ناک کٹوائے کے باب میں حکم فرمایا

تنہا پس بغایات خدا و بہ تصدق علم خباب عباس علیہ السلام و تفصلاً
 حضور ناک غلام کی بچگئی نواب صاحب نے فرمایا کہ تصدق علم خباب عباس
 یسین خواص مذکور نے تمام کیفیت برآمد ہوئے علم کی عرض کی پس نواب صاحب
 بہادر کو کمال استعجاب ہوا اور کسی اپنے معتد کو مکان سیر زانکو زہر چھا
 اور ایک ہزار روپیہ ہی برآئند از سال فرمایا چنانچہ معتد مذکور نے بیان
 اگر اوس علم کو دیکھا کہ مشکوک موجود ہے اور نئی ساخت کا ہے اور جو
 کیفیت موجود ہے جتنی تہی و پستی معتد مذکور نے بھی پائی اور واپس
 ماکر نواب صاحب سے بیان کی نواب صاحب بہادر نے یہ کیفیت سنکر
 ایک گنبد خشتی بچتہ دہان تعمیر کرا دیا یہ گنبد خوب ترقی ہوا اور اوسکی
 آمدنی سے سیر زانکو زہر اوقات بخوبی ہونے لگے زان بعد شدہ شدہ یہ
 خبر مشہور ہو کر مشہور تیار میں نواب سعادت علیخان بہادر کی ہی گوش گذار
 ہوئی چونکہ فیاض نواب آصف الدولہ بہادر و نواب سعادت علیخان
 بقدر رفاقت تہا بہ بیوجہ نواب سعادت علیخان بہادر میں
 تشریف رکھتے تھے اوسی رفاقت میں نواب سعادت علیخان بہادر نے
 اپنے ولین بہیثیت کی کہ اگر بعد اعتقالی نواب آصف الدولہ بہادر

مجھ کو حکومت لکھنؤ حاصل ہوگی تو میں علم جناب عباس کو زیادہ رونق
 دون گا۔ اور گنبد طلائی دور گاہ وسیع تعمیر کرادوں گا۔ چنانچہ بعد انتقال
 نواب آصف الدولہ بہادر گرفتاری وزیر علیخان السیاحی غور میں آیا۔
 کہ نواب سعادت علیخان بہادر سندنشین ہوئے نواب نوصوف نے بعد
 سندنشینی گنبد خشتی کو طلائی کیا۔ اور درگاہ وسیع تعمیر کرائی اور اسکی
 دو درجہ قرار دیکر ایک درگاہ مردانی اور دوسری زنانی تعمیر کرائی اور
 بہت کچھ رونق دی بعد انتقال نواب سعادت علیخان بہادر حیدرآباد
 مازی الدین حیدر شاہ اودہ ہوئے تو انہوں نے قطار خانہ بلند بنوایا اور
 نوبت دیگر مل رکھا گیا دروازہ اندرون درگاہ تقریبی و ممبر تقریبی و دیگر حلیہ
 سامان آرائش مرتب ہوا اور کچھ کمالات نواب محمد فتحیاب خان خلعت
 نواب محمد دیدار خان بابر نواب حافظ المکاتسبی بیکر زنانی درگاہ کو زیادہ
 وسعت دی اور کمالات کچھ عرصہ احاطہ میں ظہور علی کا لیکر نواب فتحیاب
 خان کو غایت فرامایان بعد بعد حضرت نصیر الدین شاہ اودہ نواب
 لکھنؤ زبیر نے باورچی خانہ درگاہ مذکور کا تعمیر کرایا اور یہ قاعدہ مقرر ہوا
 کہ آمدنی مردانی درگاہ کے سرکار میں جاتی تھی اور وہاں داروغہ

تھو لیا رو چوکی پرہ وغیرہ مقرر تھا۔ اور زمانی درگاہ کی آمدنی اولاد
میرزا فقیر کو ملتی تھی زمان شاہی تک یہی دستور درگاہ کا رہا جو جدید
شاہ تخت نشین ہوتا تھا وہ ضرور درگاہ میں سلام کو اٹھاتا تھا وہی
ہائے شہر میں دہلین و دولہا سلام کی واسطے آتے تھے و علی قدر مراتب

خزینہ پر چڑھائے تہر بعد اقتناع سلطنت کینہ اور زمانہ غدر سیطرح تمامی
شہرین لوٹ ہوئی اور سیطرح درگاہ مین ہی ہوئی کہ جگہ سامان معہ علم

کہ جو برآمد کردہ سیر زلفیہ را کہ جس کو اقم نے ہی بار بار اپنی آنکھ سے دیکھا تلف ہو گیا اور وہ گاہ مذکور سیر کا گوزینٹ میں نزل ہو گئے بعد واکسٹال

کے اس دنگاہ کو غلام رضا شریف الدولہ نے حبیب نزل واکڈا کر دیا اور کچھ عہد پر سامان بھی اپنی طرف سے درگاہ میں چڑھایا۔ مابولاد میرزا فقیر کو

مابعد درگاہ سحر خارج کیا۔ اور کل آمدنی درگاہ آپ لیکر اسے درگاہ میں منتر
کرتے رہے۔ بعد انتقال شرف الدولہ حکیم حضرت واجد علی شاہ نواب

پیارے صاحبِ حلفِ ثواب حسن علیجان ستولی درگاہِ مذکور ہوئے و تا
حال موجود ہیں و اولاد میرزا فقیر امین مرت ایک دختر صدر النساء نام

تجلی میں کھڑے ہو کر ان کے پیش قدمی کیا ہے اور صدر النساء کے دو

فرزند حسن چرخ برین و چوئی میرن کی ارلا در شایب کورانی ہو
 اور بر سر ریافتی کی ہو تو روانی و گاہ بن طنب و تب کین کے سوچو و سوچو
 خاکسار سنجو ریکر اور سناوہ تحریر کیا و نگام سفاکی کلمت حضرت واحد
 علی شاہ اپنا نام و نامو ایس اس درگاہ میں چڑھاگی جس اور یہ سنت الی ہو
 کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملک مسترد ہوگا تو اپنی سر پناج ای و گادین اگر
 پیون گا۔ اور لو اگر سے گادین گا۔ ایام ندرین وہ ہر دوا شایب ہی
 لفت ہو گئی بعد ایام ندر نواب امیر الدولہ مرحوم خلف کلان نواب
 رکن الدولہ ابن نواب سعادت علی خان بیاد مرحوم فی ایک حوض یہ
 نیت نواب اندرون محن درگاہ میں بجایا چنانچہ تاریخ تعمیر و سکی
 راقم نے حسب ذیل شرح یہ لکھی و ہوا ہذا ۵
 چشمہ فیض چو نواب امیر الدولہ ۵۰۰ کرد تعمیر فی نذر ایام دوسرا
 حوض نایب درگاہ خبا عباس ۵۰۰ گشت مشہور حیان ہمت آن بکر
 فرزند رشید چورین و حسن بکرین ۵۰۰ حاضرت میں شد و ہم اقم کو در دنیا
 اس دازہ پناش بعبادت تاریخ ۵۰۰ قلم کرد رقم ثانی کوثر بادا ۵۰۰
 ۱۶۹۵ = بیان و گیر و ابتدا کے بعد سلطنت حضرت واحد ^{ملشاو}

مین چنی لالہ شین بارہ درسی خدایار خانکی سول لیکر نقل فرار خباب فاطمہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا بحمدہ ستم نگر قریب درگاہ خباب عباس تعمیر کرائی
 من بعد اوسے زمانہ میں دیانت الدولہ خواجہ سرانگڑہ خدایار خان مین نقل کر بلا
 تعمیر کرائی اور ایک سٹک جدید قریب درگاہ مذکور بنا کر بلا بنوائی و بعد مرگ
 خواجہ سرانگڑہ کر بلا تعمیر کردہ خود مین دفن ہوا و علام رضا شرف الدولہ نے
 اوسے زمانہ میں نقل کاظمین مسجد کو فہ محلہ منصور نگر تعمیر کرائی و بعد مرگ
 کاظمین مین دفن ہوا و طرہ نقشہ تحریر بہ باہم نوابان اوردہ و نواب محبت خان
 کی یون رہا کہ نواب محبت خان اوردہ کو نواب صاحب علی صاحب
 والا سناقب قدر دان نیاز سندان منبع الوجود و الامامان و ام القیامہ
 بعد اوائے آداب انکہ رقم کرتے تھے و نوابان اوردہ و نواب محبت خان کو
 نواب صاحب شفق مہربان مخاصمان حافظ الملک محبت خان بہادر
 سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام کہ لکھتے تھے و نواب گورنر خیرل
 بہادر صاحب ریڈنٹ لکھنؤ ہی رہا۔ صحیح روایت ہے
 کہ نواب محبت خان کو اکثر دورہ دروگرہ کاموا کرتا تھا کہ جسکی باعث
 سخت تکلیف پہونچتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ دورہ دروگرہ کا ہوتا

کہ حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب متفقہ یعنی پیر نواب صاحب موصوف
 کی برائے فراج پر سی شریف لائے اور سوقت نواب صاحب کو نہایت
 تکلیف تھی شاہ صاحب نے فرمایا کہ محبت خان فراج کیلئے نواب صاحب
 نے عرض کیا کہ میری مرشد نہایت تکلیف دہ ہیں مایضاً صاحب نے اسوقت
 ازراہ شفقت توجہ فرما کر سلب مرض کر لیا اور فرمایا کہ آج سردی کا دورہ
 مہین ہو گا یہ درد مہینے لیلیا چنانچہ اسی روز سے پیر دورہ درد نکلا
 نواب صاحب کو تاجیات کہیں نہیں ہوا شاہ صاحب موصوف الصدر کو
 ہوا کرتا تھا کہ یہ اسی درد دورہ میں جناب مایضاً پس از چند سال
 انتقال فرمایا و نواب محبت خان کو بعد ازین پس از چند سال کسی
 قدر تھکنہ کی شکایت و درد شکم ہوا چھوٹے رائے یہ ہو گیا کہ استقراغ
 کرنا چاہی نواب صاحب نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھ کو تمام عمر کبھی استقراغ نہیں
 ہوا۔ بھی اس سے سخت تکلیف ہو گی لیکن اطمینان کی ہی رائے قرار پائی
 یہ بھیوری نواب صاحب کو استقراغ کرنا چار روز بعد اس کے صبر پر پہنچا
 گیا اور سبب عدم روز بروز ترقی کر کے استقراغ ہو گیا کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا
 آخر کابلوسی مارضہ میں ۱۲۲۳ھ بمطابق ۱۸۰۸ء صفر النضر روز جمعہ ۲۳ شعبان ۱۲۲۳ سال

تحریر ہو چکی ہیں آٹھ اخلاف کی اولاد سی کچھ مردوزن منور موجود ہیں اور
 دس کی اولاد سی اب کوئی باقی نہیں لیکن البتہ اشخاص موجود ہیں بعض کے
 منہبیاں کلسلہ اون لوگوں سے ہیں جس سے خلی اولاد سی اتکب کچھ لوگ موٹر
 میں اون کی نام اس مقام پر یہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ حیدر علی خان محمد منصور
 علیخان محمد ششم نان محمد موسیٰ خان امام بخش خان محمد شمس الدین خان محمد یوسف
 محمد علفظ خان چنانچہ شیخو ہیں ان اشخاص کی اولاد کا درجہ کتاب ہذا کیا گیا۔ القصہ
 بعد انتقال نواب محبت خان حسب استدعا اہل خاندان بہیلی پڑھنا سندی علی اکبر
 خان شاہرہ شہرہ سرکاری کہ جوبہ قبضی نواب محبت خان جملہ مال دوران فظ الملک
 بہادر کو ملتا تھا بہیلی و شاہ پورہ انوکور بہیلی و شاہ پورہ کے خزانہ سے لئے لگا۔
 و مشاہرہ ذاتی نواب محبت خان محمد دیدار خان و دہرہ آٹھ سو سی مہرہ و
 چارپائی مہوار خولہ رتہ مذمتی لکھنؤ سی اولی اولاد کو تاربانہ قدر یعنی ششہ اعز
 سلا بعد نسل متاہد کہیں ایک سپہ سرکار میں منصب نہیں ہوا یہ بیان تک کہ اگر کوئی
 شخص ان سے لاد و لد فوت ہوا تو اس کی خواہ ہی انہیں لوگوں پر تقسیم ہو جائے مگر
 ہتی مہور سرکار انگریزی میں نہایت اعزاز و خدمت اس خاندان کے یہی بیان
 و دیگر بعد انتقال نواب سعادت علیخان میرزا غازی الدین حیدر بہادر سند

نشین رہا ہوئے پس از چند سال خطاب کیا کہ سرکار انگریزی کے محل کے

شاہ اودہ مشہور ہوئے اکثر اشخاص خاندان و اخلاف نواب محبت خان کے دربار
داری کرتے تھے و جلد آداب شاہی بجالاتے تھے لیکن دربار شاہی میں ان لوگوں
کی نشست جا معقول پر رہی و شریک دربار یا کلان و چار پانی و دسترخوان
وغیرہ ہی بیہ لوگ تازانہ حضرت واجد علی شاہ رہے۔ اولاد نواب محبت خان
کبھی تہنار ملازمت سرکار شاہان اودہ میں نہیں کی لیکن دو چار اشخاص کے نام
پر محض بعبایات شاہی دو صدر و سپہ سالار سے پانچ صدر و سپہ سالار تک بنام
خرچ دربار داری سرکار شاہان اودہ مقرر رہا و شاہان اودہ خاندان نواب محبت
خان سے ساتھ اغراض و اکرام کے پیش آتے رہی الا وادما جدر اقم یعنی مہتر موسیٰ خان
کی فراموشی من حرارت افغانی کے تقدیر زیادہ تھی اور انہوں نے دربار داری سلاطین اودہ
بہت کم کی و دربار انگریزی میں بھی گاہے ہی ضرورت شدید و یا حسب
الطلب جایا کرتے تھے و گفتگو بے تکلف دلیرانہ کرتے تھے کبھی زیادہ تر خوشامد حکام
وقت کی نہیں کی لیکن حکام رئیس و جانگراؤں کا نہایت پاس و لحاظ کرتے رہے
چنانچہ ایک مرتبہ حکام ملاقات مذکور کر نیل اسپارک صاحب بہادر رزید
لکھنؤ نے یہ کہا کہ حافظ الملک بڑے نیک و سلیکندہ و عزیز و پرچارہ طور سے

اپنا قبضہ کر لیا تھا بھواب اسکی خباب والد مرحوم عرض کیا کہ یہاں ہی اسوقت
 کیا بات فرمائی ریاست برسیاست نامکن ہے اگر ملک کسی کا نام ہے تو بواب
 حافظ رحمت خان نے اپنے تمام عمر میں کچھ ملک بیل پتھر و ملکیت و شکوہ داد
 وغیرہ پر قبضہ کیا تھا لیکن بالفعل سرکار انگریزی نے تو گویا تمام ہندوستان پر
 تسلط حاصل کر لیا اور یہ امر ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنا ملک مال خوشی سے کسی
 کو نہیں دیتا پس مقام لحاظ وغور ہے کہ تقدیر میر ظہم ان لوگوں پر ہوا جو گاہیہات
 سکر صاحب ریڈینٹ سکرٹری خاں شہرہ گئے والد راقم ہی بفضل خدا
 اہل سنت و الجماعت متقی المذہب دار خان وادہ قادر یہ ہیں سید فضل
 شاہ صاحب جمیت کی تھی وراقم الحرف بھی شاہ صاحب موصوفی کی تقدیر
 ارادت رکھتا ہوں و غرض شاہ صاحب اور انکی والد صاحب یعنی حضرت سید شاہ عبداللہ
 صاحب مغفور کا نواب محبت خاں کی مقبرہ میں بجا بواب والد مغفور احیات پائندہ
 صوم صلوٰۃ وابع شریعت نبوی کے مگر سخاوت مزاج ہیں حدیثی سوا تھی کہ تمام
 زبیر بار قرضہ کے کوئی آمدنی انکی مصارف کو کافی نہ تھی بڑا نہ سلطنت وادارہ
 کہ جب شاہ موصوفی کے ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر متجاہم کانپور شریعت
 نیکے تھے تو حسب حکم سلطان محمودیہ یہ قبیلہ نواب حیدر علی خان بہادر

مرحوم و جناب والد ماجد ہی ہمراہ گئے تھے۔ بلکہ خاکسار بھی ہر سعی اپنے کیفیت و رباب
 جناب قبلہ کا مہیا صاحب مرحوم کے سامنے کیا تھا و ترک و احتشام شاہی و طریق و رباب
 اسی طرح پر بحث خود شاید کیا و اعزاز اپنے بزرگوں کا دیکھا۔ و طریقہ تحریر۔
 جیسا کہ نواب محبت خان کا نوابان اودہ سی رہا و سی کے موافق طریقہ تحریر اولاد و
 محبت خان کا وزیر کے شاہان اودہ۔ جسٹس بیاد و نواب گورنر جنرل
 بیاد و غیرہ سی یا چنانچہ راقم الحروف نے بیاد ابتدا عذر یعنی ۱۸۵۷ء میں
 سرسری ناکل صاحب بیاد و چیف کشتہ و بعد غار زبانہ و رباب قمری یعنی
 ۱۸۵۷ء میں دست دین انگلیش صاحب بیاد و چیف کشتہ ملک اودہ
 بہت تو سابق خط تحریر کیا ہے۔ بیان دیگر نواب محبت خان مرحوم کو
 شاعری کا ہی نہایت ذوق تھا چنانچہ ایک دیوان اور ان کا زبان پشتو و
 دوم زبان فارسی و سوم زبان اردو و چارم شہنشی سی پو اور ایک آدھا
 زبان پشتو کا سب فراموش جان ملی صاحب بیاد و رزڈنٹ کلکتہ تصنیف کیا
 تھا خود راقم کے پاس تا زبانہ عذر موجود تھا لیکن افسوس کہ یہ سب کتابیں
 متذکرہ بالا زمانہ مدین میں دیکر تامل و انتقال تلف ہو گئیں لیکن اکثر تذکرہ
 ہائے سابق میں کلام نواب صاحب مرحوم کا درج ہے و چند ادراق آمد نامہ

ویک دیوان فارسی ہنوز موجود ہے، زبان اردو شاعرین سیان حسرت
 سے ملز تھا و قلندر بخش حرات ہمیشہ نواب صاحب مرحوم کے ملازم سے
 چنانچہ وہ اپنی کلام میں خود کہتے ہیں کہ بس کہ گل چین تہی صد عشق کے ہم
 بستان کی ++ ہو کر ہی تو نواب محبت خان کے اور مذہب نواب
 محبت خان کا اہل سنت والجماعت تھا و حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب
 مودودی چشتی قدس سرہ الغریر سے بیعت تھی نواب صاحب موصوف
 باواز بلند کار لینے والی آدمی سے نہایت متفرق کہتے تھے شریک دسترخوان
 ناسکان ایسے شخص کو کرتے تھے حتیٰ کہ اس سے مجالست ہی مکروہ جانتے
 تھے و علم میں قریب و فضیلت یعنی طالب علم حیدر تھے و جلد فون سپا
 اچھی طرح پر جانتے تھے و علم موسیقی ہی بخوبی سمجھتے تھے زبان عربی و فارسی
 و پشتو اردو میں خوب گفتگو کرتے تھے و سنسکرت بھی کثیر جانتے تھے
 نماز روزہ وغیرہ کے نہایت پابند تھے و اللہ رب جملہ سکرات سے محبت
 تھے تواریخ نبی و گمان سنی کا ذوق نہایت تھا چنانچہ اسکاد محمدی جوگی
 و مہر و گامہ گو یہ وغیرہ ہی ہمیشہ ملازم رہے تیز رفتاری و زیادہ بلند آواز سے
 کہی بات نہیں کی اکثر نواب آصف الدولہ دور ہی سے دیکھ کر دے تھے

کہ آؤ برادر آؤ لیکن نواب صاحب موصوفے اسپر ہی گاہے قدم
 اپنا تیز نہیں اٹھایا جس حال چلتی تھی وہ ہی رفتار رہی چنانچہ ایک دن حضرت
 سید خواجہ حسین صاحب سے تذکرہ فرمایا کہ نواب محبت خان کو میں دیکھ کر دوسرے
 پکارتا ہوں لیکن یہ عجیب آدمی ہیں کہ یہ قدم اپنا تیز نہیں اٹھاتے میان
 صاحب موصوفے کہا کہ نواب صاحب قدم و نوٹھے و صندوق پر بغیر تم محبت خان کو
 دیکھ کر دوسری صورت میں آؤ برادر آؤ لیکن وہ اپنے صندوق کی سب سے گہری ٹائی
 تیز رفتاری نہیں کرتے یہ بٹیا ایسا صاحب کی رہا بستی سنگر نواب آصف الدولہ
 غمخوار ہو گئے اور فرمایا کہ ایسا صاحب تم کی کتنی خوشب آؤ نہ لیجئے شب صبح تو آدم
 محبت خان اپنی خواب گاہ میں کسی شخص کو نہ دیکھتے تھے وہ رات گریہ و زاری
 و عبادت باری میں مصروف کرتے تھے۔ ضرورت سے زیادہ بات بہت کم کرتے تھے
 سیوہ مات ہندوستان میں شریفیہ و آئینہ زیورہ پسند تھا و عام معمولی میں تھی ہو۔
 اردی کا سالن فیروز شاہی و پلاؤ و زردہ مرغوب تھا۔ خوراک بدرجہ اوسط کم نہ زیادہ خوشبو یا
 سیر غصبت گاہی ماسے بطور تقویٰ طبع سب سے شیر و شکر ہی شریف لیجا تھے بلیق
 مزاج شریف پرور ایزال سے نفرت رکھتے تھے کسی قہقہہ مار کر نہیں ہنسی و شجاعت و
 سخاوت کا بیان کیا بہت بازمین قوت حدی سوا سراپا نہایت خوشنما چنانچہ نواب

آصف الدولہ بہادر ایک روز نواب صاحب موصوف سی باہر از تمام تخلیہ میں کشتی ہی لگا
تھی خیر و سہین جو کچھ ہوا۔ سب وقت ہونا تباہ ہوا لیکن زبردست و کم نور کا حال
لکھیا الماس علیجان خواجہ سرانواب محبت خاکوٹا اشارہ کر دیا اوس وقت سواس
روپیہ کی شیرینی پائی نواب محبت خاکوٹا اگر دیشید اپنا گردانا۔

اسما کے انبائے اخلاف نواب محبت خان بطور یادداشت
تحریر کیجاتی ہیں۔

انبائے امام الدین خان عرف امام بخش خان سعادت خان و سچ انبائے خان
انباءیدر علیجان۔ دوست محمد خان۔ و لطف علیجان پونچ سپراز خواصان۔
میدر حسین خان عاشق علیجان عنایت علیجان صفدر علیجان نواب علیجان۔
سنگھ انکرنواب علیجان بقید حیات ہیں انبائے محمد منصور خان جعفر علیجان کاظم علیجان
صادق علیجان بخش علیجان حمد فوت انبائے محمد بخش علیجان علی اصغر خان و علی حسین خان
ہر دو فوت انبائے محمد شمس الدین خان ضیاء الدین خان عرف حکیم محمد حسین خان و قمر الدین
خان ہر دو فوت انبائے محمد یوسف خان نیاز علیجان و جعفر علیجان ہر دو فوت اولاد
محمد مقیم خان سہمی احمد حسین خان جوش و یک و حتر از رفیعہ لول ہر دو فوت انبائے
محمد لطف اللہ خان سعید اللہ خان و ابراہیم اللہ خان ہر دو فوت سپر محمد حافظ خان

سید الدین خان از خواص نقید حیات و دو دختر از روجه اول هر دو فوت
اولاد غیرت خان یک پسر مغیر علیان و یک دختر هر دو فوت اولاد محمد موسی خان
محمد سلیمان خان یک دختر هر دو نقید حیات اولاد محمد نسیم خان یک پسر مستقیم خان و یک
دختر و دختر دیگر از روجه ثانیه هر سه اولاد فوت و اولاد مهدی علیخان نظام علیخان فوت

اسماء اخلاف بنایر نواب محبت خان

اولاد سعادت خان محمد سعید خان عرف بنیو خان و یک دختر هر دو لا ولد فوت
و از روجه ثانیه غیر خاندان حسین علیخان صاحب اولاد و یک دختر لا ولد فوت منجمه
او که حسین علی خان تاحال نقید حیات اولاد لطف علیخان یک پسر سیدی نواب عالم خان
و دو دختر هر سه از خواصان پسر لا ولد فوت هر دو دختر لا ولد موجود اولاد کاظم علیخان
یک پسر یعنی محمد غلام علیخان فوت صاحب اولاد - اولاد علی با صفر خان سه پسر یعنی -
سلطان علیخان و مغیر حسین خان و تقی حسین خان لا ولد منجمه انکه سلطان علیخان
نقید حیات صاحب اولاد دین - اولاد علی حسین خان یک دختر نقید حیات صاحب
اولاد - اولاد حکیم محمد حسین خان یک دختر نقید حیات لا ولد - اولاد بنیاز علیخان
یک دختر نقید حیات صاحب اولاد اولاد محمد سلیمان خان سه پسر یعنی -
سلطان محمد خان و سلطان احمد خان عرف نواب بهادر و سردار محمد خان

سلطان محمد خان از بطن زوجه اول یعنی دختر حکیم محمد حسین خان بعد وفات
 فوت و سلطان احمد خان عیسیٰ بیاد ملک و سردار محمد خان از بطن زوجه ثانیہ
 یعنی صبیحہ عثمان خان بقید حیات ہیں اولاد قمر الدین خان یک دختر لا ولد
 فوت اولاد احمد حسن خان جویش یک پسر امجد حسن خان از خواص لا ولد فوت

اسامی اولاد بنائیرا و کان نواب محبت خان مرحوم

پیران حسین علی خان سسیان اصغر علی خان و اشرف علی خان عرت بن بن خان
 از خواص اصغر علی خان لا ولد فوت بن خان بقید حیات اولاد محمد عابد علی خان
 سسیان محمد افضل علی خان عیسیٰ محمد باقر علی خان و محمد یسکیم و عشرت بیگم صاحب
 اولاد عشرت بیگم لا ولد فوت و اولاد سلطان علی خان یک پسر سہمی ناصر محمد خان
 و دو دختر نسیم الد بیگم و اصغر بیگم بیرون صاحب اولاد بقید حیات و ناصر محمد خان
 لا ولد فوت۔

اسمائے دختران اعلا ف نواب محبت خان
 اسمائے شوہران شان

آبادی بیگم بنت محمد منصور خان زوجه نصرت یاب خان مرحوم لا ولد

فوت فرزند بگیم عرف کیتو بگیم بنت محمد ششم خان زوجه علی حسن خان
 صاحب اولاد فوت ممتاز بگیم بنت محمد ششم الدین خان زوجه محمد عثمان خان صاحب
 اولاد فوت سردار بگیم و صاحب بگیم نبات محمد طاهر خان سردار بگیم زوجه علی حسین خان
 مرحوم لاولد فوت و صاحب بگیم نسو به صادق علی خان لاولد فوت اعتشام
 بگیم بنت محمد الطیف الدخان زوجه حکیم محمد حسین خان صاحب اولاد فوت
 افضل بگیم بنت غیرت خان زوجه نیاز علی خان صاحب اولاد فوت فاطمه
 بگیم بنت محمد نسیم خان زوجه سعد الدخان لاولد فوت و ناصر بگیم بنت
 نسیم خان زوجه محمد حسن خان لاولد فوت صاحب بگیم بنت محمد تقی خان
 زوجه نظام علی خان لاولد فوت شاهزادی بگیم بنت محمد موسی خان زوجه محمد عبد
 علی خان مرحوم صاحب اولاد موجود و خاص بیوز زوجه علی اصغر خان صاحب اولاد
 لیکن غیر از خاندان و زوجه ثانیه علی اصغر خان بر مہنی اوس کو مسلمان
 کر کے عبد بگیم نام و مختار بیو خطاب و یا لاولد بیوز موجود و خانم بنت
 زوجه ثانیہ کاظم علی خان بیوز خان بیوز موجود و یک پسر سعد الدخان
 سے عنایت الدخان عرف صاحب عالم لاولد فوت و زوجه بامداد
 خان بگیم جان بنت خواجہ محمد حسن زبیدار موضع اورنگ آباد قریب

بجسور شہر گھنٹہ لا اولد فوت

اسما کی دختران بنائیں نواب محبت خان مرحوم مع اسما
شوہران شان

اجان بیگم بنت سعادت خان زوجہ کاظم علیخان لا اولد فوت۔ صاحب
بیگم بنت سعادت خان زوجہ مظفر علیخان لا اولد فوت۔ کاظمی بیگم بنت
علی سین خان زوجہ سلطان علیخان صاحب اولاد موجود۔ امیر بیگم
بنت نیاز علیخان صاحب اولاد موجود۔ قدسیہ بیگم بنت حکیم محمد
حسین خان زوجہ محمد سلیمان خان لا اولد موجود۔

اسما کی ازواج اخلاص نواب محبت خان مرحوم مع
اسما کے پدران شان

بستی بیگم عرف نواب بیگم زوجہ علی اکبر خان بنت نواب ارادت خان مرحوم
مریم بیگم عرف نواب بیو زوجہ امام بخش خان۔ دواہن بیگم زوجہ محمد منصور
خان و بیو بیگم زوجہ حبیب علیخان۔ راحت بیگم زوجہ محمد محبت خان
نبات سعادت خان مرحوم۔ جانی بیگم زوجہ محمد شمس الدین خان بنت نواب
محمد دیدار خان مرحوم۔ بیگم بیگم زوجہ محمد مقیم خان۔ و حبیب بیگم زوجہ

محمد یوسف خان - و رقیہ بیگم زوجہ محمد لطف اللہ خان و مریم بیگم زوجہ
 شاہ ولی خان - و خیالی بیگم زوجہ غیرت خان نبات نواب ارادت خان مرحوم
 و محمدی بیگم زوجہ مہندی علیخان بنت نواب ذوالفقار خان مرحوم - و
 عجب بیگم زوجہ محمد موسی خان بنت نواب محمد عثمان خان مرحوم - زوجہ
 شاہ عالم خان - بنت نواب مستجاب خان - و زوجہ خدایا خان بنت
 نواب حرمت خان - و زوجہ خسرو خان - و زوجہ نسیم خان نبات محمد یار خان
 و زوجہ محمد حافظ خان بنت نواب یحیی خان ان پانچوں مستورات کے
 نام یہیں یاد

اسکا دختران نواب محبت خان معہ اسامی شوہران
 شان

بادشاہ بیگم زوجہ نواب آزاد خان مرحوم - ستارہ بیگم زوجہ کبریت ارد خان
 صاحبزادی بیگم زوجہ محمد علیخان - سپید بیگم زوجہ احمد یار خان
 اکہی بیگم زوجہ خان بھادر خان - ریحانہ بیگم زوجہ جمال الدین خان
 سلیمہ بیگم زوجہ سعادت یار خان - نفیسہ بیگم زوجہ یار محمد خان
 جمیلہ بیگم زوجہ علی مردان خان - مہولہ بیگم زوجہ کمال الدین خان

سہ چار نام و قہر ان نواب صاحب موصوف مرحوم نہیں یاد۔

اسما و قہر ان نواب حافظ الملک سپاہ و مرحوم
 قاضی بیگم - آمنہ بیگم - حذیحہ بیگم - عائشہ بیگم - زینجا بیگم - سالیہ بیگم
 دوس نام نہیں یاد

اسما بنایر نواب محمد ویدار خان مع اسما بیگم اولادشان
 بطور یادداشت تحریر کئے جاتے ہیں

اخلاف نواب محمد فتح یاب خان سہیلان خضر یاب خان و نصرت یاب خان
 و محمد عثمان خان - و محمد مرتضیٰ خان و یک دختر حسینی بیگم زوجہ محمد
 یوسف علیخان لا ولد فوت - و طرف یاب خان عرف چوٹے خان
 و لد طفہ یاب خان از بطین خواص تا حال موجود - نصرت یاب خان لا ولد
 فوت - از اولاد محمد عثمان خان یک فرزند محمد علی خان و دو دختر سہا
 حضرت بیگم زوجہ ثانیہ علی حسین خان مرحوم لا ولد - بہت حیات دوم
 حجاب بیگم عرف سہل حاجہ زوجہ ثانیہ محمد سلیمان خان صاحب اولاد بہت حیات
 و از بطین زن محمد علی خان و عاتق خان انبائے محمد عثمان خان
 ہر دو لا ولد فوت - و پسر مرتضیٰ خان محمد حسن خان عرف مہن از بطین

زن غیر فوت۔ و محمد علیخان خلف محمد عثمان خان ہنوز موجود و صاحب
اولاد ہیں۔ و محمد نظیر خان ابن محمد نصیر خان تامل موجود۔

اسکا دختران نواب محمد ویدار خان معہ اساتذہ شہر
شان

زینب بیگم زوجہ حافظ یار خان لا ولد فوت۔ جانی بیگم زوجہ محمد شمس الدین خان
صاحب اولاد فوت۔ گمانی بیگم زوجہ نصیر الزمان خان صاحب اولاد
فوت۔

اسکا اولاد بعض دختران نواب محبت خان مرحوم

اولاد سیدہ بیگم خلف حسین خان و احمد حسین خان و حسرت حسین خان
و علی حسین خان و یک دختر امامی بیگم۔ انبا سے احمد یار خان اولاد
آلہی بیگم یک دختر نبت خان بہادر خان۔ اولاد ستارہ بیگم خان بیبا
ابن کریمت احمد خان اولاد بادشاہ بیگم و و سپر امرا حسین خان وغیرہ
و یک دختر نام نہیں ملو۔ ابن آزاد خان اولاد ریحانہ بیگم خلف علیخان
و فتح علی خان انبا سے جمال الدین خان اولاد مسودہ بیگم نیر حسین خان
و عاتق حسین خان انبا سے کمال الدین خان اولاد سلیمہ بیگم عبدالقادر خان

و عبدالعزیز خان۔ و دو ایک دختر انہ سے سعادت یار خان اولاد
 تفسیہ بیگم نیاز محمد خان وغیرہ۔ ابن یار محمد خان اولاد جلیل بیگم۔ علی رضا خان
 علی عمران خان۔ علی محمد خان و حیدری بیگم انہ سے علی اکبر خان
 صاحب آباد اولاد و صاحبزادی بیگم احمد علی خان۔ علی حسن خان و سہ دختر
 انہ سے محمد علی خان و اولاد ایک دختر سہ سہ قطبہ بیگم و یک پیرا بن
 محمد حسن خان باقی نام نہیں یاد ہیں۔ یکڑہم کہ پتہ کہ محمد علی خان ابن
 نواب محمد خان کہ جنکے ساتھ عقد دختر نواب محبت خان کا ہوا تھا او سے
 دو پسر و سہ دختر ایڈ کار رہے۔ یعنی احمد علی خان و علی حسن خان
 نواب علی اکبر خان نے علی حسن خان کو اپنا پسر یعنی قبی گروانا تھا و عقد
 علی حسن خان کا بابیہ محمد ششم خان ہوا علی حسن خان بعد چند سال از
 مجنون ہو گئے و بعد از انہ غدر شہر لکھنؤ میں اپنے مکان پر از دست
 بر معاشان مارے گئے اور غرض انکی اوسی مکان میں دفن ہوئی او نے
 ایک پسر اسم محمد حسن خان و دو دختر ایڈ کار رہے محمد حسن خان نے پس
 از چند سال بعد غدر شہر کلکتہ بمقام میا براج لا ولد استمال کیا و دختر کلان
 علی حسن خان بہ احمد حسن خان جو شہر منعقد ہوئیں ہنوز لا ولد موجود ہیں۔

و دختر خور و علی حسن خان بہ قمر الدین خان منعقد ہوئیں و از ہمیشہ کے
علی حسن خان کلان بہ سعادت خان اوسط بہ زین العابدین خان ابن
نواب محمد ذکریا خان و خور و بہ دوست محمد خان شفقت ہوئیں۔

بیان حالات بعض سرداران روہیلکند متعلقہ نواب
حافظ الملک مساور

بحرام جنگ نواب و وزیر خان ابن حسن خان ابن محمود خان ابن شہاب الدین
۱۱۷۰ھ ہجری میں تولد ہوئے اور ۱۲۰۳ھ محرم ۱۱۷۰ھ ہجری میں ۶۷ سال
بہ قصہ بسولی انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے تین فرزند مسیمان
محب احمد خان و فتح احمد خان و عظیم احمد خان و چند دختر یادگار چوڑی
محب احمد خان نے بروز چار شنبہ سوم شہر شوال ۱۱۷۰ھ ہجری میں طاعت
کی آٹھ سپر و نسے یادگار ہے و عظیم احمد خان بزور سہ شنبہ تاریخ
۱۲۰۳ھ ذی حجہ ۱۱۷۰ھ ہجری کو فوت ہوئے تین فرزند او نسے یادگار ہے

ذکر بخشے سردار محمد خان

محمد سردار خان ابن موسیٰ خان ابن احمد خان ابن شریف خان ابن
خان محمد خان المعروف بہ خان کمال زلی محمد سردار خان محمد داود خان ابن

ولایت سے آئے و ہزارہ رایت نواب علی محمد خان عہدہ بخشگیری
 پر امور ہوئے و بعد حکومت خود نواب حافظ الملک بہادر نے جاگیر
 شش لاکھ روپیہ سالانہ کی واسطے مصارف بخشے صاحب موصوف کے
 عنایت فرمائی تبار پنج بہت و چہارم شہر ربیع الاول ۱۰۸۵ ہجری
 بمقام انولانتقال کیا آٹھ سپروٹے یاوکار رہے یعنی احمد خان
 و محمد خان و شہباز خان و سعادت خان و محمد نور خان و عبدالرحمن خان
 و حبیب خان و فقیر محمد خان حافظ الملک بہادر نے احمد خان سپر کلان
 اور کے کو ہاشین اون کا گردانا چونکہ محمد خان کو سابق سے ایک نام
 کی خصوصیت احمد خان کے ساتھ تھی لہذا اپنے برادر کلان سے
 مخوف ہو کر قندون اوپر آیا کیا ہر خدیا حافظ رحمت خان نے ازراہ
 سفارتی تمہایش کی گز خیال میں نہ لایا و کینہ و زبانی باز نہ آیا و بعض
 پیرگتات پر داخل ہوا کیا ہیں حسب التماس احمد خان کے حافظ الملک بہادر
 نے غلبہ محمد خان فرزند اپنے کو مع فتح خان ناسا مان و عبد الستار خان
 و سید قاسم شاہ کے بر سے قید محمد خان روانہ فرمایا محمد خان ازراہ
 جہالت و ناوانی اکوہ کارزار ہوا ہنگام جنگ نواب محمد خان

ابن حافظ الملک بہادر کا ضرب بان سے پاؤں کی پتھر مچھوڑ دی ہو
 جبکہ ہنگامہ زیادہ تر گرم ہوا ہمارا بیان محمد خان گریزان ہو گئے کچھ دیر
 تک محمد خان لڑتا رہا آخر الامر گرفتار ہو کر قید ہوا نواب محمد یار خان نے
 بعد اسیری محمد خان کے جانب اولاد مراجعت کی اور چند روز بطور چشم نمائی
 محمد خان کو قید رکھا تا کوئی اور شخص جاگیر دار وہیں عدول حکمی نہ کرے۔
 و مصدر قنہ و فادہ ہو۔ پس اس روز سے تمام کام شہادت حافظ الملک
 بہادر احمد خان جاگیر قبضہ پر پرتقاضی و متصرف رہے بعد شہادت
 حافظ الملک بہادر احمد خان با امید بھائی جاگیر خدمت نواب شجاع الدولہ
 میں چند روز حاضر رہے آخر بے نیل مرام واپس آئے۔ نواب
 نسیم اللہ خان بہادر نے سوا جب مناسب احمد خان کا مقبرہ فرمایا
 تلحیات او میں بسیر کی تاریخ ہجری ۱۲۰۷ مہماد رمضان ۱۲۰۷ ہجری میں
 انتقال کیا دوازدہ سپرد نے یادگار رہے و دو سپر محمد خان سے یادگار
 رہے۔ و تاحال کی بقدر شخاص اونکی اولاد سے قصبہ آنولہ ورام پور
 و غیرہ میں موجود ہیں۔

ذکر شیخ خان خانسان

فتح خان کہ سابق میں برہمن تھے عہد واؤد خان میں بخور و سالی مشرف
 بدولت اسلام ہوئے۔ و نظر محبت و پرورش واؤد خان کی فتح خان
 کے اوپر نہایت رہی۔ انتقال واؤد خان کے بعد برہانہ نواب علی محمد خان
 عہدے خاندانی خاص پر مقرر ہوئے خاندان مذکور نہایت نیک نام
 اور دیندار تھے جبکہ نواب علی محمد خان نے قضا کی نواب حافظ الملک
 خاندان کو برائے تربیت و تعلیم پیران نواب علی محمد خان مرحوم بیٹے
 نواب اسد یار خان۔ و مرتضیٰ خان۔ و محمد یار خان۔ مقرر فرمایا۔ بعد ازاں
 حافظ الملک کے بیٹے ارغون نے ازراہ قدیم نوازی ہنگام قسیم ملک گیشا و ملہا
 و بدایون۔ و کھرکنوان۔ وغیرہ نابہ صرف ذات و متخواہ سپاہ فتح خان کو
 مرحمت کئی۔ چونکہ خاندان نیک اعتقاد تھے اکثر مساجد و جبر و چاہ۔
 و مہان سرای کی تعمیر کی ہوئی ہنوز موجود ہیں شالہ پوری میں راحی
 ملک عدم ہوئے۔ قبر انکی قصبہ آٹولہ میں واقع ہے۔ چہ پیران سے
 یادگار ہے۔ یعنی اسد خان۔ و غلٹ خان۔ و معظم خان و علیہم خان
 و محمد ولی خان۔ و محمد و الفقار خان۔ حافظ الملک بہادر نے احمد خان کو
 باعث کلائی عمر قایم مقام اون کا گردانا لیکن احمد خان سے انتظام

جاگیر وغیرہ نجوبی ہوسکا وغور وپرداخت متعلقان خاندان کے
مطلقاً مہورین نہ آئی۔ جبکہ یہ خبر گوش حق نبوتش نواب حافظ الملک
بیادور کے پہونچی پس نابہر فہاء و فلاح جلد جاداد خاندان مذکور کو
سب اطلاق پر جدا کا یہ تقسیم فرما دیا کہ باہم تہذیب و فہم ہو لیکن تا دم
مرگ و زیان اسدخان و محمد عظم خان کے نزاع قلبی رہی۔ القصد بعد شہاد
حافظ الملک یہ درکل جاداد او کی قبضہ سیما پر گئے مگر نواب فیض اللہ خان
سے لڑا کہ قدیم تولدی کچھ سواجب اولاد خاندان کا مقرر فرما دیا چنانچہ
آمال کچھ لوگ اولاد خاندان سے موجود ہیں۔

ذکر ملا محمد حسن خان

اصلاً او کی اماں زئی ہے۔ آغاز عمر جوانی میں ولایت سے آکر تحصیل
علم میں مشغول رہے بعد انفرادی عہد ریاست نواب علی محمد خان میں ملازم
ہوئے و زبان ریاست نواب حافظ الملک بیادور میں بھی ممتاز رہے
سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں انتقال کیا نواب موصوف الصدر نے محمد حسن خان فرزند
کلان او کے کو بجائے پدر خود قائم مقام کیا۔

بیان احوال عبدالستار خان

فتح خان کہ سابق میں برہمن تھے عہد واوود خان میں بخور و سالی مشرف
 بدولت اسلام ہوئے۔ و نظر محبت و پرورش واوود خان کی فتح خان
 کے اوپر نہایت رہی۔ انتقال واوود خان کے بعد بزبانہ نواب علی محمد خان
 عہد خاں سامانی خاص پر مقرر ہوئے خاں سامان مذکور نہایت نیک نام
 اور دیندار تھے جبکہ نواب علی محمد خان نے قضا کی نواب حافظ الملوک
 خاں سامان کو برائے تربیت و تعلیم سپرد کیا نواب علی محمد خان مرحوم بیٹے
 نواب امیر خان۔ و مرتضیٰ خان۔ و محمد یار خان۔ مقرر فرمایا۔ بعد ازاں
 حافظ الملوک سے لڑنے اڑا رہا قدیم نوازی ہنگام تقسیم ملک گپڑا و ملہا
 و بدایون۔ و کھر کنوان۔ وغیرہ نابہ صرف ذات و متخواہ سپاہ فتح خان
 مرحمت کئی چونکہ خاں سامان نیک اعتقاد تھے اکثر مساجد و جبر و چاہ۔
 و مہان سرکاری انکی تعمیر کی ہوئی ہنوز موجود ہیں شالہ جہری میں راجی
 ملک اعدم ہوئے۔ قبر انکی قصبات نولہ میں واقع ہے۔ چہہ پسران سے
 یادگار رہے۔ یعنی احمد خان۔ و غلامت خان۔ و معظم خان۔ و علی محمد خان
 و محمد ولی خان۔ و محمد ذوالفقار خان۔ حافظ الملوک بہادر نے احمد خان کو
 بیاعت کلائی عمر قایم مقام اون کا گردانا لیکن احمد خان سے انتظام

مے رام پور میں مصطفیٰ خان کو پونچھتا رہا لیکن بعد سلطنت حضرت
 واجد علی شاہ مسعود علی خان یعنی سپہر خور و مصطفیٰ خان کا کوئی
 حرکت بیجا رہی پور میں کہہ کے لکھنؤ چلا آیا پس بنجیال قدامت نواب حیدر علی خان
 نے اوسکو کہہ لیا اور ہر طرح پر اوسکی پرورش و رعایت کرتے رہے
 لیکن اوس نامعقول نے بعد چند سال کسے امر خلاف پر تکرار مسمی حیدر خورش
 چید نواب حیدر علی خان سے کر کے بوقت شب ہنگام خواب اوس بیچارہ
 کو ازراہ نامردی قتل سے ہلاک کیا اور گریزان ہو گیا بعد ازیں ہر چند
 تجسس اوسکا کیا لیکن سراغ نہ ملا جب سے مشاہیرہ تذکرہ بالا مصطفیٰ خان
 یعنی پیر عبد العلی خان کا بند کر دیا گیا وہ علی علی بابا نام شہر رام پور میں
 پھانسی پا کر ہلاک ہوا شعر خوشی بد و طبیعت کہ نشست پ نرود و
 بوقت مرگ از دست د یہ نہایت بد معاش و احسان فراموش
 آدمی تھا بموجب آن مصرعہ کہ خست نفس نہ کرد بساطھا معلوم پ۔

بیان حالات شیخ محمد کبیر خان

یہ شخص نہایت دیندار و پرہیزگار جری تھے حتیٰ کہ لقب شیخ مشہور ہو
 مہدیایت نواب علی محمد خان میں جمعیت و رفاقت نواب حافظ رحمت خان

بھبھ اور ولایت سے آخر و بعد حکومت حافظ الملک بہادر روز بروز
 ترقی مراتب امارت و مناصب محمد کبیر خان کی ہوتی۔ گئی اور عہدہ
 جلیلہ پر ممتاز رہے اور ہر ایک کو بہ حسن الوجوہ انجام دیا۔ جب نواب
 عنایت خان مصدر حرکات ناشائستہ ہو کر بمقابلہ پیر والا قسرت
 پیش آئے شیخ محمد کبیر خان بحالت عارضہ شدیداً و بن روز و نوبت
 تھے ازراہ خیر خواہی و انجام دہی برائے فہایش نواب عنایت خان
 پہلی بہیت سے روانہ جانب بریلی ہوئے پس غلبہ مرض سے اثناء راہ
 میں حال شیخ کبیر خان کا و گروں ہوا جبکہ سواری انکی قریب دریا سے
 ٹکٹا پیو بچی تھی کہ مرغ روح نے قفس تن سے ^{۸۶} الہ ہجری میں پروا
 کی مردان ہمارھی نے جنازہ اون کا بسیرت تمام لاکر شہر کنہ بریلی
 میں دفن کیا۔ حافظ الملک بہادر کو انکے انتقال کا نہایت قلق ہوا۔ تین
 فرزندائے یادگار رہے۔ محمد مستقیم خان۔ و عبدالحکیم خان۔ و محمد مقیم خان
 حافظ الملک بہادر نے بعد ادای رسم تعزیت محمد مستقیم خان فرزند
 سلطان اون کے کو کہ جو ہر قابلیت و اہلیت سے آراستہ تھو قائم مقام
 اون کا گروانا اور خدمت رسالہ داری پر سرفراز فرمایا۔

احوال طلب دین خان

اور خود طلب دین خان رفیق قدیم و استاد نواب حافظ رحمت خان
 بہادر کے تھے۔ جاگیر میں ان کے قصبات مرہا تھا بعد انتقال ان خود صاحب
 مسطور ان کے خوش بیٹے عبدالواحد خان قایم مقام ہوئے اور جاگیر
 میں موضع چیتہ پایا اور موضع مذکور بعد انتقال حافظ الملک بہادر کے
 بھی ان کے قبضہ میں رہا بعد ان کے ان کی فرزند مولوی محمد طاہر استاد
 بسن انہوں نے حافظ الملک بہادر کے رہے چنانچہ ان کی اولاد مولوی
 محمد یار خان و مولوی محمد سرور خان بنوڑ برائیت ٹونک موجود ہیں۔
 اور اولاد گل شید خان رفیق قدیم حافظ الملک بہادر سے عبدالرحمن خان
 تخلص فروغ صاحب دیوان بنوڑ موجود ہیں۔ یہ آدمی نہایت لائق
 اور ارفع سرکار انگریزی میں بھی بہت انسپکٹری ایک عرصہ تک ملازم
 رہ چکے ہیں بالکل نشن پاؤں ہیں۔ مولوی محمد یار خان و مولوی محمد حسن خان
 ان کے ہاتھوں ہوئے ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمن خان نے مولوی محمد یار خان کی
 دختر سے اپنا عقد ثانی بھی کیا ہے اور صاحب اولاد موجود ہیں۔

بیان محمد یوسف خان بہا قنداری

بعد راسیت حافظ الملک بہادر محمد یوسف خان قندھاری ولایت سے
 اگر اول چند سال بلذت نواب حافظ الملک بہادر سر فرزند رہے بعد
 انہیں کسی امر پر نواب عنایت خان بہادر خلف حافظ الملک سوارا من
 ہو کر اودہ میں آکر بہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے لازم ہوئے بعد
 انکے فرزند عبدالرحمن خان بہادر رسالہ وار ہوئے و سرکار نوابان
 و شامان اودہ میں بسبب لایا و شجاعت کے کارناموں نمایان
 کئے اور جاگیر وغیرہ پائی اور نہایت معزز رہے چنانچہ مصطفیٰ خان
 بہادر پوتے عبدالرحمن خان بہادر کے محض برائے خیر خواہی و جان نثاری
 بہت مناجان و بادشاہ یکم صاحبہ چہرہ توپ سے عین پایہ تخت پر لاک
 ہوئے تاحال انکی اولاد سے صحیح النسب نہال الدین خان و نیز اور
 اشخاص ہیں انکے عزیز واقربا سے بشہر لکھنؤ موضع خالص پور وغیرہ
 میں ابھی تک ہیں اور مقبرہ عبدالرحمن خان بہادر کا متصل مقبرہ نواب
 محبت خان کے واقع ہے چونکہ نیست بن باہم کمال اتحاد تھا بعد مرگ ہی
 وہی قرب حاصل ہے و تاریخ عبدالرحمن خان بہادر کی کسی شاعر نے یہ
 کہا ہے ۔

دینا کہ شد خان با عز و شان روان سوئی غلہ برین ذی جہان
نہن گفت بافت بحشیم پر آب نہان شد بزیر زمین آفتاب

بیان مولوی الطاف رسول صاحب منبری

ہنگام مراجعت از فلک سترند۔ اکثر اشخاص سترند ہی بلا نیت و معرفت
نواب علی محمد خان و حافظ المذکور بہا و ہمراہ علی اکبر شیخ چنانچہ منجہا و نئے
مولوی الطاف رسول[ؒ] اول پیدروز ملا نیت ذوالفقار خان مین رہے[ؒ]
بعد انتقال مولوی صاحب سحر و شمع الہی بخش پیر تہی اول کے
اوسے عہد پیر امور رہے و میر شیخ صادق علی و شیخ احمد علی وغیرہ
بھی مازما حضرت واجہ علی شاہ اسی خاندان مین ملازم رہے۔
بعد انتقال شیخ الہی بخش فرزند صلیبی مولوی الطاف رسول[ؒ] یعنی
مولوی شتاق رسول عرف مولوی مینا بخش ملازم اولاد نواب محبت خان کے
بعد مختار کاری بشمارہ مبلغ شصت و پچھرو پیدائے کارمانہ غدر یعنی
۱۵۵۸ء تک رہے چنانچہ شیخ ولایت حسین او کی اولاد مولوی
محمد اوی اور اکثر عزیزان کے آجال بشہر گنہ گویاں پذیر ہیں۔ و منشی
محمد جان خوشنویس و اولاد خواجہ محمد حسن پیر زادہ او کے اقربا سے

۱۵۵۸ء بعد پیر امور رہے و میر شیخ صادق علی و شیخ احمد علی وغیرہ بھی مازما حضرت واجہ علی شاہ اسی خاندان مین ملازم رہے۔ بعد انتقال شیخ الہی بخش فرزند صلیبی مولوی الطاف رسول[ؒ] یعنی مولوی شتاق رسول عرف مولوی مینا بخش ملازم اولاد نواب محبت خان کے بعد مختار کاری بشمارہ مبلغ شصت و پچھرو پیدائے کارمانہ غدر یعنی ۱۵۵۸ء تک رہے چنانچہ شیخ ولایت حسین او کی اولاد مولوی محمد اوی اور اکثر عزیزان کے آجال بشہر گنہ گویاں پذیر ہیں۔ و منشی محمد جان خوشنویس و اولاد خواجہ محمد حسن پیر زادہ او کے اقربا سے

شہر بہاول میں بہنو جو دین فقط اور ایک مسجد مختصر تعمیر کروا
 مولوی شتاق رسول قریب کشتور گنج واقع ہے۔ و قبر مولوی مینا بخش
 زینہ بعض فن اونکے یہاں کراو سی مقام پر ہیں دو سپرو یک دختر المجد
 عرف بڈین صاحبہ اونکے تولد ہوئے چنانچہ سپر کلان مولوی مینا بخش
 مسکو شیخ علی حسین نے بحیات پدر خود انتقال کیا یک فرزند یعنی شیخ
 غلامت حسین اونکے یادگار رہے و سپر غلامت حسین یعنی ولایت حسین
 بہنو جو دین و شیخ محمد تقی سپر عوز و داماد المجد دختر مولوی مینا بخش
 نے بعد از ایام غم در لا و لا انتقال کیا۔

بیان بعض دیگر رفا و ستوسلان و ملازان حامدان
 نواب محبت خان

سعادت خان خلف بخشی سردار خان کا بہی مشہرہ سات سو روپیہ ماہوار
 کی مقدار زیورہ بعد انتقال نواب حافظ الملک بہادر سرکار نواب آصف الدولہ
 بہادر سے بطور جاگیر بنفخش الماس علیہما ن خواجہ سرانسلہ بعد نسل مقرر
 ہو گیا تھا سعادت خان آخر عمر میں مجنون ہو گئے و سپر و گی نواب محبت خان
 میں رہے اور انہوں نے اسی عارضہ جنون میں انتقال کیا جو کہ سوا

پنج دختر کوئی سپہ سعادۂ خان مذکور کا نہ تھا لہذا نواب صاحب موصوف نے
 مشاہیرہ تذکرہ بلا سعادت خان کا انکی پانچون دختر وں کے نام تقسیم
 فرما دیے پھر دختر انکی اخلاف نواب محبت خان کی زوجہ بنیں اور
 ایک دختر کلان انکی عظیمہ بیگم صاحبہ شہر رام پور منعقد ہوئیں تھیں چنانچہ
 جب سے مشاہیرہ سعادت خان کا بشمول مشاہیرہ نواب محبت خان کے
 ملہار۔ خاندان نواب محبت خان سے قریب سوا سو روپیہ ہوا اگر عظیمہ بیگم
 کو گھنوں سے بھیجا جاتا تھا۔ اور بعد انتقال عظیمہ بیگم صاحبہ کے انکی اولاد
 واقعہ پر ہی مشاہیرہ بنام مسلمان غلام حمید خان و غلام محمد خان وغیرہ
 تازمانہ غدر یعنی ۱۸۵۷ء برابر ہو چکا کیا اور ایک نواسی عظیمہ بیگم صاحبہ کے
 پسر سید الزمان خان خلف ام بخش خان سے منعقد ہوئی لیکن اوس بی بی
 نے لا ولد بعد زمانہ غدر انتقال کیا۔

بیان حالات سید شاہ خواجہ حسین صنا

سو دووی چشتی سید حسین صاحب برادر کلان سید خواجہ حسین صاحب بعد حکومت
 نواب حافظ الملک بہادر شہر دہلی سے اگر نواب عنایت خان خلف کلان
 نواب حافظ الملک بہادر کے ملازم ہوئے اور کامدار رہے پس از چند سال

بعد ازان سید خواجہ حسین صاحب کہ جن کا ذکر قبل ازیں بھی کتاب ذرا میں کیا
 ہو چکا ہے تشریف لائے و برافقت نواب محبت خان رہنیکہند میں
 قیام پذیر ہوئے و بعد برہی رایت ماقظ الملک بہادر بھی جس ختم
 پیر کہ نواب محبت خان رہے سید صاحب موصوف بھی وہیں رہے
 کسی رنج و راحت میں رفاقت نواب محبت خان کی ترک نہیں کی چنانچہ نواب
 محبت خان لکھنؤ میں آئے تو شاہ صاحب موصوف بھی ہمراہ تھے۔ ہنگام
 قیام لکھنؤ نواب محبت خان چیل روپیہ ہمارے و طعام خاصہ و جراث
 سیان صاحب کو دیا کرتے تھے اور اس زمانہ تک شادی کتنی بھی سیان
 کی نہیں ہوئی تھی سیان صاحب نہایت و نیدار و ابرار حبیباً کہ سادات صحیح
 النسب کو ہونا چاہیے ویسی ہی تھے لیکن سید صاحب کے مزاج میں
 جرات و حرارت زیادہ تھی چنانچہ اکیروز نواب صاحب خاصہ مامل فرما
 کو محل میں گئے اور سید صاحب موصوف کی واسطے سوز خواجہ سرا خون طعام
 لایا اسکے کسی برتن میں ازما تا کوئی کبھی ٹپری ہوئی تھی اور سید صاحب
 موصوف کو کبھی سے نہایت نفرت تھی۔ پس بنظر خفیض اس خواجہ سرا کے
 طرف دیکھا اور یہ قصد کیا کہ اس کو ماروں وہ خواجہ سرا خوف کر کے

میان صاحب کے سامنے سے بھاگا اور میان صاحب موصوف اور اس کے
 پیچھے اس غیض و غضب میں دوڑے وہ خواجہ سے اتنے بے تکلف محل کے
 اندر گھس گیا اور سید صاحب بھی اس غصہ کی حالت میں اندرون محل چاہو پھر
 ملازمان نواب محبت خان میں کیسی سیہ محال نہ تھی کہ میان صاحب کو روک سکتا
 خلاصہ یہ کہ اندر محل کے جا کر جو ستورات وغیرہ کو دیکھا تو اسوقت ہوش
 آیا اور وہاں سے یہ لیکر پلٹے کہ یہاں کی سیر سیری ہیں اور بیٹیاں ہیں۔
 میں اسوقت غصہ میں اس لشکر کے پیچھے بے تکلف محفل میں آگیا سعاد کرو
 یہ میرے واسطے کھانے میں کہی ڈال کر لیکر لیتا نواب محبت خان اسوقت
 دسترخوان پر سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور میان صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا۔
 اور فرمایا کہ میان صاحب کیا مضائقہ ہے جو آپ محفل میں تشریف لے آئے
 بلا شک یہ آپ کی بیٹیاں اور ہیں تو کیسی سب کیزیں ہیں پس اب چاہیے
 ہم لو آپ یہیں کھانا باہم کھائیں یہ خرید میان صاحب نے عذر کیا لیکن نواب صاحب
 موصوف نے ہرگز نہ مانا اور میان صاحب کو بٹھا کر وہیں دسترخوان پر اپنے
 ساتھ کھانا کھلایا جیسے موافقت و اتفاق کیا میں نواب محبت خان و حضرت
 شاہ خواجہ حسین صاحب کے تھا کہہ کسی نے آنکھیں میو بھی نہ کھلا ہو گا۔

روم یہ کہ بعد درجی و برہمی ریاست نواب حافظ الملک بہادر کے سرکار کے
 سوہمی کا پیر منسی نپال کہ وہ نہایت دولت مند تھا۔ ۱۹۹۹ ہجری میں ماہ صید
 علاقہ داری پینے بڑی نظامت بریلی سے لکھنؤ میں آیا و قریب سرفراز گنج بیرون
 شہر لکھنؤ خیمہ ڈیرہ وغیرہ استادمہ کرا کے قیام پذیر ہوا اوس نے سودا گرن
 رام پور سے کچھ اسباب وغیرہ خرید کیا تھا و قیمت اوس کی عرصہ سے سودا گرن
 مذکور کو وصول نہیں ہوئی تھی و عدای امر و فرزدایین یہ لوگ پریشان تھے اور
 یہ سودا گرن کا نواب محبت خان میں بھی آمد و رفت رکھتے تھے ایک روز
 اون سودا گرن نے ہنگام ملازمت اپنی کیفیت نواب صاحب موصوف
 سے بیان کر کے یہ عرض کیا کہ وہ حضور کے سرکار کے سوہمی قدیم کا پیر ہے
 اگر آپ حاضری و زائر و مس کھلا بھیجیں گے تو ہمارے اسباب کی قیمت
 جلد وصول ہو جاوے گی اور ہم سبب نہ وصول ہونے قیمت اسباب کے
 بہانہ نہایت زیار و پریشان ہو رہے ہیں۔ نواب صاحب فرما کر کیا اور فرما
 کہ اب وہ زمانہ ہمارا نہیں رہا کہ کوئی خیال کرے وہ نیے کالونڈ اپنی دولت کے
 غرور میں ہے شاید ہمارا کھلا بھیجتا خیال میں لائے لائے۔ لیکن بوجہ انکہ
 صاحب الغرض مجنون۔ اون سودا گرن نے کمال منت و حاجت کی اور مجھ

عرض کیا کہ وہ حضور کے سرکار کا نیکو و قدیم ہے اور یہ دولت و ثروت
 حضور ہی کے قدموں کی بدولت اسے حاصل ہوئی پس بوجہ ہماجت سوگند
 مذکور کے نواب صاحب موصوف نے ازراہ رحم دلی و مروت خانشا مان
 احمد خان سے فرمایا کہ اچھا تم کل صبح کو جا کر ہاری طرف سے بعد دعا ان
 سودا گروں کو باب میں کہہ دینا چنانچہ حسب الحکم نواب صاحب خانشا مان جی
 مذکور سوار ہو کر اوس کے پاس گئے اور پیام گزاری کی لیکن اوس نے معقول نے
 خانشا مان مذکور کو یہ جواب دیا کہ میں نہیں جانتا نواب محبت خان کون ہیں
 پس خانشا مان جی بہ آرزوہ خاطر ہی وہاں سے اوٹھ کر چلے تو اوس وقت
 زیر لب یہ بھی اوس نے کہا کہ رشتہ جی مل گئی بل نہیں کیا و عافرا بھی ہے
 غرض کہ خانشا مان جی نے وہاں سے واپس آکر تمام سرگذشت نواب صاحب
 سے بیان کی نواب محبت خان کو نہایت رنج و قلق اس امر کا گذرا اور رنگ
 چہرہ کا تغیر ہو گیا اور فرمایا کہ یہ حد نہ مجھ کو سبب ان سودا گروں کے ہوا
 میں اول ہی سمجھا ہوا تھا لیکن ان لوگوں نے نہ مانا اور مجھ کو خیف کرایا۔
 نواب محبت خان اسی رنج و غصہ میں بیٹھ ہوئے تھو کہ سید خواجہ حسین صاحب
 تشریف لائے تو دیکھا کہ نواب صاحب موصوف کچھ مگر بیٹھے ہیں یہاں

نے اصرار کیا تو نواب محبت خان کی کیفیت میں وعن بیان کی یہ بات سن کر
 میان صاحب موصوف نے تھوڑی دیر وہاں توقف کیا بعد ازاں کھا کہ برابر
 ہم جاتے ہیں خدا حافظ۔ یہ کہہ کر میان صاحب اوٹھ کھڑے ہوئے نواب صاحب
 نے یہ جان کر اپنے قیام گاہ پر جاتے ہیں لیکن میان صاحب جو نواب صاحب کے
 پاس سے پھر توبہ صید اصطبل میں تشریف لائے اور ایک ساتھی سے فرمایا
 کہ جلد گھوڑا کہنچ اوس نے فوراً گھوڑا ملایا کیا نواب صاحب کو ملازموں سے
 یہ مجال کیسی نہ تھی کہ جس امر کو میان صاحب فرما دیں اور وہ اوس میں
 تامل و تساہل کر سکیں پس میان صاحب موصوف اسی وقت گھوڑی پر
 سوار ہو کر فرود گاہ نیال کی طرف روانہ ہوئے بعد ازاں یہ خبر نواب صاحب
 کو پہنچی کہ میان صاحب آپ کی پچیس سے اوٹھ کر اصطبل میں گئے اور وہاں
 سے فلان گھوڑا اچھا کر سوار ہو گئے چونکہ نواب محبت خان میان صاحب
 کی طبیعت سے بخوبی واقف تھے فوراً خیال میں گذرا کہ اوس ہی سواری کے
 ڈیرہ پر گئے ہونگے پس نواب صاحب نہایت پریشان و متروک ہوئے۔
 اور جلد ملازمین و خاص بلروں وغیرہ کو حکم دیا کہ بہت جلد جا کر وہیں سواری
 بھی لیتے جاؤ اور جو معاملہ کہ میان صاحب سے ان پر تھا اس میں میان صاحب

کی متابعت بھان و دل کرنا کسی بات میں بُزِ دلی و کمی نہ ہونے پائی۔ ملازمان
 نواب صاحب کو اور نہیں اکثر افسان و لاوڑ تھے بموجب حکم فوراً روانہ ہو گئے
 اس عرصہ میں خباب میان صاحب موصوف اوس سپر مودھی کے
 قیام گاہ پر جا پہنچے اتفاقاً وہ اوس وقت ناچ دیکھ رہا تھا یعنی کوئی
 لطائف اوسکے روئے و مہر کر رہی تھی پس میان صاحب و رجبہ پر جا کر گہوڑے
 پر سے اترے اور گہوڑا ساٹھیس کے سپرد کر کے بڑا دلشہ اندرون خیمہ تشریف
 لے گئے۔ جو کہ میان صاحب ایک شستین اور نہایت وجہ آدمی تھی کسی دربان
 وغیرہ سے رُوک ٹوک کی سبب تکلف اندرون خیمہ داخل ہو کر سازندہ و ساج کے
 پیچھے کھڑے ہو گئے جب وہ رنڈی اور سازندہ اوسکے قریبے سمجھل
 پیچھے رہے میان صاحب موصوف چستنی تمام بطرح باز شکار پر گرتا ہے
 جست کر کے سپر مودھی پہننے پائل پر جا بیٹھے ایک ماتہ اوسکی کمر میں ڈالا
 اور دوسرے ماتہ سے پیش قبض نکال کر اوسکی شکم پر رکھ دیا۔ پائل زور ہو گیا
 اور دہشت سے قریب تھا کہ اس کا بول برا نہ نکل جائے تمام محفل درجہم برجم
 ہو گئی چپا جانب سے لٹیکے کا شور اٹھا اوس وقت میان صاحب نے پائل سے
 فرمایا کہ اپنے باواؤ کو منع کرو نہ تیرا شکم ابھی چاک کر دوں گا پس اوس نے

سب کو منع کیا اور روکا کہ دور ہو قریب نہ آؤ ورنہ میری جان جاتی رہے گی
 اور میان صاحب سے دریافت کیا کہ میں آپ کا کیا قصور کیا جس کا یہ نتیجہ
 دیکھا اور سوقت میان صاحب نے فرمایا کہ تو نواب محبت خان ابن جافظ الملک
 بھاؤ کو نہیں جانتا اسی میں چیز ہے کہ اوٹھ کھڑا ہوتا کہ میں تجھی اپنے ساتھ
 لیجا کر نواب محبت خان کو شناخت کرا دوں وہ نہایت منت و سماجت
 کرنے لگا اور کہا کہ وہ میرا قاتل ہے نعمت و سرور قدیم ہیں میں تو اُن کا
 خانہ زاد ہوں نواب صاحب موصوف کو خوب جانتا ہوں اول سمجھا تھا میں
 اپنے بہہ جاؤ کوئی لکھنؤ کے امیر زادہ نہیں ہوئے مجھی اُن کی خدمت
 میں حاضر ہوئے سو کراچے رہے بلکہ اُن کی خدمت میں جانا میرا فرض ہے مگر
 دست بستہ آپ سے عرض کرتا ہوں کہ وہاں میری آبروریزی ہو جائے۔ میان صاحب
 نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیری آبروریزی نہیں ہوگی اطمینان رکھ بیٹے کہ
 اوسے اوس طرح گرفتار کئے ہو جو خیمہ میں باہر نکلتے تھے کہ ملازان نواب محبت خان
 سے قیل سواہی وہاں جا پونچھے پس میان صاحب سے ناپل ماہی پر سوار
 ہو کر آئے اور اوسکو ہاتھ رومال سے بندھا کر نواب محبت خان کے روبرو
 لائے اور قدموں پر گروایا اوس نے عذر تقصیر مانگی اپنی کائنات میں موصوف

کیا وقت مال سو اگر ان مذکور اس وقت حاضر کی نواب صاحب فرماوے
 دو شمال۔ رومال بطور خلعت دیکر رخصت کیا وہ اسکی دوسرے روز لکھنؤ
 سے جانب بریلی روانہ ہو گیا اور نواب محبت خان نے بیان صاحب سے کہا
 کہ یہ تمہنی کیا جہالت و نادانی کی تھی بھاب اسکی بیان صاحب فرمایا کہ
 برادر مجھ ہی تمہارا رنج و مدد نہ دیکھا گیا اس لئے تمہارے اقبال سے اس
 کا ذکر کو لا کر تمہارے قدیم نوکر وادیاور نہین تو ایک سید فقیر ہوں مجھی ان
 باتوں سے کیا علاقہ خیر جو ہوتا تھا وہ ہوا۔ سید کھکڑ مال دیا کہ جیسو اونہوں نے
 کچھ کہا بھی نہ تھا بیان صاحب موصوف فی ہمیشہ ہمت باز ملا اور لنگی رام پور کی
 اکثر اڑھتے تھے کبھی دو شمال رومال وغیرہ سے عرض نہین رکھی سفید اکر کہا
 یا کرتے پینا اور دوپٹے شکر فی یا سفید سر پہندا ہوا بیرگی ہاتھ میں چھرا
 کمر میں لگا ہوا اور بار بار سدا جہان کہیں گئی یہی وضع تاحیات رہی۔ روپیہ
 اپنے ہاتھ میں کبھی نہ چھوا۔ ایک مرتبہ جس شخص کے ساتھ جو تیرا دیا کیا مدام وہی را
 کیا ممکن کہ اوہین فرق آجائے فقط دیکر و بتعام آلا و ہنگام مقیدی
 نواب محبت خان بیان صاحب موصوف نے ایک تلنگے کو بوقت شب خفیہ
 طور پر قلعی کی بر جیہی اس وقت کہ وہ پیرا دیر ہاتا دیرا میں ڈھکیل دیا کہ وہ وہ

ہلاک ہوا بوجہ اس کے کہ تلنگہ مذکور نہایت بد ذات و حرام زادہ تھا اکثر
شغل کبیر وغیرہ محض باتین زبان سے نکالتا تھا اور میان صاحب موصوف
سے بھی بد زبانی کرتا تھا

بیان عقد و ترقی جاوہر شمت و انوار عیسیٰ مرید حسین صاحب مع مانر و گیر حالات

سابق میں تقریر ہو چکا ہے کہ نواب محبت خان کو گانا و نواح وغیرہ سُننے
و دیکھنے کا جیسا کہ امیرون کو ہوا کرتا ہے شوق تھا اکثر گانے بجانے کا
شغل بھی اونکے سامنے ہوا کرتا تھا و حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب
ہر اک امر میں انیس و طلیس نواب صاحب موصوف کے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں
سید خیر چشمیہ خاندان سے گانا سُننے کے عاشق۔ پس نواب صاحب موصوف
کی خدمت میں اکثر طوائف بھی برائے رقص و مہر و آیا کرتی تھیں بجز اول کے
ایک طوائف بھاگ پری نام کہ گانا و ناچنا اوس کا اچھا و فی الجملہ شکیلہ بھی
تھی آیا کرتی تھی جو کہ میان صاحب موصوف نہایت وجہ و تشکیل آدمی تھے
لہذا بھاگ پری طوائف میان صاحب موصوف کی جانب زیادہ ملتفت

سونے گلی جبکہ اوس کا میلان خاطر میان صاحب کو کچھ اور طرز کا پایا گیا تو ازراہ
 نیک نفسے و پاک لطیفی اکیروز میان صاحب نے فرمایا کہ نیک بخت تو کیوں
 مجھ فقیر حقیر کی طرف اس قدر توجہ کرتے ہے میں تیری کام کا نہیں تو باوجود شاہ
 اور وزیر و مکی پہلوئین بیٹھنے کے لائق ہے اور اوس سے کنارہ کیا اتفاقاً
 اوسے سال میں خباب شاہزادہ مرزا جہان دار شاہ بہادر دہلی سے لکھنؤ میں تشریف
 لائے کہ جن کا تذکرہ کتاب ہذا میں قبل ازین بیان ہو چکا ہے اُن کا ہر طرح
 پیہ پس و لحاظ و ادب نواب اصف الدولہ نے مرعی رکھا و کمال خاطر داری کی
 چنانچہ جملہ طوائف کویتی وغیرہ بھی بخدمت شاہزادہ صاحب موصوف خاطر
 ہوا کرتے تھے منجملہ طوائف کے شاہزادہ صاحب نے بہاگ بہری کو پسند فرمایا
 اور اپنا محل گردانا و اعزاز بخشا اوس رڈی کو یہ خیال ہوا کہ میں اس مرتبہ کو
 بہرکت زبان حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے بغایت خدا پرور
 ہوں ورنہ اور صد طوائف مجھ سے بہتر و برتر موجود ہیں یہ کیا کہ سب میں سے
 شاہزادہ صاحب نے مجھی کو پسند کیا پس عظمت اور اعتقاد اوس عورت کا
 میان صاحب کی طرف دو چند و سو چند ہو گیا حتیٰ کہ ایک روز تذکرہ اس امر کا
 اوس نے شاہزادہ صاحب سے کیا یہ بات سنکر شاہزادہ صاحب حد سوزیادہ

میان صاحب کی ملاقات کے شایق ہوئے اور کوئی ملازم معتبر اپنا پیچکر
 سید خواجہ حسین صاحب کو یاد فرمایا سید صاحب نے اسے یہ جواب دیا کہ
 شاہزادہ صاحب کے خدمت میں میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ میں ایک
 فقیر ناچیز ہوں قابل صحبت شاہان نہیں علاوہ ازیں بغیر اجازت نواب محبت خان
 ابن حافظ الملک کے میں کہیں نہیں جاسکتا یہ جواب سنکر نواب شاہزادہ صاحب
 نے اسے یہ وقت اپنا ملازم معتبر و معزز نواب صاحب موصوف کے پاس
 بھیجا اس نے اگر شاہزادہ صاحب کی طرف سے بعد دعا نواب صاحب سے کھا کہ
 تم سید خواجہ حسین صاحب کو ہماری پاس آنکی اجازت دو چنانچہ نواب محبت خان
 نے اسے اس سید صاحب سے فرمایا کہ میان صاحب شاہزادہ صاحب تم کو
 یاد فراتے ہیں ضرور جاؤ میں خوشی سے کہتا ہوں۔ و شاہزادہ صاحب
 کی خدمت میں اپنے طرف سے دست بے آداب اور تسلیات عرض کر رہا تھا۔
 چنانچہ میان صاحب غصہ میں ہوا مگر شاہزادہ صاحب کی خدمت میں گئے
 شاہزادہ صاحب کمال تپک و اطلاق پیش سے اور تعظیم و تکریم بیا نصیب
 کو اپنے برابر بیٹھا یا و مزاج پر سی فرمائی اور اپنا اشتیاق ظاہر کیا جواب
 اس کے میان صاحب نے کھا کہ میں اک فقیر حقیر بیکار صحبت سلاطین کو نہ رواں

نہیں یہ آپ کی خوش اعتمادی و عنایت ہے کہ مجھسی ناچیز کو یاد فرمایا
 اور میری حق میں ایسے کلمات فرمائے بعد ازاں اسی وقت شانہ زادہ صاحب
 حسب الطلب میان صاحب کو اندرون محل لگئے وہ عورت میان صاحب کو
 دور سے دیکھ کر کٹھری ہو گئی اور دوڑ کر قد سبوسی کی اور یہ کہا کہ مجھ کو یہ رتبہ
 من بعد فضل خدا آپ کی جوتیوں تصدق میں ملا میان صاحب نے بھی اسکی سر پر
 ہاتھ پیرا اور دعا دی۔ الحاصل میان صاحب موصوف کی قدر شانہ زادہ صاحب کے
 پاس توقف کر کے رخصت ہوئے تو شانہ زادہ صاحب نے میان صاحب سے وعدہ لیا
 کہ تا مہنگام قیام لکھنؤ آپ ہر روز صبح کو ہمارے پاس ضرور تشریف لایا کھجور
 چنانچہ میان صاحب روزانہ شانہ زادہ صاحب کے پاس جانی لگے۔ و نواب
 آصف الدولہ بہادر بھی روز صبح کی وقت شانہ زادہ صاحب کے سلام کو
 آیا کرتے تھے پس وہ انکی آمد و رفت و نشست برخاست میں فیما بین نواب
 آصف الدولہ و میان صاحب کے یہی کار تباط زیادہ ہو گیا ایک روز شانہ زادہ صاحب
 نے میان صاحب سے فرمایا کہ آپ اپنا عقد کیوں نہیں کرتے۔ بوجاب اس کے
 میان صاحب نے کہا کہ میں ایک فقیر آدمی خانہ بدوش ہوں استطاعت خانہ داری
 کی نہیں رکھتا نواب محبت خان کیو جس سے اوقات اپنی بسر کرتا ہوں

اور انہیں مقدرت میرے اخراجات خانہ داری و عیال داری اوٹھانہ کی
 نہیں دیکھتا اور انکے مصارف آمدنی سے بڑھے ہوئے ہیں لہذا مجھ کو کوئی ضرورت
 عقد کی نہیں میرا تجربہ و متاہل ہوا اسے اچھا ہے خوب بی فکری سے گزرتی
 ہے شاہزادہ صاحب نے اسباب میں اصرار کیا اور فرمایا کہ آپ سنتے
 نبوی سے انکار کرتے ہیں ضرور عقد کرنا چاہیے میان صاحب موصوف
 نے پہر تامل فرمایا اور عذر کیا اس درمیان میں نواب اصف الدولہ بہادر نے
 فرمایا کہ میان صاحب آپ عقد کرنے میں تامل نہ کریں جملہ مصارف خانہ داری
 میرے ذمہ ہیں اور بڑے میان صاحب یعنی حضرت سید خواجہ حسین صاحب
 سے کہ برادر کلان و عینی سید خواجہ حسین صاحب کے تھے و نیز نواب
 محبت خان سے بھی اسباب میں سفارش اور اعلیٰ العرض الیٰ صاحبوں
 نے بلکہ تجربہ سید خواجہ حسین صاحب کو عقد کرنے پر غرض نہ کیا پس نواب
 شاہزادہ صاحب و نواب اصف الدولہ بہادر و نواب محبت خان نے
 اپنی تجویز سے باوجود تکیے از اقربائے نواب حسین الدین خان کہ سادات
 صحیح النسب سر تھے شادی کتھدائی میان صاحب موصوف کی قرار دی
 اور وزیر باغ میں جلسہ شادی منعقد ہوا شاہزادہ صاحب و نواب

اصف الدولہ بھادر نواب محبت خان سنے شریک بنم ہو کر نہایت
جاہ و احترام کے ساتھ عقد میان صاحب موصوف کا پڑھوایا و نواب

اصف الدولہ بھادر نے اوسی روز شہنشاہ پانصد روپیہ ہوار سید خواجہ حسین صاحب

کا مقدر فرمایا۔ و پس از چند سال بارہ درمی راجہ کے تعمیر کردہ سیدی

بشیرہ جس کا ذکر متضمن حالات نواب حافظ الملک بہادر کتاب ہذا میں

ہو چکا ہے خرید کر میان صاحب کو عنایت کی بعد ازاں میان صاحب

موصوف نے اور مکان بھی گرو و پیش او سکے بوجہ کثرت اولاد بجلد

رستم نگر خرید گئے کہ تا حال اوان مکانات سے کچھ بڑا بجلد مذکور باقی ہیں

و شرار حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب و مقبرہ حضرت سید شاہ خواجہ

حسین صاحب سمیت قبور دیگر اولاد و اقربا بار شان بجلد مذکور موجود ہیں

و نواب اصف الدولہ اکثر سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے مکان پر تشریف

لایا کرتے تھے چنانچہ ایک روز نواب اصف الدولہ بہ سواری بالکی میاں صاحب

کے مکان پر آئے تھے کہ بوجہ کوچہ ہائے تنگ بانس بالکی کا ایک شہر بھی

سکان کی دیوار سے اٹھ گیا اور بالکی کا دامن سے ٹکنا و شوار ہو ا پس فوراً

بیلداروں نے وہ دیوار کہو د ڈالی اور بالکی نکلی آئی نواب اصف الدولہ

میان صاحب کے مکان پر آکر بیٹھے بعد عرف و حکایات میان صاحب نے
نواب اصف الدولہ سے کہا کہ نواب صاحب آپ مجھے فقیر کے غریب نما پر

کیون تکلیف فرماتے ہیں میں خور و زمرہ حاضر و بار ہوتا ہوں۔ نواب

اصف الدولہ نے فرمایا کہ میان صاحب میرا کیا آپ کو ناگوار ہوتا ہے

میاں صاحب نے کہا کہ نہیں آپ میرے سر نگہوں پر تشریف لائیں لیکن

بعض غریب اہل محلہ کو تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے دل میں کہتے کہ یہ

فقیر حبس ہمارے محلہ میں آکر رہا ہے تو ہلو تکلیف دیتا ہے۔ نواب

اصف الدولہ یہ بات سن کر ہنس اُڑیہ فرمایا کہ اچھا میان صاحب ہم

آج سے پاکی میں سوار ہو کر آپ کے مکان پر نہ آیا کر نیگے اور حکم دیا

کہ آج ہی دیویشٹہ بنی وایکے مکان کی درست کرادیا جائے۔ چنانچہ

حسب احکم نواب اصف الدولہ کے ایسا ہی ظہور میں آیا کہ دیواراؤس شطرنجی

باف کے مکان کی خام تھی پختہ بن گئی۔ بعد انتقال نواب اصف الدولہ کے

نواب سعادت علی خان بہادر میان صاحب موصوف سے کمال اتحاد و

ونواب صاحب موصوف ہی میان صاحب کے مکان پر اکثر تشریف لایا کرتے

تھے اور میان صاحب کی عزت و حرمت بسطوح کہ نواب اصف الدولہ کرتے

تھے اوس طرح پر بلکہ سید راوس سے زیادہ نواب سعادت علی خان کرتے تھے

بیان دیگر حسب اتفاق ایک روز نواب سعادت علی خان بہادر صاحب

ٹکیٹ راس کے باغ میں ناچ دیکھ رہے تھے اور او جاگر ٹوائف ہو کر راس

جہی و سید شاہ خواجہ حسین صاحب بھی شریک جلسہ مذکور تھی لیکن نواب

سعادت علی خان بہادر اور دونوں تک شغل میں روشنی کا بھی کرتے

تھے پس نشہ کی حالت میں اوس رنڈی سے یہ فرمایا کہ او جاگر میان صاحب

کی گود میں بیٹھ جا اوس نے قصد کیا تو میان صاحب نے اشارہ سے

روک دیا چند ساعت کے بعد پھر نواب صاحب نے اوس ٹوائف سے یہی

کہا اوس نے پھر قصد کیا میان صاحب نے اوس کو چہرہ کا تو وہ الٹ ہو گئی

لیکن میان صاحب موصوف کو باطن سید بات سخت ناگوار گزاری اور دل میں

خیال کیا کہ نواب صاحب خلاف عادت اس وقت مجھ سے کھڑے ہیں اتفاقاً

نواب صاحب نے تیسری مرتبہ برہم ہو کر اوس ٹوائف سے فرمایا کہ ہم مجھ سے

چند مرتبہ کہ چکے تو میان صاحب کی گود میں نہیں بیٹھ جاتی اوس وقت وہ

رنڈی خوفِ حاکم سے مجبور ہو کر سیت قریب میان صاحب کی آگئی اور قصد گود

میں بیٹھ جانے کا کیا میان صاحب نے اوس کو ہاتھ سے ڈھکیل کر سید فرمایا

کہ دور ہو بیان سے یہ گودی مال زادیوں کی بیٹنے کے لائق نہیں
 اس میں وزیر زادیان اور شہزادیان بیٹھیں تو کیا مضائقہ ہے
 یہ بات اس نشہ کی حالت میں نواب سدا علی گاہ کو بہت ناگوار گذری
 و کلمہ مناسب یعنی بجای تم کے تو کے لفظ سے بیان صاحب کی طرف
 مخاطب ہو کر نہ دیا کہ یہ کیا بات بیہودہ کہی او سوقت بیان صاحب
 موصوف کو غصہ ضبط کرنیکی تاب نہ رہی۔ اور چہرے پر ہاتھ ڈال کر فرمایا
 کہ اے دختر شجاع الدولہ خموش۔ اگر دوبارہ ایسا کلمہ زبان سے
 نکالا تو اسی وقت اپنی جان اور تنہاری جان ایک کر دوں گا اور
 سینہ پر چیر کر لہو پی جاؤں گا۔ یہ سخن میان صاحب کی زبان سے
 نواب سدا علی خان سسک کر دم بخود ہو گئے اور گردن جھکالی۔ وہ
 جلسہ درجہ و برہم ہو گیا۔ میان صاحب موصوف چند ساعت توقف کر کے
 اوٹھ کھڑے ہوئے اور سلام علیک کر کے نہایت ہوشیاری کے ساتھ
 اپنے بائیں دیکھتے ہوئے باغ مذکور سے نکلا اپنی فٹس میں سوار ہو کر
 مکان پر چلے آئے نواب سدا علی خان بہادر نے یہی فی الحقیقت
 پچاس و لحاظ سلوات نہایت تحمل کو کام فرمایا ورنہ حاکم اور محکوم

میں بڑا تفاوت ہے میان صاحب کی جان جانے والے میں کیا آمل تھا چنانچہ
 اوس دن سر نواب سعادت علی خان بہادر و میان صاحب موصوف
 سے ایک محنت ملاقات ترک ہو گئی و نواب صاحب نے وہ پانصد روپیہ
 ماہوار کہ جو عہد نواب اصغف الدولہ بجاور سے میان صاحب کو ملتا چلا
 آتا تھا بالکل بند کر دیا۔ پس ازیک دو ماہ میان صاحب موصوف کو
 تکلیف اخراجات وغیرہ کی ہونے لگی ہر چند کہ نواب محبت خان و
 حضرت شاہ خواجہ حسن صاحب نے سید خواجہ حسین صاحب کو سمجھایا
 اور رہنمائی کی کہ تم بغیر طلب نواب سعادت علی خان بجاور کے پس
 چلے جاؤ اور سوقتہ نشانی حالت میں اسے یہ ایک حرکت خلاف
 ہو گئی اور شکوہ بھی غصہ کیا جسوقتہ اعتباراً اور ان کا سامنا ہو جائیگا
 تو یقین ہے کہ باہم معافی ہو جائیگی اور کدورت نہ رہیگی لیکن یہاں صاحب
 موصوف نے یہی کھا کہ اب جب تک نواب سعادت علی خان باز خود مجھ
 طلب نہ کرے میں ہرگز نہ ہاؤں گا۔ پس میں جو سو روپیہ میان تک
 کہ اس بات کو بعد قریب آٹھ سو روپیہ کے گزر گیا اور میان صاحب
 کو سبب بند ہونے منخواہ کے ہر طرح کی تکلیف ہونی لگی اسوقت

کہ اخراجات میان صاحب کے نہایت کثیر تھے اور اولاد وغیرہ بھی کثرت سے
 ہو گئی تھی لہذا کراچی نواب سعاد علی شاہ اور کاسمانا کر تھے اٹھالیس لاکھ روپے کا تعلیم کیا گیا
 مین یہ خبر پہونچی کہ قریب نول گنج جو لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلہ
 پر واقع ہے اور اوس زمانہ میں گنج مذکور کے قریب کسیدہ جنگل بھی
 تھا کہ ایک شیر اگیا ہے اور اوس نے کسیدہ موشی وغیرہ کو مارا
 ہے۔ بارشندگان نول گنج نہایت ٹالٹ و ترسان ہیں نواب صاحب نے
 فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم خود جا کر اوس شیر کو تھکا کر نیکے چنانچہ
 روز دویم ایسا ہی کیا کہ بارے شک کا کہ نواب صاحب نول گنج رواد ہوئے
 یہ خبر نواب محبت خان کو پہونچی چونکہ شاہین نواب محبت خان و صاحب غلام
 حسین صاحب کے کمال اتحاد تھا لہذا نواب صاحب سو فرمایا اپنے لکھان
 سے ہوا وار پر اور کراچی کے ساتھ میان صاحب اور سو قتل خان
 ہمارے ساتھ فوراً ہی پہونچا تا و نیکہ و آفتابی وغیرہ جو نظر آئی تو
 اپنے ایک ملازم سے کہا کہ دوڑ کر دیکھ تو کہ نواب محبت خان آتے ہیں
 اوس نے دیکھ کر عرض کیا کہ پیر و مرشد نواب صاحب بھی تشریف لاتے ہیں
 نہیں میان صاحب اور سو قتل خان بنواسے تھرویتے ہی اور شہ کراچی سے

اور حسب معمول قدیم نواب صاحب موصوف کو تا بہ صحن مکان آکر لیگئے اور
 اندر آیا کہ برادر اسوقت متنی کیون تکلیف کی مجھ کو طلب کر لیا ہوتا۔ نواب
 صاحب نے یہ فرمایا کہ میان صاحب اسوقت میں ضرورت شدید تمہارے
 پاس آیا ہوں جو میں کہوں وہ تم کو قبول کرنا چاہئے گا میان صاحب
 نے جواب دے کر فرمایا کہ برادر تمام آٹاں البیت اور مکان لوریز کے
 بارے وغیرہ سب تمہارے ہیں مجھ سے کسی بات کی پوچھنے اور کہنے کی کیا
 ضرورت ہے نواب صاحب نے فرمایا کہ وہ بات تم سے ہی کہنے کی ہے اور
 تم کو ضرور اس وقت منظور کرنا ہوگی میان صاحب نے استفسار کیا تو
 نواب صاحب نے فرمایا کہ تم میرے سر کی قسم کھا لو کہ میں منظور کروں گا
 جب میں بیان کروں گا۔ اول تو میان صاحب نے کچھ عذر کیے جب نواب صاحب
 نے اصرار کیا تو میان صاحب نے نواب صاحب کے منہ کے قسم کھائی۔
 اور اس وقت نواب صاحب نے میان صاحب موصوف سے کہا کہ نواب
 سعادت علی خان بہادر برائے شکار شیر جانب نول گنج تہتر احمدہ ہوا
 اور تشریف لیگئے ہیں لہذا میں تم سے کہنے آیا ہوں۔ وبراہیہ فیل سواری
 ہی حکم دے آیا ہوں تم اسوقت میری کہنے سے نواب صاحب موصوف کے

پس فوراً چلے جاؤ ورنہ مجھے ملال ہوگا۔ میان صاحب نے یہ بات
نواب صاحب کی زبان سے سُن کر کس قدر تال اور انکار کیا نواب محبت خان
نے فرمایا کہ بیان صاحب تم میرے سر کے قسم کھا چکے ہو۔ اس کا خیال
کرنا چاہیے۔ دویم یہ کہ حضرت سید شاہ خواجہ حسن صاحب نے بھی سمجھایا
تو سید خواجہ حسین صاحب نے نہایت اپنا سر دہنیا اور نواب صاحب سے کھا
کہ براور تھے اس وقت وہو کے میں اپنے سر کی قسم مجھ پر لیلیے اچھا الامر
فوق الادب میں جاؤں گا۔ میں حجامت بنواؤں۔ نواب صاحب نے
فرمایا کہ حجامت اس وقت نہ بنوائے میری کہنے پر سوار ہو جاؤ
ناچار میان صاحب موصوف نے اوسیدم لباس پہن کر عمامہ سر پہ
لیٹھا اور ماتہ میں بیراگی و پیش قبض کمر میں لگا کر فیل پر سوار ہو کر
حاجب نول گنج روانہ ہوئے و نواب صاحب یعنی نواب سعادت علی خان
بہادر جو اوس مقام پر پہنچے تو جہاں شیر کا پتہ لگتا تھا بانگہ وغیرہ
حسب معمول کیا گیا تو کہیں شیر کا سراغ نہ ملا۔ پس نواب صاحب
موصوف منعض اور بد مزہ ہو کر مقام مذکور سے پلٹے اور بسبب اسکی
کہ باتوں اور سواروں کے ہمراہ ہونے سے گروہت اوڑتی تھی۔ لہذا

نواب صاحب ان حکم دیا کہ جسے جلد ہمارے بیان سواری بہت دور چھوے
 یہیں فقط بذات خود فٹنس میں سوار و چند کھار و خدمت گار نواب صاحب
 کے ہمراہ رہے اور باقی سب لوگ پیچھے رہ گئے اور وقت حساب
 میان صاحب پہنچے اور انہوں نے یہی اپنا فیمل سواری اور نہیں ہاتھوں کے
 ساتھ جو کہ پیچھے نواب صاحب کے سواری کے آگے تھے ملا یا اور آہستہ
 آہستہ دیگر اشخاص سے باقی کرتے ہوئے واپس آگے تک ایک
 تیشب میں نواب سداوت علی خان سپاہور کی فٹنس اوٹری اور لوگوں کی
 نظروں سے اوجھل ہو گئی چند ساعت کے بعد صلابت خان چیلہ کہ
 جو میان صاحب کے خواہی میں بٹیا تھا اوس نے جھک کر چپ کر کے
 میان صاحب کے کان میں کھا کہ ملاحظہ تو کیجئے مجھ کو نواب صاحب کی
 فٹنس پر تلوار حکمتی نظر آتی ہے پس میان صاحب نے یہی جو عوز سے
 دیکھا تو اوس کا کہنا سچ معلوم ہوا لہذا میان صاحب نے فیمل بان
 کہا کہ ہاتھی دوڑا فیمل بان نے موافق حکم میان صاحب کے ماتحتی
 بہت تیز دوڑایا و دیگر ہمراہ میان کو بہت ثابت ہوا کہ شاید میان صاحب
 کو نواب صاحب نے طلب فرمایا ہے جو یہ اپنا ہاتھی اس قدر تیز بھکاری ہوئے

جانتے ہیں۔ لہذا فریک گور کی چاکا کسی کو نظر نہ آئی۔ لہذا صاحب

سیان صاحب کو صوفیہ قریب سے پہنچو تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے

فنس پر بار رہا ہے انہوں نے فیل بان سے لڑایا کر کے جلد ہاتھی

ٹھہرا اوس نے ہاتھی ٹھہرایا۔ نرو بان دکانے کی غوث زانی پائی تھی کہ

سیان صاحب فوراً ہاتھی پر سے کود پڑے کہ جسکی سب سے کس قدر

صبر سیان صاحب کے ایک پاؤ نہیں آیا لیکن انہوں نے کچھ خیال اوسکا

نکلیا فوراً جب شکار اوس شخص کو لاکارا اور فرمایا کہ او مرد و وہ کیا

کرتا ہے اور سیان صاحب بہت قریب اوسکے جا پہنچے تھے کہ اوس

شخص نے فنس کو چھوڑ کر ایک تلواریا صاحب کے ماری سیان صاحب کے

لمتہ میں جھیرا کی تھی اور انہوں نے اوس پر رو کی اوس نے اور

دوسری تلواریا سیان صاحب نے وہ بھی جھیرا کی پر رو کی اور بہت

قریب اوس سے لگے وہی جھیرا کی لگا کر اوسکے سر پر ماری کہ وہ شخص

اوس چوٹ کے صدمہ سے چلے گیا پس سیان صاحب نے بچا لائی تمام قسم

اوس جھیرا کی کا اوس شخص کی گرو نہیں ڈالے کہ جھیرا کے مارا کہ

وہ زمین پر گر پڑا اور سیان صاحب پیش قدمی کرتے نکلا لڑا کے سینہ پر

چڑھ بیٹھے اور یہ قصد کیا کہ اسے ہلاک کروں اس درمیان میں نواب
 سعادت علی خان بہادر فتنہ کی پٹ کو لکھ رہا ہر شکل آئے اور فرمایا کہ میان
 صاحب تین سیر کی قسم کرتا نہیں لہذا میان صاحب موصوف
 نے ہاتھ پاروک لیا اس نشان میں کہ یہ عید ملازمان و ہمراہان سواری
 ہوا آپو پچی اس شخص کی مشکین باندہ ہیں بعد اس کے اس شخص
 سے دریافت کیا کہ تو نے یہ حرکت نالایق کیسوا سہلی کی تو اس نے
 بیان کیا کہ میں طمان لیٹن میں بزمۃ المنگان ملازم تھا عرصہ ہوا کہ تحیف
 میں آکر برطانت ہو گیا۔ حتیٰ کہ اب نوبت میری نفاذ کشتی پو پچی تو دل میں
 یہ خیال آیا کہ تو مرنا تو ہے پس کسی ایسے شخص کو مار کر مر۔ کہ جس سے
 نام دنیا میں رہ جائے اسوجہ سے میں نے یہ حرکت کی تھی عرض کہ نواب
 سعادت علی خان بہادر بعد اس قصہ کے فتنہ میں سوار ہوئے اور میان صاحب
 سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ آؤ رفتہ رفتہ حب دولت خانہ پر پہنچے
 اور جلد ہمراہی پہنچ کر خدمت ہوئے تو میان صاحب کو نواب صاحب
 اپنے ساتھ کوٹھی میں لے گیا اور نہایت مہمان صاحب کی شکر گزاری اور
 مع و تمنا کی اور بہت سی غلامی خان خانسان کو حکم دیا کہ کشتی ہمارے خلعت لاؤ

چنانچہ اوس نے فوراً کہیں کشتیان لا کر حاضر کیں اور سو وقت نواب صاحب نے
 میان صاحب موصوف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میان صاحب یہ کشتیان خلعت
 وغیرہ کی موجود ہیں ہمراہ لیاؤ۔ میان صاحب موصوف نے اوس کے قبول
 کرنے میں انکار کیا اور کھا کہ نواب صاحب میں ان کشتیوں کے لینے کا مستحق
 نہیں اگر یہ کام آپ کے ملازمین ہو کوئی رسالدار یا کمیدان و یا دیگر افسران
 فوج میں سے کرتا تو البتہ اس انعام کا مستحق تھا میں بیچارہ ایک فقیر کٹر گدا
 کوئی بانکا یا سپاہی نہیں کہ یہ انعام لون مجھ سے جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب
 فقط آپ کے اقبال کا باعث تھا ایک گنوار کو پکڑ لیا تو کیا فخر کیا میں یہ
 خلعت و انعام تمہارے سر کی قسم سیڑھ پر نہ لون گا اس سے مجھے
 سزا رکھنا چار نواب صاحب موصوف الصدر خاموش ہو گئے اور
 ولین سمجھ لیا کہ میان صاحب ہرگز اسے قبول نہ کریں گے۔ بعد ازیں میان صاحب
 رخصت ہو کر اپنے مکان پر آئے۔ روز دوشنبہ نواب سعادت علی خان
 بہادر نے جس قدر کہ تنخواہ میان صاحب کی چڑی ہوئی تھی حساب کیا ہزار روپے
 ماہوار میان صاحب کے مکان پر ہوا دی اور میان صاحب کو طلب فرمایا
 اوس روز سے صفائی کامل فرمایا میں نواب سعادت علی خان بہادر و حضرت

شاہ خواجہ حسین صاحب کی دوبارہ ہو گئی اور ہزار روپیہ مالانہ مقرر ہوا و آمد و
 رفت میان صاحب موصوف کی۔ سابق دستور ہو گئی و نواب سعادت علی خان
 پیش انچیشی اعزاز و خاطر داری میان صاحب سے ہوئی کی فرمائے گئے جب
 وہ چل رہا ہوا کہ نواب محبت خان میان صاحب موصوف کو دیا کرتے تھے
 لینا موقوف کیا اور یہ فرمایا کہ ہر اور یہ چاہیے روپیہ اب میری طرف سے
 میرے بیٹوں یعنی انچرا حلاف کو رہا شیر نی دیا کرو ہر چند کہ نواب صاحب
 موصوف نے اسباب میں اصرار کیا لیکن میان صاحب نے کسب طبع نہ مانا۔ مگر لباس
 سرمائی تمام عمر میان صاحب کو نواب محبت خان کے میان کا پہنا۔ جو
 ووشالہ رومال و خلعت وغیرہ میان صاحب کو نواب سعادت علی خان ہوا
 کی کار سے عیدین و دیگر تقریبات وغیرہ میں ملتا تھا وہ اپنے فرزند کو
 دیا کرتے میان صاحب کو یعنی حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب کو دیدیا
 کرتے تھے کبھی نطفی ووشالہ رومال خود نہیں اوڑھا و نواب سعادت علی خان
 نے بعد ازین اوشش شخص کو کہ جسے تلوارین ففس پر مارین تھیں بہ نرائے
 سخت ہاک کرایا اور اون کہا راون اور خدمت گارون وغیرہ کو بھی سزا
 سخت دین سوزا تم احمدون نے پھیرا کی مذکور چشم خرد نواب میر حسین صاحب

پاس دیکھی ایک تلواریں کے غم پر لگی تھی اور دوسری تلوار جابائے گرفت
 پر محزون لگی تھی کہ اس تلوار نے بے پیراگی کو دوتین انگشت مثل قلم کے تراشا
 تھا اگر سمجھتا اور پڑھ کر پڑھتی تو ضرور میان صاحب موصوف کے ماتہ کو صدمہ
 پہنچتا۔ بیان دیگر سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے ہشت پیر
 دو دختر ایک ہی زوجہ سے تولد ہوئے کہ نام ان کے انشا اللہ تعالیٰ آئندہ
 تحریر کے جائینگے۔ بہاء صفر ۱۲۸۵ ہجری بعد نواب سعادت علی خان بہادر
 جب نواب محبت خان کا انتقال ہوا تو میاں صاحب موصوف کو اس قدر
 رنج و ملال ہوا کہ قابل بیان نہیں۔ اکثر نواب صاحب موصوف کو یاد کرتے
 تھے اور زار زار روتے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ از خود روز بروز
 گھٹتے جاتے ہیں اور کم زور ہوئے جاتی ہیں نواب محبت خان کی قبر پر کبھی
 نہیں گئے اور یہ فرماتے تھے کہ اگر ہم نواب محبت خان کی قبر پر جائینگے۔ تو
 پہر و مان سر زندہ پیش کرنا آئینگے وہیں بیٹھ رہینگے یہ فرمانا ان کا
 صحیح تھا چنانچہ نواب صاحب موصوف کے عرس میں حضرت سید شاہ خواجہ حسن
 صاحب ہمیشہ تشریف لایا کرتے تھے لیکن سید خواجہ حسین صاحب کبھی نہیں
 گئے و پس از چند سال بعد انتقال نواب محبت خان کے بہائے زمانہ

غازی الدین سید شاہ اودہ پندرہویں شوال کو سید شاہ خواجہ حسین صاحب
نے بہ عارضہ سہل انتقال کیا اور اپنے صحن بارہ درمی کے گوشہ میں
جانب غرب زیر سایہ درخت تمر ہندی یعنی اٹلی دفن ہوئے۔

بیان حال سید شاہ خواجہ حسن صاحب برادر کلال و یعنی حضرت سید خواجہ حسین صاحب مرحوم

حضرت سید خواجہ حسن صاحب ابتدا سے عہد نواب اصف الدولہ بہادر لکھنؤ میں
تشریف لائے یہ نہایت درویش کامل بزمہ اولیا شامل تھے گوشہ نشین عار
بالہ کسی بادشاہ یا وزیر کے دربار میں کبھی نہیں گئے ہمیشہ متوکل بخدا رہے
حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب کے مرید اور خلیفہ اور غالب زاو بہائی بھی تھے
صاحب کشف و کرامات باوقات بہت اشخاص انکے مرید تھے ان کا
انتقال پس از چند سال بعد ملت سید خواجہ حسین صاحب کے ۱۳۴۰ ہجری
ماہ ذی الحجہ میں ہوا چنانچہ تاریخ وفات انکی یہ ہے۔ تاریخ وفات
وفات یافت حسن آفتاب فضل کمال کہ در زمانہ ناشبلی و و م بون
بروزہ و سن طرش خدا آمد دو شنبہ و ۱۳ ذی الحجہ و ۱۳۴۰ ہجری
اور اپنے ایک فرزند سید شاہ قطب اعظم صاحب و یک دختر صفیہ ہستی پر

یادگار سپہ شہ قبط اعظم صاحب کا پھر عہد نواب مستند الدولہ
وروشن الدولہ پرا اعزاز و دور دورہ سہ کار سلاطین اودہ بن رما
شاہ قبط اعظم صاحب نے شہ نج میں انتقال کیا چنانچہ تاریخ انتقال
اون کی یہ ہے تاریخ وفات

چو حضرت شاہ قبط اعظم سجادہ عرش ساخت آباد

راخ پے سال انتقالش بر گشت کہ حمت خد آباد

اونکی اولاد سونچ پیر چند دختر تین یعنی سید و دو حسن و سید قبط حسن و سید محمد حسن و سید
قطاب حسن و سید اونسے ایک فرزند و سید احمد حسن و یک دختر و غیر ذہب نواب ضاکر علی بن محمد

ہیں و دختر سید خواجہ بن صاحب کی بسید ہاشم علی مستند ہوئیں اونسے

ایک ہی فرزند یعنی میر مختش علی و یک دختر باقی رہی میر مختش علی صاحب نے

قبل از ایام غدر لاؤ لدا انتقال کیا۔ و اولاد ہمیشہ میر مختش علی مرحوم

سے سید عابد حسن و غیرہ اخلاف سیر اعظم علی صاحب مرحوم و یک و دو دختر

ہنوز بشہر لکھنؤ موجود ہیں۔

بیان اولاد شہ قبط اعظم صاحب مرحوم

اول فرزند گلان سید حسن صاحب دوم سید حسن صاحب سوم سید پیر صاحب

مستزاد بطور پرورش ترقی ہے۔ بیان دیگر دیک ہمیشہ ہی

سید خراج حسین صاحب رسید خواجہ حسن صاحب مرحومین کی تہن۔ اونکی

تین دختر و سہ فرزند میر قاسم علی عرف بڑے مرزا صاحب و میر ماشق علی و

میر کاظم علی تھے میر کاظم علی سے اولاد انتقال کیا بڑے مرزا صاحب کے

فرزند سید ابن حسن صاحب و یک دختر تھی۔ چنانچہ سید ابن حسن کے پسر

سید راج حسین صاحب اولاد ہونے موجود ہیں اونکی دختر کے فرزند میر سید محمد تھے

اونکی اولاد بھی کچھ تھیں جو جو ہیں و ہمیشہ کلان پڑے مرزا صاحب سید شاہ

قطب اعظم صاحب سے منعقد ہوئیں اور انکے بطن سے فقط ایک دختر شاہ صاحب

سودوں کے تولد ہوئیں اور وہ دختر اولاد سے منعقد ہوئیں

چنانچہ دختر و دختر کلان شاہ صاحب سے منعقد ہوئیں و سید محمدی

خلفا میر معین صاحب کی بیان سے منعقد ہوئیں ہونے موجود۔ و صاحب اولاد

ہیں و ہمیشہ دویم بڑے مرزا صاحب کی سید حسن صاحب سے منعقد ہوئے

اونکے بطن سے سید امیر علی و سید کبیر علی سفوف تولد ہوئے سید کبیر علی

صاحب کے فرزند سید حسین صاحب ہونے موجود ہیں۔ و ہمیشہ سویم بڑے

مرزا صاحب کے سید اصغر علی صاحب سے منعقد ہوئیں اونکے ایک فرزند

سید نجم الدین صاحب مرحوم و یک دختر تولد ہوئے و ہمشیرہ سید نجم الدین
 نے لا ولادت قال کیا۔ و سید نجم الدین کی دختر بساوات سہسوان میر محمد حفیظ صاحب
 سے منعقد ہوئیں ہنوز شہر بڑو وہ بین بقید حیات و صاحب اولاد ہیں۔
 و سید محسن صاحب کے ایک پسر سید احمد حسین بطن زوجہ دیگر سے ہنوز
 موجود ہیں۔ و سید محمد حفیظ صاحب کے پانچ فرزند و تین دختر یادگار رہے
 یعنی سید محبوب صاحب و سید یعقوب صاحب و سید جلال الدین صاحب و سید
 منصور صاحب و سید فرزند حسین صاحب منجملہ انکے سید یعقوب و سید جلال الدین
 صاحب کی اولاد سے اب کوئی باقی نہیں و سید فرزند حسین صاحب خود بقید
 حیات و صاحب اولاد ہیں۔ و سید محبوب صاحب و سید منصور صاحب کی اولاد
 بھی ہنوز موجود ہے۔ و اولاد دختران سید حفیظ صاحب سے بھی کچھ اشخاص
 از مزد و زن رائے بریلی و آرا وغیرہ میں موجود ہیں و سید فقیر صاحب
 سے تین فرزند و دو دختر منجملہ ہستی پر یادگار رہے۔ یعنی خواجہ محمد بشیر صاحب
 و خباب حضرت صاحب و سید علی اکبر صاحب نے بہ سال حال بمقام ہوپال
 انتقال کیا ایک پسر و یک دختر انکی اولاد سے ہنوز موجود ہیں۔ و اولاد
 دختران فقیر صاحب سے بھی کچھ اشخاص بہ شہر ٹنپا و آرا وغیرہ موجود ہیں

خاندان اولاد میر محمد حسین بن مرحوم صدر اعظم

وخواجہ محمد بشیر صاحب کا ایک پوتہ اور ایک پوتی اولاد سید نظام الدین
 مرحوم و چند دختر صاحب اولاد موجود ہیں۔ و جناب حضرت صاحب کے
 بڑے فرزند از بطن زوجہ اول سید فخر الدین حسین صاحب تخلص سخن
 صاحب دیوان و انکی تصانیف سرسروش سخن و بعض کتب اور ہی ہیں
 و بمقام مہتمم سرکار انگریزی میں بعدہ جلیلہ لازم و صاحب اولاد ہیں
 اور بطن زوجہ دوم سے سید فرید الدین عرف قدین صاحب نہایت
 لائق و چند دختر ہیں۔ و موضع حاجی پورہ وغیرہ انکی منیالی جاہلاد سے
 ہے۔ و از بطن زوجہ سوم یعنی دختر میراعظم علی صاحب مرحوم و دو
 فرزند سیمان سید رشید الدین و سید محمد حسن و یک دختر تولد ہوئے
 چنانچہ وہ دختر بسید علی سن خان خلیف نواب محمد صدیق خان مرحوم بشیر
 بہوپال منقذ موئین۔ و سید امیر صاحب کی بھی ایک دختر صاحب اولاد
 موجود ہے۔ بیان دیگر بعد انتقال نواب محبت خان بھادر
 و سید خواجہ حسن صاحب و سید خواجہ حسین صاحب مرحومین کے فیما بین اولاد
 نواب صاحب موصوف الصدر و سید صاحبان موصوفین کے کمال اتحاد
 و موافقت رہی کہ یہ بہر حال اونکے شریک اور وہ بہر حال انکے شریک

رہے۔ اور نسب نامہ سید صاحبان مومنین کا حضرت امام انام سید
 تقی ۴ بن حضرت امام انام سید موسیٰ رضا ۴ تک یوں پہنچتا ہے۔ سید
 خواجہ حسن بن سید محمد ابراہیم بن سید محمد غیاث الدین بن محمد شریف بن سید
 محمد ابراہیم ۱۸ شہر خواجہ کھار سودودی بن سید خواجہ محمد صالح بن سید
 خواجہ سلطان محمد بن سید خواجہ احمد بن سید خواجہ محمد آفرین بن سید خواجہ
 سیحی بن سید محمد قطب الدین بن سید خواجہ رکن الدین بن سید خواجہ
 احمد بن سید قطب الدین سودودی چشتی بن سید خواجہ یوسف بن سید
 محمد معان بن سید محمد ابراہیم بن سید عبدالعزیز بن سید حسین بن سید
 حسن بن حضرت امام انام سید تقی ۴ بن حضرت امام انام سید موسیٰ رضا
 علیہ التحیۃ والثناء

بیان سید میر نصا

میر نصا صاحب زمانہ ریاست نواب حافظ الملک بہادر صاحب نواب عنایت خان
 بہادر ملازم ہوئے۔ بعد وہ بھی و برہمی ریاست مذکور میں از چند سال
 انتقال کیا ان کے بعد فرزند ان کے یعنی میر حیدر علی صاحب ملازم و کامدار
 نواب علی اکبر خان خٹک کلان نواب محبت خان بہادر شہباز جنگ کے

رہے اور اسی ملازمت میں انتقال کیا۔ و متبرہ نواب محبت خان میں
 دفن ہوئے بعد اُنکے پسر سرین صاحب چھوٹی شاہزادی صاحبہ کے
 یہاں بعد اوروں کی چند سال ملازم رہے عرصہ قریب پانچ سال کے
 ہوا کہ سرین صاحب نے لا ولد انتقال کیا و متبرہ نواب محبت خان میں قریب
 اپنے والد کی قبر کے دفن ہوئے۔

بیان مختصر احوال نواب حسین الدین خان مرحوم

نواب حسین الدین خان خدایات نواب نور الدین خان بھٹا اور وزیر اعظم
 سلطنت دہلی سے تھے بعد حکومت نواب آصف الدولہ بہادر شہر لکھنؤ
 میں آکر مقیم ہوئے و محلہ چاؤلی قریب سادات گنج بہر لکھنؤ جو واقع ہے
 اوہنہن کے قیام کو چھ سے آٹھ ہوا اور شہر لکھنؤ میں نہایت معزز و
 ممتاز رہے انکے ایک فرزند نواب امام الدین خان مرحوم صاحب اور ایک بیٹہ والا
 سبھی تھے۔ و دختر نواب حسین الدین خان کی نواب نصیر الدولہ عرف محمد
 علی شاہ خٹ نواب سادات علیخان بہادر سے منعقد ہوئیں اور خطاب
 ملکہ آفاق کا پایا۔ چنانچہ انکے بطن سے امجد علی شاہ و دو دختر تولد ہوئیں
 و نواب امام الدین خان با دختر نواب سادات علیخان بہادر منعقد ہوئے

و دختر نواب امام الدین خان کی بامجد علی شاہ منعقد ہوئیں اور ملکہ کشور کا
 خطاب پایا اور ان کے بطن سے واجد علی شاہ و مرزا سکندر حشمت جرنیل
 صاحب بہادر و یک دختر تولد ہوئے و نواب امام الدین خان نے
 ایک طوائف پہلکونام کو بھی اپنے محل میں بٹھالیا تھا چنانچہ اس
 طوائف نے بعد زمانہ عذرا انتقال کیا و سرکار شاہی سے کچھ شہارہ
 اسکے نام پر تاجیات مقرر ہوئے و محلہ چپادنی کی دیوانی و فوجداری
 یہی نواب حسین الدین خان و نواب امام الدین خان سے تاجیات متعلق
 رہی سلاطین اور وہ اور سین کچھ مداخلت و دست اندازی نہ فرماتے
 تھے چنانچہ محلہ چپادنی و کشور گنج شاہ کالی پٹار کا ٹیلہ وغیرہ باہر
 والا صحیحہ چھوٹی شاہزادی صاحبہ کہ سلسلہ انکے نہیں ال کا نواب امام الدین
 خان سے ملتا ہے اور یہ حضرت واجد علی شاہ کی حقیقی بھانجی
 اور بیوی مرزا ولی عہد بہادر سابق کے زوجہ ہیں اب تک متعلق
 ہے و حسین الدولہ میر غایت علی صاحب بھی انکے اقربا سے تھے
 چنانچہ حسین الدولہ بہادر بعد محمد علی شاہ واجد علی شاہ عہدہ اسے
 جلیلہ پر ممتاز رہے اب تک کچھ شخص اس کی اولاد سے بہرہ

سعادت گنج قیام پذیر ہیں۔ و صاحب میر وغیرہ بھی اونکے اقربا سے
 تھے اور ہمیشہ مرزا سکندر حسنت بہادر کے یہاں بعدہ وار ونگلی
 سرفراز رہے و ایام غدر میں جبریل صاحب کے مکان پر مارے
 گئے اونکی اولاد بھی ہنوز موجود ہے۔ نواب حسین الدین خان نے
 بعد نواب سعادت علی خان بہادر انتقال کیا۔ اور بزمین شیخ پور شاہ
 کالے پہاڑ کے ٹیلے پر دفن ہوئے چنانچہ مقبرہ اودن کا اور ایک مسجد
 تعمیر کرائی ہوئی نواب امام الدین خان کی مقام مذکور پر ہنوز موجود ہے
 اور نواب امام الدین خان نے بزمانہ سلطنت نصیر الدین حیدر شاہ اودہ
 انتقال کیا اور قریب کشتور گنج کے دفن ہوئے۔

یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ حضرت خواجہ حسین صاحب
 و سید خواجہ حسین صاحب و نواب حسین الدین خان و نواب محبت خان مر
 مرزا باقر بیگ خان رسالہ وار یک ٹیمہ مدی حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب
 مرحوم کے تھے شاہ صاحب موصوف کا قیام مدام شہر فیض آباد میں
 رہا اور وہیں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے گا ہے اب
 لکھنؤ میں تشریف لاکر سید خواجہ حسین صاحب کے مکان پر قیام کرتے تھے

و شاد صاحب موصوف و سید خواجہ حسن صاحب و سید خواجہ حسین صاحب
 کے ہم جدی برادر ہی تھے و نواب حسین الدین خان و نواب امام الدین خان
 قدیم اہل سنت و الجماعت حنفی المذہب خاندان چشتیہ میں بیعت تھے
 لیکن بعد انتقال نوابان مذکورین کے دیگر عزیز و اقارب اُن کے
 بوجہ مخالفت و قرابت نوابان و شادان اودہ کے شیعہ مذہب ہو گئے
 بیان دیگر اور ایک مقام جو متصل محلہ چاؤنی نبیا و منزل کے نام سے
 مشہور ہے عہد نواب آصف الدولہ بہادر میں وہی جگہ قیام گاہ نواب
 یحییٰ الدولہ سعادت علی خان بہادر کے تھی اور مرزا غازی الدین حیدر بہادر
 اوسی مقام پر تولد ہوئے اسوجہ سے نام اوس کا نبیا و منزل رکھا گیا۔

بیان احوال مرزا قاسم بیگ صاحب مرحوم

مرزا قاسم بیگ خلف مرزا بقا بیگ قوم شریف منغل قدیم باشندگان شہر
 بنارس سے تھے والد اُن کے بیٹے مرزا بقا بیگ جو تہلکے روز کار مکان
 سے نکلے تو پہراون کا تپہ کچھ نہ ملا کہ وہ کہاں ہے اور کھان گئے بوجہ
 گردش زمانہ خوشناس مرزا بقا بیگ یعنی نانی مرزا قاسم بیگ کی
 بنارس سے پریشان ہو کر مدینہ اپنی دختر بیٹے والدہ مرزا قاسم بیگ کے

شہر لکھنؤ میں آئیں۔ و بعد انتقال نواب محبت خان کے ارن کی
 صاحبزادیوں کے قرآن پڑھانے پر مشاہرہ دس روپیہ ماہوار و طعام
 روزمرہ ملازم ہوئیں چنانچہ مرزا قاسم بیگ کہ یہاں دس روپے بہت کم سن
 تھے ساتھ اپنی مانی اور والدہ کے مایام شباب خاندان نواب محبت خان
 میں ہے اور پردیش پائی حتیٰ کہ بعض مستورات خاندان نواب محبت خان
 بہادر کہ جو کہیں سال تین ان سے پردہ ہی نہیں کرتی تھیں۔ بڑا نصیب الدین
 حیدر شاہ اودہ جب نواب ملکہ زمانیہ کا عروج ہوا تو مرزا قاسم بیگ
 بعد داروغگی بسر کار نواب ملکہ زمانیہ ملازم ہو گئے رفتہ رفتہ نہایت ثروت
 اور قدرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی اور مرزا قاسم بیگ کی مانی جب
 نواب محبت خان کی صاحبزادیوں کو پڑھانے لگا تو ان پر دس روپیہ ماہوار بطور
 پنشن مقرر کر دیا گیا اور بعد انتقال اونسکے ہی وہ مبلغ پانچ روپیہ ماہوار
 بنام مرزا قاسم بیگ جاری رہا۔ و مرزا صاحب باوصف اس مقدور کے
 جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے پانچ روپیہ مہینہ ہی تا پندرہ سال برابر لے کر
 رہے اور جلد خاندان نواب محبت خان سے برابر لگانہ وار ملتے تھے
 کی طرح کی غربت نہ پائی جاتی تھی جلد رنج و راحت و شادی غمی میں مثل

عزیزوں کو شریک رہے۔ شام ۱۲ بجے مرزا صاحب مذکور نے انتقال
 کیا و متصل مقبرہ نواب محبت خان کے اپنی باغیچہ کی زمین میں جہان انکی
 والدہ دفن ہوئیں تین دن بعد دفن ہوئے دوپہر سمیان مرزا محمد حسن بیگ
 ہنسٹیا بیگ و شکیلین و یک دختر مرزا قاسم بیگ سرمدی کار رہے
 چنانچہ مرزا حسن بیگ حسین بیگ با دختران سید خواجہ محمد بشیر صاحب
 منعقد ہوئے پس از چند سال حسین بیگ نے لا ولد انتقال کیا۔ و مرزا
 قاسم بیگ کی دختر کا عقد عبد الحق پسر شیخ عبدالغنی تاجر کے ساتھ ہوا
 چونکہ مرزا حسن بیگ پسر کلان مرزا قاسم بیگ مرحوم ہی لا ولد تھے
 اس واسطے انہوں نے اپنی ہمیشہ کی منجھلی دختر کو مہینہ گروانا
 چنانچہ اس لڑکی کا عقد ہمیشہ زادہ راقم الحروف یعنی محمد باقر علیخان
 کے ساتھ ہوا۔ چند سال ہو کر محمد باقر علیخان کی زوجہ کا انتقال مقام
 حیدر آباد دکن ہو گیا۔ لیکن دو فرزند و یک دختر اس کے بطن سے
 ہنوز موجود ہیں۔ و محمد باقر علیخان نے اپنا عقد ثانی حیدر آباد دکن
 میں کیا اور انہیں روزوں مرزا حسن بیگ کا انتقال مقام آود یور
 ہو گیا۔ اس لڑکے کا انتقال کی خبر انکو پہنچی۔ و نہ مرزا صاحب کے مرگ کی

خبر اوس لڑکی کو پہنچ کر پائی یہ عجب اتفاق ہوا۔ معلوم کرنا چاہئے کہ جب مرزا قاسم بیگ کا انتقال ہوا تو قریب ایک لاکھ روپیہ کے جائیداد از قسم نقد و جنس و زیورات و باغات و مکانات وغیرہ تھی لیکن مرزا حسن بیگ مرحوم نے ہر طرف سے زیادہ عجب و بے پرواہی سے ہر ایک کے عرصہ میں شادی و آخر کار بلا زرت رایت ٹونک عہدہ و کالت میوار پر مہمور ہوئے۔

اور وہیں انتقال کیا۔ چنانچہ اوس کے برادر عموزادہ سلطان مرزا صاحب ایک عرصہ سے راج جیور میں بعد کوٹ گشتی سائیرات ملازم ہیں۔ و بقصبہ چاکسو قیام کہتے ہیں۔ اور صاحب اولاد بھی ہیں۔ اون سے اور راقم سے اوس طرح کا میل جول بگاہ واری و یک ہمیشہ ہی اون کی بقصبہ کو صاحب اولاد موجود ہیں و ہمیشہ مرزا حسن بیگ مرحوم بھی شہر لکھنؤ میں بقید حیات ہیں فقط

بیان اختیار خان چیلہ

اختیار خان عہد رایت نواب حافظ الملک بہادر میں افسر و خاص خیل کار و بعد فوت اوس کے پسر اوس کا سہریکت الہ خان و یک دختر خدمت نواب محبت خان بہادر میں رہی پانزویہ روپیہ مہوار سرکار نواب

محبت خان سے پاتا رہا۔ بعد فوت بکرت اسد خان کے دو سپہر مسلمان فیض اسد خان
 و حبیب اسد خان باقی رہے اور وقت اختیار کیا خان کا ایک سپہر احمد علی خان
 باقی رہا چنانچہ امامہ بزرگوار سے اس شخص خاص کے نام پر تاجہ شہداء جاری رہا۔
 پسران بکرت اسد خان و احمد علی خان لا ولد فوت ہوئے لیکن زویہ احمد علی خان
 سماء و ولہن جان بنوڑ ہوئے ہیں۔

کیفیت حکیم مرزا محمد علی صاحب افسر الاطباء

حکیم مرزا محمد علی صاحب کہ جو لکھنؤ کے اطباء میں نہایت مشاہیر سے گزرے ہیں و
 زمانہ شاہی میں بہت کچھ عروج و اعزاز پایا۔ تاحیات خود خاندان نواب محبت خان
 مرحوم میں مشاہیرہ پانزویہ روپیہ ہوا و از ابتدا سے حکمت نامہ زمانہ رحلت
 لازم رہے و علاج جملہ خاندان نواب محبت خان کا تا بحیات حکیم صاحب
 موصوف ہی سے مشعل رہا۔ و بروز جمعہ حکیم صاحب موصوف تا بحیات
 خود بخیاں ملازمت خاندان نواب محبت خان میں بلا طلب آیا کرتے تھے
 اور نہایت ارتباط رکھتے تھے و ابوصف اس عروج کے فراموش تھے
 کہ یہ باری سرکار تسلیم ہے۔

کیفیت مولوی عبد بخش مولوی علی بخش مرعین

مولوی خدابخش و مولوی علی بخش پیر از چند سال بعد انتقال نواب محبت خان مرحوم
 صغیر سنی میں کہ عمر خدابخش قریب اسی یا نو سال و عمر علی بخش قریب بیچ سال تھی
 ہمراہ اور خود آئے خدابخش اور ماورا دکنی خدمت نواب خدایار خان ابن نواب
 محبت خان میں رہے۔ اور علی بخش نواب علی اکبر خان ابن نواب محبت خان کی
 خدمت میں رہے اور پڑھ لکھ کر نہایت ہوشیار ہوئے اور عزت حاصل کی۔
 حتیٰ کہ بعد از غدر انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان میں دفن ہو کر خیا پچہ
 اونکے سپرنٹنڈنٹ عبدالرحیم خوشنویس خاندان نواب محبت خان میں تاحال موجود
 اور صاحب اولاد ہیں۔ و نسل خدابخش سے دو سپرنٹنڈنٹس حافظ حسین بخش
 و یک دختر رہی محمد بخش بعد چند سال از ایام غدر بمقام کلکتہ ٹیپا ج میں لا ولد
 فوت ہوئے۔ حافظ حسین بخش نے چند سال ہو کر لکھنؤ میں قضا کی و مقبرہ
 نواب محبت خان بہادر میں دفن ہوئے انکو دو سپرو و یک دختر هنوز موجود
 ہیں و دختر خدابخش کی بھی ایک دختر صاحب اولاد هنوز موجود ہے۔ خدابخش
 بزمانہ غدر عین تلاوت قرآن شریف میں کفار کے ماتھے سے ارے گئے۔
 بیان دیگر مولوی محمد داوی علی صاحب خوشنویس ہفت قلم کہ جنگریسیوں
 شاگرد و شاگردان شاگرد ایک لکھنؤ و دیگر مقامات وغیرہ میں موجود ہیں

ہمیشہ متعلق بنامندان نواب محبت خان رہے یہاں تک کہ نیرنگی عذر پر شہر
 بدلی جہاں ان لوگوں کے ساتھ وہ عیال و اطفال گئے اور ایک مقام پر پہنچے
 کے ہاتھ سے ہنگامہ عذر میں نہایت زخمی ہوئے لیکن چونکہ رشتہ صیات قطع
 نہیں ہوا تھا بدمذہبوں نے بلوہ کے شہر لکھنؤ میں واپس آئے اور قریب
 بیس عیس سال کے اور زندہ رہے اس درمیان میں اکثر اشتخاص
 کو خوشنویس کر گئے اور گئے قرآن شریف اپنے ہاتھ سے تحریر کئے۔ بعد
 انتقال باہر کا کوری قریب ستیرہ شاہ کاظم صاحب و شاہ تراب علیہما السلام
 میں ہوئے انکی اور سے کچھ عرصہ ورنہ موجود ہیں۔ و منشی شمس الدین
 عذر علیہ السلام تعلق بنامندان نواب محبت خان رہے یہاں تک کہ نیرنگی عذر پر شہر
 بدلی جہاں ان لوگوں کے ساتھ وہ عیال و اطفال گئے اور ایک مقام پر پہنچے
 کے ہاتھ سے ہنگامہ عذر میں نہایت زخمی ہوئے لیکن چونکہ رشتہ صیات قطع
 نہیں ہوا تھا بدمذہبوں نے بلوہ کے شہر لکھنؤ میں واپس آئے اور قریب
 بیس عیس سال کے اور زندہ رہے اس درمیان میں اکثر اشتخاص
 کو خوشنویس کر گئے اور گئے قرآن شریف اپنے ہاتھ سے تحریر کئے۔ بعد
 انتقال باہر کا کوری قریب ستیرہ شاہ کاظم صاحب و شاہ تراب علیہما السلام
 میں ہوئے انکی اور سے کچھ عرصہ ورنہ موجود ہیں۔ و منشی شمس الدین

نے بھر قریب نو سال انتقال کیا۔ و سو فیچ چند ہیا باصلہ و کردہ از کہنو قریب
 مانع نواب حید علیخان مرحوم دفن ہوئے اور اوسیتقام ایک چاہ تعمیر کردہ
 حافظ صاحب مرحوم کا بھی ہے۔

کیفیت نعل محمد خان

نعل محمد خان از عہد غور و سالی نواب محمد فتحیاب خان کے سرکاری ملازم ہوئے
 اور کامدار رہے انجام کار بعد انتقال فتحیاب خان مرحوم کے مبلغ بستی روپیہ
 ابوالنعل محمد خان کا بھی مشاہیر نواب فتحیاب خان سے ستر کیا گیا۔ بعد زمانہ
 محمد نعل محمد خان فوت ہوئے انکے دو سپر سہبائی غلام غوث خان و غلام قاسم
 و دو دختر ہیں۔ ہر دو سپر نعل محمد خان کے لاولد فوت ہوئے۔ و اولاد ہر دو
 دختران سے دو سپر منور موجود ہیں۔

بیان حالات فتح محمد و شو حجام

فتح محمد حجام از قدیم الایام بلازمت نواب محبت خان رہیگیٹھڈ سے ساتھ آیا
 اور ایک برادر اس کا شو حجام ہی آیا تھا۔ بعد وفات فتح محمد ولی محمد سپر اسکا
 اسی خاندان میں تاحیات ملازم رہا۔ ولی محمد کی زوجه بادل سے ایک سپر
 علی محمد نام و زوجہ ثانیہ جو ولی محمد کے شہر کہنو میں خان بہادی اپنی کی

تھی وہ عورت اپنے کو سید انبیاء کی پوتی تھی واسعہ علم بالذیاب۔ اوس کے بطن سے
 ولی محمد کے دو پسر مسلمان حسن محمد حسین محمد تولد ہوئے لیکن اندون لڑکوں کو
 ولی محمد نے اپنا پیشہ تعلیم نہیں کیا چید و ونون روزگار پیشہ رہے اور ان دونوں
 عقد بھی ولی محمد نے اپنی برادری میں نہیں کئے نہ اوسکی اول برادری نے
 اپنی لڑکیاں حسن محمد حسین محمد کو دین حسین محمد لا ولد فوت ہوا۔ اور حسین محمد کا
 ایک پسر سید محمد حسین و شاید کوئی دختر وغیرہ بھی نہ ہوئے موجود ہے۔ و بعد وفات
 مادر علی محمد ولی محمد نے اپنا عقد سوم اپنی قوم میں کیا چنانچہ اوس کے بطن سے
 ایک پسر سید غلام محمد و یک دختر نہ ہوئے موجود ہے۔ الغرض بعد ولی محمد کے اوسکا
 پسر گلان یعنی علی محمد حیات خود خاندان نواب محبت خان میں ملازم رہا۔ چند
 سال ہوئے کہ اوس نے ہی فتنا کی۔ مگر علی محمد کے دو ایک پسر عورت و سال فوت ہوئے
 ہیں اور محلہ رستم نگڑ میں شو حجام کا بنوایا ہوا ایک حمام بھی تھا وہ حمام بعد
 فوت شو حجام کے کہ وہ لا ولد تھا ولی محمد حمام یعنی اوس کے چچا نے بحیات
 خود بزمانہ سلطنت حضرت واجد علی شاہ نواب کاظم علیخان ابن نواب محمد
 منصور خان کے ماتہ فروخت کیا اور نہوں نے وہ حمام کہوہ واکرا اپنے مکان
 اور باغ میں ملا لیا بسپا و گھر بعض علماء کے دین و دنیا کے شریعتین بھی

خاندان نواب محبت خان سے موافق و بعض متعلق رہے جیسا کہ جناب مولوی
 انوار صاحب مرحوم۔ و مولوی عبدالوالی صاحب مفتور۔ و مولوی محمد حسین صاحب
 و جناب مولوی عبدالرزاق شاہ صاحب مرحوم و مولوی عبدالحی صاحب و جناب مولوی
 محمد نعیم صاحب۔ و مولوی عبدالباسط صاحب۔ و مولوی عبدالوہاب صاحب۔
 علمائے فرنگی محل و بعض علمائے دیگر جناب مولوی عبدالرشید صاحب۔ و جناب
 مولوی حکیم محمد لطف اللہ صاحب۔ و مولوی نور محمد صاحب۔ و مولوی محمد علی صاحب
 و جناب مولوی سلامت اللہ صاحب بدایونی۔ و مولوی صادق علی صاحب
 و مولوی عبدالغفور صاحب۔ و مولوی سید محمد صاحب۔ و مولوی تراز علی صاحب
 و جناب مولوی محمد سعید اللہ صاحب مراد آبادی۔ و جناب مولوی حسین احمد صاحب
 علی آبادی۔ و مولوی محمد اکرم صاحب خوشنویس۔ و مولوی فرید الدین صاحب
 و مولوی محمد ہمدانی صاحب خوشنویس۔ و مولوی محمد ہادی صاحب۔ ان
 سب علمائے رسم اتھاروی۔ و بعض ان حضرات سے ہی متعلق خاندان
 نواب محبت خان سے رہے۔ چنانچہ جناب مولوی حکیم محمد لطف اللہ صاحب
 مرحوم نے اکثر کتب حکمت حکیم نواب محمد حسین خان صاحب سے پڑھیں۔
 کہ نواب محمد حسین خان شاگردان حکیم مرزا محمد علی صاحب مدنی جنابیت نام آور

و ممتاز تھے و مولوی نور محمد صاحب و مولوی محمد علی صاحب و مولوی فضل علی صاحب
 و حافظ خدابخش و حافظ علی حسن خان خیر آبادی بہ سہیت بنایو اب محبت خان
 مرحوم ملازم ہی رہے و میر تقی علی صاحب داستان گو و میر حسن صاحب
 قشوی سحران بیان و یحیی خان پیکیت رستم خانی اور ولی محمد پیکیت و میر
 ولایت علی صاحب شہزور ہی متعلق اسی خاندان سے رہے و جہانگیر
 صاحب نے اکثر نیرنگان نواب محبت خان کو بند و ق لگانا تعلیم کیا
 چنانچہ راقم الحروف کے بھی اسی استاد ہیں۔

اسامی بعض احباب قدیم و بے تکلف راقم الحروف

مرزا وزیر الدین حیدر خان عرف نواب وزیر خٹ نواب صفدر علی خان
 ابن نواب شجاع الدولہ بھاؤ نواب ہایون مرزا صاحب تخلص جاتیون از
 اولاد نواب شجاع الدولہ بھاؤ نواب مرزا محمد سکر خان صاحب عرف
 نواب مرزا تخلص کو کتب خٹ نواب حضرت علی خان صاحب مرحوم از خاندان
 پیشاپور مولوی رفیع الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی تخلص رفیع۔
 و سید یوسف صاحب منشی برکت علی خان۔ و محمد سعید خان صاحب اعلان
 فقہ سراج الحسن خان ابن منشی محمد اکبر صاحب میر منشی گورنر جنرل ایجنٹ

تاریخ احمد شاہ درانی و محاربہ کابل و قندھار میر تقی علی و میر وزیر علی تخلص انگریزوں کے میر تقی علی
صاحب کیدان باشندہ قدیم محاربہ ستم گلز میر نعمت علی صاحب خلیفہ حسین علی صاحب الہ آباد
وٹھا کہ غلام حسین تخلص و جید فتنی محمد جان خوشنویس بن شیخ اعظم حسین مرحوم۔

اساتذہ کرام حکام انگریزی کہ بعد از انہ عذر اہم الحروب جن صاحبوں نے

جناب انگریزوں کے تخلص صاحب بہادر چیف کسٹرن ملک اودہ جناب کوہ صاحب
بھاؤ لکھنؤ کوہ صاحب مغربی و شمالی و چیف کسٹرن ملک اودہ جناب ریٹ صاحب
بھٹو کسٹرن لکھنؤ جناب سہن صاحب بھاؤ لکھنؤ چیف کسٹرن نواب گنج و جناب نیمہ میجر
ایس ندر و صاحب بھاؤ رجو نیہ کسٹرن۔ علاوہ ازیں اور بھی اکثر صاحبان عالی شان
سے ملنے کا اتفاق ہوا کہ جبکہ نام لکھنا باعث طول تحریر ہے۔ و قبل از ایام عذر بھی
ناکسار اکثر حکام سے ملنا کہ اکثر چٹیان عطیہ صاحبان والا نشان خاکسار کے پاس
تھیں۔ گھڑیاں نمکس کراہوں کہ زائد تریب پچیس سال کے گزرا سبب آتشزدگی
سکان اور سامان کے ساتھ وہ چٹیان بھی جل گئیں۔ اور اپنے نانہ و کالت رایت
نوناک میں بمقام چھاوئی سیہور علاقہ رایت بہوپال جن صاحبوں کی خدمت میں
کہ حاضر اداؤ کی نقل چٹیاں بطور یادگار برائے ملاحظہ صفار و کبار درج کتاب

کی گئیں۔

ترجمہ چٹھی انگریزی عطیہ کپتان سی۔ ای۔ کیسیال صاحب بھادور پولیسکال ایجنٹ بھوپال
محمد سلیمان خان وکیل دربار ٹونک۔ بنیرہ مشہور نواب حافظ الملک واسطے روٹیکنڈ پولیسکال
ایجنٹ بھوپال کی خدمت میں دو جہیز تک ٹونک کی طرف سے وکیل سے ہے۔ اس عرصہ
میں اکثر مجھے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ یہ شخص شریف ہیں۔ میں انکے علم و دانست سے
خوش ہوں اور انہی راست کی بہتری واسطے چاہتے ہیں۔ المرقوم ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۶ء
دستخط۔ سی۔ ای۔ کیسیال پولیسکال ایجنٹ بھوپال۔

ترجمہ چٹھی انگریزی عطیہ سید جی میڈ صاحب بھادور پولیسکال ایجنٹ بھوپال
محمد سلیمان خان وکیل راست ٹونک بھوپال ایجنسی میں ہیں جب سے میں رخصت
سے پہان پر واپس آیا ہوں۔ میں ان کو لائق اور شریف آدمی پایا ہے اور یہ
عالی خاندان ہیں۔ اور میں انکی ادنیٰ سے کاری مجددہ دارون کی عنایت کی جن
سے کہ یہ میں سفارش کرتا ہوں۔ المرقوم ۱۹ اپریل ۱۸۹۶ء۔ دستخط
ایم جی میجر میڈ صاحب پولیسکال ایجنٹ بھوپال۔

ترجمہ چٹھی عطیہ ایل۔ ایس۔ نیوارچ صاحب بھادور پولیسکال ایجنٹ بھوپال
عالی خاندان محمد سلیمان خان صاحب کلان بھادور ٹونک بھوپال وغیرہ کی ایجنسی میں راست

ٹونک کی طرف سے جو کہ ریسپونڈنٹ میں ایک معزز ریاست ہے تھیں میں
 یہاں ایک معزز خاندان اور اس لائق میں گورنمنٹ انگریزی کے نامی
 معزز خاندان کا خیال کریں۔ میں ان کی خواہش پر انگریز ٹریڈنگ دیتا
 ہوں۔ سورنہ ۵ نومبر ۱۸۹۰ء۔ دستخط ہیں۔ ایس بیواریچ پوٹیل ایجنٹ ہواپال۔

ترجمہ چٹھی۔ سی۔ ایس۔ کپتان کیمبال صاحب بھادر پوٹیل ایجنٹ
 سابق ہواپال از مقام جھارکھنڈ۔ ۲۲ مئی ۱۸۹۰ء

شفیق بن میں نے آپ کی چٹھی سورنہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۰ء کی بابت آپ کا شکریہ ادا
 کرتا ہوں۔ اور میں آپ کا میری خیریت دریافت کرنے کے لیے بہت ممنون
 ہوں۔ میں خیریت سے ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے
 میں نیچے سے آگیا ہوں۔ اور اب میرے پاس جہاں لاوارڈ ایجنسی کا کام ہے
 آپ کا محب۔ دستخط۔ سی۔ ایس۔ کیمبال

دہلی گام رخصت از سیپور میڈ صاحب بھادر نے خاکسار کو لایسنس صلحہ وغیرہ کا
 یہی عنایت فرمایا۔ دہلی گام روانگی از ٹونک صاحب ایجنٹ پرٹو کس صاحب نے
 جہاؤنی دیولی نے یہی لایسنس صلحہ کا عنایت فرمایا تھا۔ وہاں سے ٹونک
 رکھیل صاحب بھادر۔ وپر پوٹیل صاحب بھادر پوٹیل ایجنٹ دیولی ٹونک سے

بہی عزت حاصل کی۔ فی الحقیقت صاحب ایجنٹ بھادر کو مبنی نہایت خلیق
 و شریف و از و عزیز پرور عادل و متکلم پایا۔ و جناب نیو مارچ صاحب بھادر
 صاحب ایجنٹ بہو پال نے ازراہ قدر وانی و مروت و شجاعت و کلاؤ و دیگر
 اہم خصوصیات کو مقام سپر وچ چرٹ اپنے چرٹ و ان سے عنایت کیا اور اپنے
 سامنے دوسرے کے پیش کی اجازت باصرہ تمام فرمائی۔

بیان حوالہ اسماء و کرامت خاندان بھٹ نا بھادر

جہاں سلطان۔ و عبداللہ محمد خان عرف بھالیکان۔ و فتح و ریم خان۔ و لشکری خان
 و مرزا ابراہیم بیگ۔ و خواجہ افضل صاحب۔ و سید ابراہیم صاحب۔ و شیردل خان صاحب
 خاص برداران۔ و مرزا خیر الدین بیگ داروغہ۔ و میر حمزہ علی۔ و فضل علی۔
 و امیر خان خاندان۔ و دو ملہا مرزا۔ ابن کا کاجی پروانہ سپر خاندانی متدیم
 و شیخ مستح علی مہر کن و شیخ غلام علی سادہ کار۔ و حبیب خان عطرساز۔ و شیخ بندو علی
 و شیخ رمضان۔ و میر نذیر علی۔ و میر حسن علی۔ و شیخ حسین علی بیڑ باز۔ و
 حسن خان چپا تار بردار۔ و حسین خان۔ و قاسم علی۔ و حسین علی مرغ باز۔ و
 بخشو صاحب از علم برداران۔ و نذر علی۔ و شیخ سنگی۔ و من چو مدار۔ و جناب حسین

چنور بردار - وعلیم اسدخان - و عبدالرحیم ہرکائی - و موسیٰ علی - و خیراتی خیاط
 و شاہ جی خدا بخش - و لبناکلہ و داساز - و طالب علی باورچی - و قادر واد خان
 جمعدار - برچی برداران - و امیر اسدخان افغان - و چوٹی خان - و خیر اسد
 فرشتہ - و طرہ حقہ بردار - و غلام نبی مکتو عصا بردار - و حسین خان خورو
 جمعدار خد متسکاران - و کھو خان - و کلہو خان - و ہیرا خان - و عمر نیر خان
 سیواتی - و جہان خان کتہ بردار سیواتی - و مان خان فیل بان - و شیخ اصغر علی
 و عبدالسد - و دل میر - و رحیم خان چیرکٹا - و وایم خان نیکمسا بردار -
 و میان زامہ - و شیر خان - و رحم علی خان - و محمد بیگ دربان - و بستی بان
 و جہاؤ خان سیواتی - و ڈوٹی خان سیواتی - و میر منڈک - و ٹیکا چیرپاسی -
 و سید نقیب - و کالکا پر شاہ و متصدی - و خیر و ولی محمد خاص ترشش -
 و شیخ نجف علی - و میر معصوم علی - و حاجی حسن خان - و میر مردان علی محرم -
 و پیر خان - و محمد خان - بند و فچی شکاری - و سنگو - و یوسف سقہ -
 و دے خان دربان - و ہوانا - و سلاری خاک روب و غیرہ
 بیان دیگر منجملہ اسمائے متذکرہ بالا کے مسہیان مرزا خیر الدیگ و اردغہ -
 و میر حمزہ علی - و فضل علی مانسا مان - و میرا ابراہیم بیگ - و شیخ

اصغر علی۔ و دودلطا میرزا پسر مغلانی۔ و خواجہ افضل۔ و شیخ نظر علی۔ باز۔ دار
 و شیخ نجف علی۔ و شیخ رضائی۔ و شیخ سنگی جویدار۔ و پیرخان۔ و جیاد خان
 و کبیر خان سیواتی۔ و بستی خان۔ و یوسف سقر۔ و محمد خان۔ و عبداللہ خورشیدگار۔
 و مانخان۔ فیل خان۔ و شیخ بندہ علی۔ و لبنا کلو و اساز و رسم علیخان و غیرہ
 کی اولاد سے کچھ مرد و زن بشہر لکھنؤ و بعض دیگر مقامات پر جا بجا پھوز
 موجود ہیں۔

بیان اسماء بعض غلامان و خانہ زادان قدیم نواب

محبت خان بھادور

سور خواجہ سکر۔ و خلیفہ علی قلی۔ و غلام علی۔ و حیدر قلی۔ و جیو خان۔
 و چوٹے خان۔ و رمضان۔ و منگل خان حسین بخش۔ و حبیب بخش۔ و بھادور
 و بانکا۔ و غلام محمد۔ و مراد علی۔ و محمد بخش۔ و محمد یار۔ و احمد خان۔ و پیر خان
 و غلام احمد۔ و حیدر بخش۔ و غلام قادر۔ و خدا بخش۔ و زین الدین۔ و سولہ بخش
 و غلام حسین۔ و وزیر قلی۔ و محمد قلی۔ و اعظم علی۔ و اشرف۔ و سر فرار۔
 و نجف علی۔ پسر غلامی۔ و احمد۔ و حسن علی۔ و غلام بی۔ و نوروز علی۔ و ساجد علی
 و بھلا کے اسماء تذکرہ بالا کے سہیان محمد بخش۔ و نوروز علی لاوہ بقید حیات ہیں

بجائے

وحید رقی - حسین بخش - وحید بخش - واعظم علی - وانشاء و سراد علی -
 وغیرہ کی اولاد سے کچھ مرد و زن بشہر کھنڈ و بریلی - و بعض دیگر مقامات پر
 ہنوز موجود ہیں - و افضل مسیان و وزیر خان - و عبدالکریم - و کابیت اللہ - و
 منیر محمد - و حافظ شیخ رحیم الدین باشندگان شہر ٹونک - و منو خان
 باشندہ سیہو راقم الحروف کے پاس ملازم ہیں - بیان دیگر
 منجواشتخان صاحبان مذکورین کے عباس خان - و حسن خان - و اعظم علی - و اشرف
 و پیر خان بزنا - و غریب پور اہی نواب شمس الدین خان و نواب ضیاء الدین خان -
 و عروٹ علی محمد حسین خان - و نواب قمر الدین خان دست مخالفان سے ناگروہ گناہ
 لڑ کر ماری گئے - اور مولوی مادی علی صاحب و حسین بخش زخمی ہو کر بجنگی
 و دو ہزار مسد سپر و منگل خان مسد سپر و رحم علی خان - و محمد خان پھر اہی نواب
 محمد تیم خان بمقام غازی پور گرنٹ ہو کر کنارہ دریائی دیو یا متھلی سلی بہت
 ہلاک ہو گئے - و محمد نسیم خان نے ہنگام تہذیبیل مایہ بریلی میں انتھار کیا
 و محمد سعد خان کو در حالت جنون بریلی میں پھانسی دی گئی - و نیز مرنی خان
 بھی کسی مقام پر ماری گئے - و سر فراز خان پھر اہی نواب لطف اللہ خان قریب
 بہیلی بہت دست بد معاشران سے مارا گیا - و غلام حسین کھنڈ میں بزناہ خود

و غیرت خان بعد از چند سال از مائتہ عمر بہشتیان : محتاج ہو کر کسی طرف کو تھل گئے کہ یہاں کا پانی آلود و کھارہ تھا

خرب کوئی بندوق سے ہلاک ہوا۔ اور حیدر بخش بڑا شاہی شہر لکھنؤ میں
 شہنشاہ نواب دست عبد العلی سے ہلاک ہوا اور شہر لکھنؤ محلہ بی بی گنج
 ایک عورت فاحشہ کی وجہ سے مارا گیا۔ اور قادیان بخش ماہ محرم ۱۲۳۱ھ
 میں فوت ہو کر مقبرہ نواب محبت خان دفن ہوا فقط دہلی شہر میں
 حکیم نواب محمد حسین خان کی بطور یادگار یہ ہے۔ تاریخ

چون محمد حسین خان نواب	رفتہ برکات فران چو تیر شہاب
روز آوینہ بستم رمضان	در مقامی بضر بیتغ و سنان
گشت اعدا مثال شیر زیان	بعد جنگ و قتال بے یار و یار
روحون جبرۃ شہادت نوش	ایراں گفت با تقم در گوش
مصرعہ سال فوت بے مانند	وایے امروز مرد رستم بند

اس کے بعض زبان ملازمت دیم و بعض کنیزان وغیرہ

جگنا خانم عاشورن۔ میرن زوجہ شاہ جی۔ خد بخش امیر بانی۔ وزیرن سخالی
 محمدی پٹھانی۔ صاحب جان۔ پیاری خانم۔ مہوکی والد محل دار۔ خانم جان
 مولہن نگیم۔ امی خانم۔ چند ہی پٹھانی۔ راجن سقنی۔ سنگلو سقنی۔ جیاتن

پیش خدمت - گلشن پیش خدمت - آلهی جان پیش خدمت - چاندنی پیش خدمت
رحمت پیش خدمت - کرامت پیش خدمت - کمن پیش خدمت

اسکا بعض کنیزان قدیم

دولت مدام - عنبر خبیہ - سرفرازو - بخشی نجمین - رویا - لچمی - بڑی محبوب
چوٹی محبوب - گنا - دل افروز - خدانبدی - امدندی - مٹی - او جاگر -
رایل - پیاری - عمدہ - امان - حنا - مادر تن - سکھنہ - وفادار
بنو - کرنا - حصین - پھول کلی - شب رنگ - عاشقین - حسینی - وزیرین
سکھین - نیک قدم - حصین نجمین - امیرین - کمن - زیبا - دولت قدم -
بسنی - شرف - چوٹی امان - ہر پرور - رنجا - جھکو - پریا چہرہ - نیزہ
سنا - عزیزین - خیراتن - مزد - حسینی - امجدی - چوٹی پیاری - ہر مزی -
صوبہ - چنپا - دولت قدم - فرزانہ - نجیا - سازگار - گل جبار
لاڈو - دل افروز - بختاور -

بیان زمانہ عدر بہر لکھنؤ و حال معزولی واجد علی شاہ
بماہ صفر ۱۲۶۳ھ

حضرت واجد علی شاہ تخت نشین ہوئے - تاریخ تخت نشینی یہ ہے -


جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر ہوا ہر سال جلوس سلطی چراغ ہیں
 و شروع ۱۲۴۳ھ میں بعد شہادت مولوی سید امیر علی صاحب مرحوم کہ انہوں
 نے اپنی تاریخ حیات میں خود نہ لکھی تھی - تاریخ

بزرگ مرغن سداپ گوش دارم سے محمد علی درجوش دارم
 شہنشاہ تاریخ من قبل از شہادت سرمدیان کفن بردوش دارم
 چنانچہ ماہ صفر میں مولوی صاحب موصوف بمقام شجاع گنج شہید ہوئے۔ اور
 اسی سال میں بعد دو سہ ماہ واجد علی شاہ حکم سرکار انگریزی معزول کر گئے
 تاریخ معزولی یہ ہے۔ مصرعہ لکھنؤ شہر خراب و اولیاء جب سے
 نکادو وہی شمول ملک سرکار انگریزی ہو گیا۔ اور واجد علی شاہ بطور
 استغاثہ جانب کلکتہ تشریف لگئے۔ بعد ہفتم ماہ شوال ۱۲۴۳ھ بم ۱۸۵۴ء
 بوجہ باغی ہو جانے فوج سرکاری اکثر مقامات پر ہندوستان میں فتنہ و فساد
 واقع ہوا۔ از سبب شہر لکھنؤ و شہر بانس بریلی میں بھی تاریخ متذکرہ بالا
 شورش پیدا ہوئی۔ لیکن بمقام لکھنؤ چالون چپاؤنی منڈیاؤں شہر میں ست اندازی
 کر کے بالا بالا جانب دہلی روانہ ہو گئے مگر شہر میں عملداری سرکار انگریزی باقی
 رہی اسی زمانہ میں اندرون شہر روبرو سے چھلی ہون سرکار انگریزی نے

نے بخیال اشتعالک بغاوت منشی رسول بخش کاکوری کو سعد اوکمر لیسپر و میر
 عباس تنہا ہوا کو چپا نسیان دین۔ و مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ دہلی۔ و رکن
 الدود خلف نواب سعادت علیخان و نواب مرزا مصطفیٰ علیخان بجاو کو بطور حسرت
 بلی گارڈ میں مقید کر لیا چنانچہ نواب محمد حسن خان رکن الدود نے تو اسے ایام قید
 میں طویل سوکرا انتقال کیا اور بلی گارڈ میں دفن ہوئے۔ و مرزا حیدر شکوہ
 و نواب مصطفیٰ علیخان بعد از وہو جانے بلوہ کے رانی پائی اور واجد علی شاہ
 کو بھی بمقام کلکتہ ٹیپا برج سے لیجا کر قلعہ ولیم فورٹ بطور حسرت رکھا چنانچہ
 بعد از شاہ موصوف نے بھی قید سے رانی پائی۔ اس زمانہ میں خاکسار بعض
 راقم الحروف نے بھی ایک خط بحضور فیضکنجہو حیف کشنہ نیری لائسن صاحب بہادر
 معرفت فرحت الدخان وکیل ابشندہ بانس بریلی کے باین مضمون پیش کیا۔ کہ
 ہم لوگ قدیم سے متوسل سرکار انگریزی ہیں۔ و سرکار نے بہر نوع ہم لوگوں کا
 اعزاز و پرورش فرمائی۔ لہذا ایسے ہنگام میں جو کچھ ہم کہ حکم سیری نسبت فرمایا جا
 بجان و مال حاضر ہوں۔ صاحب موصوف نے بحواب اس کے ارشاد کیا کہ یہ پیشور
 اور بلوہ رزیل آوسیون کا ہے بلکہ حکم سرکار نہیں کہ ہم نشین دارن و شیعہ دارن
 معزز کو اسے لڑوائیں۔ افسوس کرتا ہوں کہ میں نے اس وقت میں کوئی چپٹی صاحب

موصوف سے نہیں لی۔ بعد ازیں ہنم اہ ذیقعدہ ایسے لکھنویں ہی بالکل غدر
 ہو گیا۔ اور صاحبان انگریز مقام حنیف باغیوں کے شکست پاکر بلی گارڈ و مچھلی ہون
 وغیرہ میں محصور ہو گئے و فوج باغی نے چھار طرف سے محاصرہ کر لیا اہل شہر کو لوٹ
 مار سے طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگو۔ خصوصاً اہل ثنائیوں اور متوسلان سکر انگریزی
 کے زیادہ تر دشمن تھے و مرزا رمضان علیخان جیسے قدر بجا و عطف واحد علیشاہ کو
 بھاری دوسالگی مسند نشین راست لکھنویا۔ و نواب محمد ابراہیم خان شرف الدولہ کو نائب
 اہل گارڈ و انیکین جسطح پر کہ ممکن ہو سکا جلاہل خاندان نواب محبت خان بجا و رنے
 اہل باغیوں کے ساتھ سے اپنی جان و مال و عزت کی حفاظت رکھی اس دو سپاہ میں
 یہ سنا کہ شہر ابس بریلی غدر ہو کر وہاں پر خان بجا و خان ابن نواب ذوالفقار خان
 حلف حافظ الملک بہادر کہ وہ اہل روزن تمام اہل خاندان بریلی میں بڑے اور
 سحرز تھے۔ باہمی صاحب کشن بریلی یعنی الاک زندہ صاحب بہادر مسند نشین رہا
 ہوئے اس خبر کے دریافت ہوئے جسے سب اہل خاندان نواب محبت خان اولاد
 نواب محمد ویدا خان ساکنان لکھنوکے دل میں بھیہ خیال گذرا کہ انہا جان و مال بجا
 ہم لوگ کی طرح اگر بریلی میں پہنچ جائیں تو نہایت بہتر ہے۔ باغیوں کے ساتھ ہرمان
 پائین لکھنویں اندر ہی جان مال بچا پاؤں۔ آخر ہزار تدریر و تردد و حکیم صاحب

یعنی حضرت محل صاحبہ والدہ مرزا برجیس قدر سے سفارش نواب شرف الدولہ
 نائب رایت رخصت حاصل کر کے بست و دوم اوہ صفر خانہ کوچ سعید علی و امثال
 و سالان وغیرہ ہزار بارہ سو آدمی کی جمعیت سے جانب بریلی روانہ ہوئے و تمام
 اثاث البیت اقامہ و جملہ سکانات و باغات وغیرہ مرزا قاسم بیگ صاحب مرحوم
 کے بنیادیں اتحاد سابقہ سپرد کئے لیکن ہمارے عزیزوں سے دو شخص مسلمان
 علی حسن خان و محمد سعید خان و چند ستورات وغیرہ لکھنؤ میں رہے راستہ میں
 ہر منزل پر راتیں و لیٹروں سے جان و مال بچاؤ و تلواریں تھام کر تعاقب خدا بند
 قلع منازل کیا ہوں روز قریب بریلی گئے پہونچے وہاں بھائی بھائی
 نے آدم لوگوں کی سٹے تو قریب دو کوس بیرون شہر استقبال کر کے
 اپنی بہرہ شہر بریلی میں لے گئے اور جہاں سکانات نزول شدہ میں ہکو جگہ رہنے
 کی دی۔ بعض لوگ ہم میں سے اپنے عزیزوں وغیرہ کے سکانات میں فروکش
 ہوئے وہاں پہونچکر چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ خیال اول ہمارا غلط تھا یعنی
 یہ کہ خان بھائی و خان بھائی صاحب بہادر مسند نشین رایت ہوئے ہیں
 ظاہر نباوت و باطن صلح و نظر ہے اوہوں نے حقیقت میں نباوت ہی پر کمر
 باندھی تھی۔ صلح و نظر نہ تھی۔ مشہور عام ہے کہ دو ایک روز قبل از غدر

شہر بریلی صاحب کشتہ بھادر نے خان بہادر خان سے فرمایا تھا کہ نواب صاحب
 امروز فردا یہاں بلوہ ہونے والا ہے چونکہ یہ ملک آپ لوگوں کا سرور و
 ہے آپ کچھ اس کا بندوبست کیجیے۔ خان بہادر خان نے انکار کیا اور کہا کہ
 یہ ملک ہم لوگوں کے قبضہ سے عرصہ دراز ہوا۔ کہ نکل گیا آپ کے قبضہ میں
 ہے جب آپ کچھ بندوبست نہیں کر سکتے تو مجھے کیا ہوگا۔ بعد ایک دو روز
 اس کے لشکر کے بلوہ ہو گیا صاحب کشتہ جان بجا کر نئی تال گورواہ ہو گئے اوسکی
 روز تمام رعایائے شہر و دار علیخان و بخت خان وغیرہ نے ملکر خان بھادر خان
 کو سندنشین رایت کیا و سلامی لی۔ و سداوی کی و نذرین گذارمین۔ القضا
 بریلی میں پہونچ کر کیا ہو سکتا کہ چار طرف آگ لگی ہوئی تھی کہ ہر جاتے اور کیا کرتے
 ناچار سات مہینے تک بریلی میں رہے خان بہادر خان کو ہمارے پہونچنے سے
 قبل خطاب و خلعت منجانب شاہ دہلی مرزا ابوظفر بھادر انتظام الدولہ محافظ الملک
 خان بھادر ہزیر جنگ رئیس اعظم ملک رو میکنڈ کا اچکا مت اور خان
 بھادر خان نے ایک مہر پر بزار حکومت اپنے یہ کندہ کرایا تھا۔ الحکم لہ
 و الملک لہ۔ اور مہر قدیم پر اوں کے یہ سبج کندہ تھا۔ 
 شمیم خان بھادر بڈوالفتار علی

جب بدست کھنڈ وغیرہ کے فوج سرکار انگریزی جانب ملک روہیلکھنڈ روانہ
 ہوئے اور ناظم شاہجہان پور نظام علیخان جو خان بھاؤ کسٹیف نامور تھے
 شکست کھا کر گریزان ہوئے یہ خبر بریلی میں پہونچی تو ماہار او اور
 تاتیار او بہو والے ورس فرخ آباد نواب تھل حسین خان وغیرہ نے
 اس جیلہ سے راہ فرار اختیار کی اور خان بہاد خان سے کھا کہ ہم اپنی اپنی
 فوجیں ہمراہ لیکر برابرے مقابلہ شاہجہان پور کو جاتے ہیں کچھ فوج اپنی ہی
 آپ ہماری ہمراہ کر دیں۔ خان بہاد خان نے بھی کسی قدر فوج اپنی کہ اسٹیل
 بین ساٹھ ہزار مردان سپاہ از پیادہ و سواروں کے لازم تھے۔ ان شناس
 کے ساتھ دو چار ہزار آدمی کر دئے ان تینوں سرداروں نے بریلی سے
 ایک دو منزل نکل کر بھاڑ کا راستہ لیا شاہجہان پور کیلٹ رخ بھی نکلیا۔
 بالآخر فوج سرکار انگریزی شاہجہان پور سے بڑے بڑے طور پر چار شنبہ تاریخ
 ۱۹ رمضان ۱۲۸۵ھ مطابق ۵ ماہ مئی ۱۸۷۴ء قریب شہر ابٹن بریلی
 کے داخل ہوئی اور لڑائی طرفین سے شروع ہوئی۔ اس میں فوج خان بہاد خان
 و ماڈھے خان و اسماعیل خان و ولید خان وغیرہ کی شامل تھی۔ دو پھر
 کال لڑائی رسمی فی الحقیقت اس لڑائی میں فیروز شاہ نے بڑی بہادری

اورد ویری کی مسجد و چہر کے یہ تمام فوجیں شکست کھا کر دو گروان ہوئیں
 اور خان بھسا اور خان غنے ہر جہ فوج کو روکا اور بھاگنے پر سخت دست کھا
 انجام کار باسنو سے پٹوایا مگر تمام سوار و پیادہ پل کی راہ کو چھوڑ کر وریا سے
 شکستیا میں تیر تیر کر نکل گئے۔ جب خان بھسا اور خان غنے بھی مہشور و غیرہ شاہ
 اوسے دن تین بجے بریلی سے کوچ کیا اور تمام شہر کے لوگ بھاگنے لگے۔
 مگر فیروز شاہ نے قریب دو پہر رات تک بجنگ سورجیاں وغیرہ فوج انگریزی
 کو اوس دن شہر بریلی میں نہ آنے دیا و پہر رات گئے مگر فیروز شاہ
 بھی میدان عالی کر کے روانہ ہو گئے۔ ۳۰ رمضان المبارک کو مطابق ۶ ماہ
 سنہ مذکور العدو کی فوج انگریزی مشرق و مغرب کی جانب سے داخل
 شہر بریلی ہوئے اور حکم قتل عام اور لوٹ مار کا جاری ہوا ہم لوگ بھی
 ہم ماہ رمضان المبارک کو شہر بریلی سے بڑسہ سامان حیران و پریشان
 سحر حیاں و اطفال بوقت شب تمامی اثاث البیت و مین چھوڑ کر نکلے بعد از ان
 راہ میں دست باغبان و رہنماں سے طرح طرح کی خرابیاں اور تکلیفیں
 اوشہا میں و ہشت کس از ابن خاندان و بعض اکثر طوائف شہار راہ وغیرہ میں
 جان سے مار گئے و دوشاخاں شہر لکھنؤ میں رہ گئے تہو و لکھنؤ میں مار گئے

ویک مقام پر اسپ سواری راقم الحروف کہ جو قبل از عذر آغا احمد شیرازی
 مرحوم سے تعینت مبلغ نہ صد و چاہ روپیہ خرید کیا تھا ضرب گولی یا بنا دتی تھا نیز
 در نہران کے مارا گیا اور بندوبست ہی ٹوٹی اور خفیف سا زخم پوست مال میں بائیں گٹھے پر
 بھی آیا غصہ کہ کمال بسرو سامانی سترہ روز کے عرصہ میں بتظام قصبہ محمدی کہ
 وہ عملداری ملک اودہ میں واقع ہے پہنچی وہاں احمد اللہ شاہ و خان بہادر
 خان راجہ میل خان وغیرہ سے اپنے اپنے لشکروں کے موجود تھے اور شاہ جہاں
 پور پر جنگ ہو رہی تھی چند روز قیام کر کے جب احمد اللہ شاہ موضع نیوایان
 کی گڈھی پر ضرب گولی بندوبست کر کے گئے بعد اوسکے ہم لوگ راجہ خیر آباد
 ہوئے اور وہاں قصبہ مچھڑہ پہنچ کر سکونت اختیار کی اور دنوں وہاں
 عملداری پر قید کی تھی اور باغیوں کا جابجا جمع تھا سرکار انگریزی کی عملداری
 فقط دو دو چار چار کو س تک شہر لکھنؤ کے باہر تھے حقیقت میں زمانہ عذر
 لکھنؤ کے لوگ جس دلاوری کے ساتھ لڑی تمام ہندوستان میں کہیں
 کے لوگ اس جرات کے ساتھ نہیں رہے بیشک لکھنؤ والوں نے
 انتہائی بہادری کی۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہی۔ کہ یہ زمانہ عذر یعنی ۱۸۵۷ء
 مطابق ۱۲۵۷ھ عیسوی راقم کو خوب یاد ہے کہ کوئی شخص از اولاد ملازمت

و غلامان و کثیران وغیرہ میں ایسا زندہ نہ تھا کہ جس نے حافظ الملک بہادر کو اپنے
 اکٹہ سے دیکھا ہو۔ القصہ قریب تین ماہ ہم لوگوں کا قیام وہیں یعنی چھوٹے
 میں رہا تا مہ موسم بارش وہیں گزرا اس درمیان میں سرکار انگریزی کے استدار
 عفو جی ایم صاوری ہوئے اور عہداری کپنی کی اوٹھکرا تنظیم مملکت جناب
 ملکہ سوطہ تعمیر بند دام اقبالہا کی جانب سے شروع ہوا اور رعایا کو اسن دیکھی
 نقطہ وہ اشخاص کہ جو خاص ملازم سرکار تھے اور باغی ہو گئے یا وہ لوگ کہ
 جنہوں نے صاحبان انگریز بہادر کو بحالت مجبوری ہلاک کیا یا جن لوگوں نے زن
 اور بچوں کو قتل کیا یہ تین قسم کے لوگ عفو جرم سے مستثنیٰ رکھے گئے
 یعنی او کی مجرمی دائم قائم رہی پس ہم لوگوں نے چھوٹے سرکار ایک عرضی پیش
 طور پر ہدست ٹیکا چیرا سی ملازم مقبر اپنے کے برائے حصول اجازت
 حاضری خود بہ شہر لکھنؤ خدمت میں کو انا صاحب بہادر ڈوٹھی کشنہ لکھنؤ
 ارسال کی چنانچہ صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ عرضی ہم لوگوں کو
 شہر میں آنیکی اجازت دیدی و پورا نہ راہداری کا ازراہ عزت افزائی
 مرحمت فرمایا ہم لوگ اس حکم نامہ کو دیکھ کر خوش ہوئے جو کہ ظاہر
 نقد لکھنؤ میں داخل ہونے کا بحوف با عیون کے نکرتے تھے کہ دس

اشخاص ہمارے خاندان کے دست باغیان و راہِ زمان سے تعات
 متفرق پر سہ باز دیگر ملازمان ہمارے ہی ہلاک ہو چکے تھے لہذا اچھی رو اگنی
 دیات و دیگر چیز سے چکر چرتے دن کنہو میں داخل ہوئے اور حاجب
 اپنے احباب اور دوستوں کے مکانوں میں فروکش ہو گئے اس واسطے کہ
 مکانات ہم لوگوں کے سرکار میں نزول ہو گئے تھے روزِ دوم کو توالی میں
 جا کر بروڈ صاحب کو توال شہر کے جلسہ اظہارات و دیگر حرمِ عبادت سے
 بری کئے گئے بعد ازیں صاحب ڈچی کسٹنر امپٹ صاحب بہادر کی
 خدمت میں حاضر ہو کر اور تاملی اظہارات و بے جرمی اپنی ثابت کر کے
 صفائی حاصل کی اور مکانات و باغات ہم لوگوں کی جو سرکار میں نزول ہو گئی
 تھی بتاریخ ۱۸ جولائی ۱۸۵۹ عیسوی حسبِ نزول سے واکداشت ہو کر
 مرصحت ہوئی اوسکے بعد کچھری و شقیہ و پیش من گئے اوس زمانہ میں
 یعنی بعد غزوہ لمیس صاحب بہادر مہتمم خزانہ و دفترِ نشین و وثیقہ وغیرہ منجانب
 سرکار مقرر تھے صاحب موصوف نے بعد اظہار یعنی ہم لوگوں کے
 کسبِ نفسانیت و بیوی کو کام فرمایا اور رحمِ ولی و عدالت نہ کی چونکہ
 ہم لوگ اون روزوں محض بے سرو سامان بحالِ ظلمت و پیریانی

مبتلا تھے۔ صاحب مذکور کے خدمت گزاری خوبی نکر کے اسوجہ سے ہمیں
 صاحب نے علی بخش خان رسالہ دار ساکن قدیم شہر بالسن بریلی و میرزا جلال علی و اعظم
 کو کہ وہ منشی صاحب مذکور کام کیا کرتے تھے گواہ قرار دیکر ہم لوگوں کو باغی
 و نشین دوامی قدیم کے کو جو عرصہ قریب سو برس سے نسلاً بعد نسل و بطناً
 بعد بطن سرکار سے بیعت و جاگیر ملاکت ہو سکی تھی چلی آتی تھی و ذکر اس پیش کا
 جلد دوم کتاب عہد نامہ نامہ جات مرتبہ ستر انجیس صاحب بہادر میں موجود
 ہے حیاتی قرار دیکر رپورٹ ضبط کی سرکار میں گزار لی لیکن صاحب کشنراوی
 صاحب بہادر نے ہنگام لاخفہ کہ تقدیر رحمہ کی کو کام دیا کر یہہ رائے اپنی
 اوس رپورٹ میں شامل کی کہ جو لوگ اسین سے کبیر السن صاحب قبض
 از مردوزن باقی بنیاد کے نام پر کچھ تقدیر پرورش سرکار سے ناجیات
 مقرر ہونا چاہی باقی پیش ضبط کجائے چنانچہ حسب سفارش صاحب ممدوح
 کے جب قدر مردوزن ضعیف اوس زمانہ میں زندہ تھے اور ان کے نام پر رصد
 رتق پیش قریب پانصد روپیہ یا مہوار کی جابری ہوئی جو کہ اوس زمانہ میں
 عموماً صاحب قبلہ نواب حیدر علی خان بزرگ خاندان و خباب والدہ جلد
 خاک را یعنی نواب محمد موسیٰ سے خان اطلاق نواب محبت خان مرحوم

بقید حیات تیرا دن لوگوں نے سالہا سال پشیمین مستغاثہ کو شش
 کی دہزار ہا سو پیکاس صاف ہوا کہ چپس چپس و ساٹھ ساٹھ روپیہ یا ہوا و کلا رکھو
 دنیا پڑا نو لوی نور الدین صاحب مولوی شرف الدین اظلاف مولوی براتی صاحب
 مرحوم سالہا سال میر و کار و مختار رہے مگر مالکان ملک اور کچھ ساعت
 نہ فرمائی ورائے صاحب مہتمم خانہ بحال رکھی۔ بیان دیگر۔ ۱۸۵۹ء میں یہ
 سنا کہ خان بہادر خان زبرداسن کوہ نیال ہنگام بنگ پست اس کے گر کر
 گرفتاری ہو گئی۔ ورجاست لکھنؤ میں آئے و حکام رو بکاری بحضور صاحب کمشنر
 و چیف کمشنر سادرفرش پرٹھپہ گئے اور یہ کہا کہ مدتوں کرسی پر پرٹھپہ اب
 قیدیوں کی جگہ پرٹھپہ چاہی لیکن صاحب چیف کمشنر سادرفرش نے مانا اور فرمایا کہ
 نوالہ صاحب آپ کرسی پرٹھپہ میں خان سادرفرخ نے انکار کیا۔ لیکن باہر تمام صاحب
 موصوف نے اور ملی نوابین ہاتھ دلو کر کرسی پرٹھپہ یا وقت باز پرس خان سادرفرخ
 خان نے تقریر مردانہ وار دلیرانہ کی زیادہ لجاجت سے کام نہیں رکھا سو جب کہ
 سہرہ دست از جان بستوید ہر چہ در دل آید گوید یہ کہہ کہ میں نے از
 نو و تجارت پر کمر نہیں بندنی فوج سرکاری انگریزی باغی ہو گئی جس میں ملک
 کا جو دعوے دار تھا اس کو اس مقام پر میں گردانا جو کہ بریلی شاہجہان پور

و پہلی بہت یعنی جملہ روہیلکھنڈ وغیرہ ہمارا ملک موروثی تھا اسوجہ سے نجات
 خاں و جملہ رعایا نے مجتمع ہو کر مجھ کو سند نشین ریاست کیا میں نے نہ ملوہ کرایا اور
 نہ کسی انگریز یا زن و بچہ وغیرہ کو قتل کیا جسوقت آپ صاحبوں نے ظلم فوج سے مجھ پر ہو کر
 ملک چھوڑ دیا جب میں نے اپنا قبضہ کیا باقی ملوہ کو روک تھام دوسرے میری اختیار
 میں نہ تھا و انہوں نے جو چاہا سو کیا بعد ازاں لکھنؤ میں جا کر میدان میری فوج اور آپ
 کی فوج سے البتہ ہو میں انہیں مہرین کاشت و خون ہوا اسبہن میری کیا خطا
 عروس ملک کسی درکنار گیر و تنگ کہ بوسہ لب شمشیر آبدار زندہ۔

این دولت و ملک میر و دوست برست + اب میں آپ کے بس میں ہوں
 جو چاہے وہ میری نسبت حکم دیجئے۔ بعد ازاں اس گفتگو کے صاحب چیف
 کشنر بہادر نے بخیال اس کے قصہ زمین بر سر زمین چالان خان بہادر خان کا لکھنؤ سے
 بتعام بریلی کر دیا۔ انہوں نے ہنگام پیشی وہ بھی تقریر جو کہ لکھنؤ میں کی تھی
 اوسے طرح صاحب کشنر بہادر بریلی سے بھی کی جو کہ سرکار انگریزی کو نراے
 موت خان بہادر خان کو دنیا میں کوڑ تھلا لٹھا کچھہ اور الزامات اون پر قائم
 کر کے نئی کوتوالی کے سامنے لا کر بچا لسنے دیتے وقت بھیہ کھا کہ آپ کو
 جو کچھ نصیحت و وصیت کی ہو کر یہیہ خان بہادر خان نے کھا کہ مجھ کو

کچھ کسی سے کہنا نہیں اور شیم پر آب ہو کر چھ شہر زبان پر لائے ۵
 بجرم کلمہ حق میکشند غوغا نیست زمرگ زندگیم میشود تا شائست
 اور کلمہ پڑ کر بھانسی اپنے ہاتھ سے گلرین ڈال لی مگر اوس روز احتیاطاً تامی
 فوج انگریزی و توپ خانہ وغیرہ بھی بھیاں بلو دہل شہر طیار کیا گیا اور جا بجا
 تاکہ بندی کر دی گئی تھی کہ مبادا شورش یا سیطرح کا فساد برپا ہوا فرض بعد
 پھانسی دینے کے مسلمان فوج انگریزی نے اونکی کاش لیکر غسل و کفن
 بحکم سرکار انگریزی جیل خانہ میں دفن کی فاعبر و یا اولی لا بصاۃ
 اور خطاب نوابی کا اونکے نام سے کم کر دیا گیا کہ آئندہ اونکے نام کے ساتھ لفظ
 نواب کا نہ لکھا جائے۔ ۵ دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا ہے کیساں کہی
 رنگ زمانہ دیکھا ہے کہ دشمن تھا جنگی سر پہ تیر زین پرت پیر نہ اونکو شایانہ دیکھا

قطع

درین سہرؤ سہ پنجی چہ گشتی نائوس	زہشت خلد اگر نیستی دلا مایوس
بحوان حکایت اصحاب کیف و وقیانوس	بہر شبانی دنیا اگر شکی باشد
چہ برس چہ لقویش چہ بطلیوس	کجا شند حکیمان فیل سون جہان
کہ بودہ اند ہمہ صاحبان و دیکوس	چہ رفت بر سر گردان گردش دوران

کجاست فتنه داور و یوفروش الحاقی	۷	سخر گروش من آید بدین صد اخروش
نه خفته نیست ز تحت مرصع بلقیس	۸	نه کرو فرسیمان نه بدید جاسوس
وزیر آصف دران امیر فوج افغان	۹	شکست خورده بفرجه اجل نجوس
ز دوست بهمن اسفندیار روئین تن	۱۰	بیک خدنگ فتنه سر نهاد بر بوس
کجاست افسر زرین و جبر شانه	۱۱	صد آهون کجا و کجاست ناله کوس
شکست جام جم آینه سکندر هم	۱۲	نه آن درفش کیانی نه بست کنبه کوس
کدام ملک تاراج کرد فوج اجاک	۱۳	جهنده چین دجه ابر و شام چه اوس
ز بر و جاکست که ز دار فضا	۱۴	جهود و نه دمسلم نصاره و چه جوس
جه انبیاء ولی وجه عالم و جاک	۱۵	سپرده اند به بیک فتنه خدایوس
نه مانده حضرت یوسف مام و قارون	۱۶	حسین گذشت نه اهل سخا و نه شوس
نه مانده سحر عذار عشق شناسی کدام	۱۷	کجاست حسن عمران و سحر سالوس
نه مانده عیسی گروین زین و زین عالم	۱۸	برفت زین و عیسی غم و چه کوس

- | | | |
|-----------------------------------|----|----------------------------------|
| کجاست فتنہ داور یوسف خوش الحانی | ۷ | سحر گنجش من آید بین صد آفرین |
| نه خند لیست ز خجسته مرصع بافتیس | ۸ | نه کرو فرسیدان نه بدید جاسوس |
| وزیر آصف و دران امیر فوج افغان | ۹ | شکست خور و بفرجه اجل نجیب |
| ز دوست بهمن اسفندیار و دین تن | ۱۰ | بیک خندنگ فضا سر نهاد بر بوس |
| کجاست افسر زرین و بهر شاه نه | ۱۱ | صد آهون کجا و کجاست ناله کوس |
| شکست جام جم آید سکندر جم | ۱۲ | نه آن درفش کیانی نه بهت نه خوس |
| کدام ملک تاریخ کرد فوج اجاک | ۱۳ | جه بند و چین وجه ابرو نه چه او |
| ز بر و جاکست که زوار فنا | ۱۴ | جهود و بند و مسلم نصاره و به جوس |
| جه انبیاء ولی وجه عامه جاک | ۱۵ | جهود و اند به بهت شفا نه جوس |
| نه مانده حضرت یوسف نام و قارون | ۱۶ | حسین گذشت نه اسماء نه نوح |
| نه مانده سعد رخس شناس کدام | ۱۷ | کجاست حسین عرمان و سراسر کوس |
| نه مانده حسین گریون نشین درین عام | ۱۸ | برفت و نیز فلک خط عین غور و جوس |

گذشت احمد مرسل ازین جهان بیهات

۱۹

چو از نه ماند ماند نه را بمل نفوس

نه ماند تبسج دامق نه بلی عذرا

۲۰

نشدند عاشق و معشوق با قضا مالوس

نه ماند از شتر ایچا کس بیک سخن

۲۱

که سکهها بزدند و بداشتند ملکوس

قیام کردند ایچان عزیز بی عزت

۲۲

نه ماند صاحب غریب کدام که دیوس

ببطل و ببرد جوان بختت و دنیا

۲۳

مدام شو برو خواست این مجوز و کوا

چه بگرختن دنیا و نوبه های هزار

۲۴

چه زند و بوی گل ترچه جلد و طاروس

خوشه آمده هر کورین جهان حراب

۲۵

مال کار ز پیک اجل بشد بابوس

ز گرم و سرد جهان بر سرم گذشت

۲۶

نه تر و ماند درینچان کدام نه بخوس

بخوش نیست عین و طریح چنان دارد

۲۷

نیک است با فاقا کاسه معکوس

به پیش ابل و لادن از یک نام و نون

۲۸

چه است با لک از ان وجه نام ناقوس

بگو ترا شد دل لا اله الا الله

۲۹

که کند می ماقی و فانی ترا شود محسوس

بر آینه نفس است انچه است

چه است نیت و نیای در جهان بکوس

آدم بر سر مطلب ساقی اوس زمانه ماین

و نظام علی خان ناظمان شاہجہانپور و بدایون و بعض دیگر سطات و پیرگنات وغیرہ
 الغرض ساتھ ہزار کس از زیادہ و سوار ملازم خان بہادر خان کے تھے و قریب چیل ضرب توپ
 و زنبوک وغیرہ۔ و ہر زمانہ ریاست خان سبوق الزکر محمد ابراہیم خان عرف نواب بہورا
 خان خلف نواب السدی خان ابن نواب حافظ الملک اور ایک پسر بہادر خان سید علی محمد حسین
 عرف امی سیان بتقام وانا گنج کسی مخالفت پر بمقابلہ نیاز محمد خان جرنیل ماری گئے۔
 و بالفعل فرزند نیاز محمد خان مرحوم یعنی فضل محمد خان برایت ٹونک بعد ہوتاوار
 بتقام نیامیر و مموریان و محمد رضا خان بیرہ کبیر شاہ خان مرحوم ہی اس ریاست میں
 بعدہ انسپکری ہنوز ملازم ہیں۔ آدم پسر مطلب۔ حتی کہ با حبشہ ۱۲۸۵
 عموصاحب قبلہ نواب حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا کہ تاریخ اوکے وفات کی کمی
 ہوئی برادر احمد حسن خان جو حسن مرحوم کی بیٹے تاریخ بشہر یب جو حسن
 عموی من + دست اجل نقد جان چون سپرو + بگتم نزد و المصال فوت + کہ وہ اب
 حیدر علی خان امرو + و بعد ازین جناب والد ماجد کا ہی انتقال ۱۲۸۵ شمسی تاریخ
 ۱۹۔ شہر ذیقعدہ ہو گیا تاریخ انتقال جناب والد مرحوم در صنعت نوشیچ از خاکسار
 تاریخ فرسوقضا چون والدین نواب محمد موسی خان غم ہر دو اس خمس چنان کامد
 بلیم او دفنان + یاد آمدہ از سر ہر صریح تاریخ وفات ز روی آسد + روتاخذہ

از دنیای مدبر رخ کرد سوئی باغ رضوان و عرض کہ ان حضرات میں سے جو شخص وفات پاتا
 گیا او کی پیشین گوئی اولاد کے نام پر گرگز نہیں جاری ہوئی۔ بعد اسکے ہنگام دربار
 قیصری خاکسار نے چند اشعار مع خیاب ملک معظمہ قیصر ہند و ام قباطحا و قطعہ عرضی اپنی
 بذریعہ صاحب چیف کمشنر اودہ انیزیل ہیری جان انگلیش صاحب بھادر خضبر و اسیر
 کشور ہند گزاری ہوئے اس عرضی کا جواب نہ آنے پایا تھا کہ جان انگلیش صاحب
 بھادر چیف کمشنر اودہ پیشین یاب ہو کر ولایت کو روانہ ہوئے چونکہ وہ حاکم رحیم
 مل شریف پرور تھے یقین تھا کہ اگر ان کی موجودگی میں میری عرضی کا جواب
 حضور و اسیر کے کشور ہند سے آجاتا تو خاک رائے حق سے محروم نہ رہتا پس بجا
 چیف کمشنر سابق کے کو بر صاحب بھادر کمشنر ملک اودہ و لغٹ گورنر مالک غازی
 و شمالی تقریر سے دھاک دودہ ہی شامل لغٹ الہ آباد ہو گیا اس وقت
 وہ عرضی باین بریت خاکسار کو واپس آئی کہ سائل بذریعہ لوکل گورنمنٹ پیش کرے
 بغیر وزچہ لوکل گورنمنٹ کے و اسیر کشور ہند کوئی کاغذ ملاحظہ نہیں کرتے نا چار اتم
 نے وہ عرضی بد حکم خیاب و اسیر کے کشور ہند بخدمت کو بر صاحب بھادر پیش کی
 صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ حکم تحقیقات کا صادر فرمایا چنانچہ دفتر وثیقہ و پیشین
 گوئی میں تک تحقیقات اس مقدمہ کی رہی۔ راقم نے بھر طرہ صفائی بجاوت خود و جو

دوامی نیشن گواہی روکنا شہر لکھنؤ و جوالہ جلد دوم کتاب عہد نامہ جات مرتبہ ستر پنجن
 صاحب بجاورد کے حسین اس نیشن کا ہی ذکر موجود ہے پیش کیا اور یہ ہی تحریر کیا
 کہ اگر کسی قسم کی بغاوت میری یا میری والد کی ذمہ داری جاوے تو امیدوار ہوں کہ او
 عیوض مجھ کو بے سزا مل جائے ورنہ ازراہ انصاف سرکار سے نیشن کا عطا ہونا کہ عیوض جائز
 ملک روٹیکہنڈ کے ہم لوگوں کی تفریق ضرور ہے کہ صاحب لکھنؤ گورنر بجاورد کو
 صاحب نے مطلق رحم دل کو کام فرمایا۔ اور رائے صاحب ہتیم خزانہ کہ سراسر
 نا انصافی پر تھے بحال رہی لیکن راقم اس پر بھی خاموش نہ رہا اور بار بار عرض کیا
 بحضور حاکمان عہد گذاری لیکن جسے زور جواب اول کے کہ جو رائی صاحب ہتیم خزانہ
 و ہمیں صاحب و درباب ہم لوگوں کے سابق میں ہوئے تھا جب تک کوئی جواب معقول نہیں
 پایا اس کا کیا علاج کہ زبردست مارے اور دھمکے۔ حاکم و محکوم کا فرق ہے
 ورنہ خاکسار بھرنوع ستم نیشن پائے کا ہے۔ عرصہ قریب پندرہ سال گزرا کہ بعد
 لکھنؤ لای صاحب بجاورد راقم نے درخواست نیشن جو گذاری تھی بعد سائینہ کو لکھا
 یہی حکم ہوا کہ اسی صاحب ہتیم خزانہ بحال و خواست تنہا ہی منظور افسوس کی
 بات ہے کہ باوجود ثبوت استحقاق حاکمان وقت محض خیال نقصان سرکاری اصلا
 رحمہ لی اور انصاف کو کام نہیں فرماتے ہر چند جناب ملک عظیم قیصر مند و ام قباہا

کو بہر کیف پرورش پایا و سربا و شریف نوازی ملحوظ خاطر اور استحقاق کسی مقدار کا تلف کرنا
 نہیں جانتیں پس عطا کرنا اس پیش قلیل کا کہ مبلغ دو ہزار اسی سو سیڑی روپیہ چودہ آنہ
 چار پائی ماہوار انکی سرکار عالیجاہ کی نزدیک کیا و شوار اگر خباب ملک مغیر کے کان تک
 خبر پہنچی تو یقین ہے کہ بعینایت خدا کا سارنے حق ہو محروم ہو کر گیا کیجئے۔ ۵
 نہ تاجہ نہ صبا سے نہ مرغ مارہری کے زبکیسی ما نمی برد جزی

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از حضرت مسنف

کہے ہیں خاندانی اپنے حالات	سین ما صفحہ ستی پہ باقی
نہیں زار کہ جوٹ اسپین ہر نمود	اسد کبد و یحی سے تاریخ بھی
تاریخ تصنیف کتاب ہذا لطیف و سلطان احمد خان عرف اب بھاری خلیفہ کبر حضرت	
بشان و شوکت صدفی نقش سلیمان است	کتاب جو مہر خاوری نقش سلیمان است
عیان ساز و چو ماہر جمہ منیک و بد عالم	عجب آئینہ اسکندری نقش سلیمان است
کنڈ پرواز عقل و ہوش انجمن تالش	پیشتر اہل منیش حین پری نقش سلیمان است
زغال طاق الملک ببادر کند واقع	کتاب یادگار ان جبری نقش سلیمان است
نگین دل ز دانش طاعت بجا و ارد	کہ کینہ ہم برین انگشتی نقش سلیمان است

<p>بہانِ دل ہر مطلقِ خاکستہ بروایل بسانِ مہرِ برادقِ دلما ثبت میگردد بولجِ تصنیفِ حرمی و گوشِ تن</p>	<p>نہا شد چون چہا شتری نقشِ سیلان کہ شلِ ہمِ اعظمِ نگری نقشِ سیلان از آسیبِ جہانِ گفاری نقشِ سیلان</p>
<p>تاریخِ کریمِ فکرِ سرِ محمدان عرفِ سرِ باو خلفِ اصغر حضرت مصطفیٰ تخلصِ افشار</p>	
<p>لکھے احوالِ قبلہ کا ہی نے عجیب میں بزمِ جہان میں گویشِ شہنا تصنیف کا سال بھی نہ رکھ دو</p>	<p>عالی انساب کی فتانی یہ ہیں او جری محفل کی ایک کہانی یہ ہیں جدِ طلائعِ خاندانی یہ ہیں</p>
<p>تاریخِ تصنیف کتابِ بذا از طبعِ سخنِ منشی لچمی سہما سوز خلعتِ منشی</p>	
<p>راجہ نور صاحبِ رئیسِ قصبہ یکینہ ضلع علی گڑھ شاگردِ حضرت مصطفیٰ</p>	
<p>میان اس میں قصداً عجیب کہو سالِ تصنیف تم بھی محبِ سوز</p>	<p>نیکو فکرِ جہان میں پوس گار و اج کہ زیبا ہے تاملِ بیخِ لایاب آج</p>
<p>دیگر</p>	
<p>کتابِ اوستا کے تصنیف وہ سوزِ بلکہ کر تھی تاریخ کی سالِ تصنیف اور سکا بہرِ یادگار</p>	<p>دوسری سیکی مقابلِ می: ہو بولِ لہوِ شہادتِ لاجمہ سے سوز زیبِ تہنِ گلہ انسانی کہو</p>

تاریخ تصنیف شاعر خوش نیا و منشی جگتا شہ پر و متخلص شاعر و خلف منشی
رشتا جی لعل - شاگرد رمر - تلمیذ حضرت مصنف

شہرہ تصدیق او شد چار سو

چون نوشت احوال خود استاد من

بے بجا نقش سلیمان خان گبو
۱۳۱۳ھ

شاد و لہزدوی بیان تاریخ سال

تاریخ ہائے طبع کتاب ہذا

تاریخ طبع از شاعر نامی گرامی جناب سید عبدالرزاق صاحب کلامی مصنف نظم
فتوح الشام و مصفا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شاگرد جناب سید علی بخش صاحب تاج مرخوم آباد

آپ نے تاریخ کہی بے مثال
نظم کے قایل ہیں سب اہل کمال
وہ دکھایا اکہی سے لکھا جو حال
کیون اس پر جان نہ دہو ہڈ مال
اب حیوان اسکے آگے کیا ہے مال
اور یہ چاہا کہ لکھوں اس کا سال

اے استاد فن شاعری
نہ طائر نہ شیر اس کے فدا
واہ کیا انشا ہے کیا انشا ہے
سیر کوئی تاریخ ہے یا جامِ ہسم
اس کی جو مردہ تھے وہ زندہ ہوئے
شادمان ہیں سے کلامی بہا ہوا

از سر و جد اس طرح دل نے کھا

واہ یہ تاریخ سے پس بے مثال

قطعہ تاریخ شاعر ناک خیال محمد ابرہیم خان قمر شاگرد سید ابرار احمد و تلمیذ حضرت مصنف

تاریخ بنین بلکہ ہے جان تاریخ
تاریخ ہے بریل بیان تاریخ
۱۲ ۱۳ ۱۴

اوستا دے چھوٹی جو مطلع میں کتاب
ایک مرتبہ سال کسہد و تم ہی

دیگر

جسکا نام کوئی نسخہ آج تک دیکھا نہیں
نقش نواب سلیمان خان بجاور آفرین
۱۵ ۱۶ ۱۷

حضرت اوستا چھوٹی وہ اور کتاب
مصرع تاریخ بھی ہے رحر کیا مسیحتہ

قطعہ تاریخ از تہجہ فکر میر محمد خان فروخلف پچھمی حضرت روشن الدولہ عمدۃ الملک
کریم نل غوث محمد خان صاحب مہم جنگ محرم و معنوشاگرد و مرز تلمیذ حضرت مصنف

سطرین ہیں یا سلاک و زانتخاب
بزم کی ہر سطر ہے موج خوش آب
وایہ سے ہیں رشک وہ آفتاب
دلکو سرت سے ہوا اضطراب
لکب دیا تاریخ اسد لا جواب
۱۸ ۱۹ ۲۰

لکھی ہے اوستا دے جو یہ کتاب
رزم کا لفظ ہے اک ذوالفتار
نقطے ہیں فیرت وہ بزم فلک
چھینے سے جب اس کو فراغت ملی
تب قلم فرو لے از روئے جوش

قطعہ تاریخ رقم ذہن مسعود حافظ حامد خان خلف احمد خان کارپرداز صاحبزادہ
محمد صاحب بہادر شیر خنک محرم شاگرد عالمگیر خان کیف تلمیذ حضرت مصنف

فخرِ تصانیف ہے جو آج کل

لکھ دو کہ تاریخِ اسد بے بدل

۶۱۳ ۲۲

چپ گئی ارستو کی تصنیف واہ

کاٹ کے اس شمس سرِ نظر

قطعہ تاریخِ طبعِ او عالم شیرخان تخلص آثم شاکر و حضرت مصنف

کہ اس وقت میں ہند میں فخرِ جامی

شاہان میں اونکے سجدان نامی

نمایاں ہوئی جس سے معجز کلامی

کہ تسخیر میں جسکی پر یان دوامی

خوابِ اسد میں وہ رشکِ نظامی

بغیر اب جہان میں کوئی اور کامی

اوہوں نے وہ چھپوایا نایاب نسخہ

یہ نقشِ سلیمان ہے یا اسمِ اعظم

اسدِ کائنات دمِ نیکی آثم یہ کہد

ہے تاریخِ اسس کی تو تاریخِ نامی

۶۱۳ ۲۲

شجرہ اولاد نواب محمد پیر غمان کا جسکی اولاد سے ہوا

کچھ مرد و بچہ قتل و مال و بیوی بچہ



صحیح	غلط	۴	۳	صحیح	غلط	۴	۳
۲	ہے	۲	۹۲	مہمانداری	مہمانوازی	۹	۷۸
رفاقت	انفاقت	۴	۰	اوسطرن	اوسطرن	۵	۷۹
بکین	بکن	۲	۹۵	۰	۰	۳	۸۱
و	۰	۰	۰	کیا	۰	۰	۰
اسوقت	اوسوقت	۱۱	۹۶	جمیعت	جمیعت	۷	۸۲
سے	۰	۲	۹۷	ریاجنگ	۰	۰	۰
ورنہ	ورنہ	۴	۰	۰	و	۱۵	۸۳
۲	و	۸	۰	کے	۰	۳	۸۴
۰	سکھنے اور راقم	۵	۱۰۰	کیا	۰	۱۰	۰
بوکر	بہر کر	۹	۱۰۰	صنڈل	صنڈل	۶	۸۵
کیے گئے	کیگئے	۱۴	۰	چاکین	چاکین	۱۵	۸۶
برود	برود	۵	۱۰۱	تقاضہ	تقاضہ	۵	۸۷
عرق	عق	۹	۰	ہوگی	ہوگی	۲	۸۹
کہ	کے	۱۱	۰	بین	بین	۰	۰
ایک	۰	۱۴	۰	پاہی	پاہی	۶	۰
چند	چند	۱	۱۰۲	مین	ہے	۱۰	۰
و	۰	۳	۰	بہر طور	بہر طور	۱۱	۰
اوس	اوس	۶	۰	رہین	رہین	۷	۹۰
یا	بنا	۱۰	۰	کے	کا	۱۱	۹۱
جان نشان	جان نشان	۰	۰	۲	ہے	۰	۰

تفہیم لغت

۱۷۱

کتاب

نمبر	اسم	غلط	صحیح	نمبر	اسم	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۰	پکتال	پکشان	۱۳۲	۹	شانہ	مشانہ
۱۰۳	۵	کے	کے	۱۳۳	۸	لطیف	لطف
۱۰۴	۱	۰	کشتہ کے	۱۳۴	۱۲	لونے	لونا
۱۰۵	۱۳	۰	خان	۱۳۵	۱۵	سہ	سہ
۱۰۶	۲	حافظ الملک	حافظ ملک	۱۳۶	۵	بہدو	۰
۱۰۷	۹	سیر	سیر	۱۳۷	۸	مین	۰
۱۰۸	۸	باغت	باعث	۱۳۸	۹	نشینی	نشین
۱۰۹	۱	نکیا	تخریر کیا	۱۳۹	۱۲	۰	سے
۱۱۰	۳	جروت	جہروت	۱۴۰	۱۵	سے	۰
۱۱۱	۴	بسیا ہ	دہ سپاہ	۱۴۱	۱۳	لے	کے
۱۱۲	۱	مشخصہ	مشخصہ	۱۴۲	۷	لیا	لینا
۱۱۳	۹	ہوسے	ہوسے	۱۴۳	۳	برگے	بہتر
۱۱۴	۱۵	سور	نور	۱۴۴	۱۵	د	ب
۱۱۵	۶	فیض	قبضہ	۱۴۵	۱۸	سہ	سہ
۱۱۶	۵	ظفر حسن بہادر	ظفر خان بہادر	۱۴۶	۱۶	۰	سہ
۱۱۷	۱۰	د	۰	۱۴۷	۱۰	اصفر	اصغر
۱۱۸	۵	کراو	کڑا	۱۴۸	۲	خال	خان
۱۱۹	۷	۰	۰	۱۴۹	۶	۰	لواب
۱۲۰	۳	۰	۰	۱۵۰	۱۰	۰	سجاد و سجاد خان
۱۲۱	۷	مذکورہ	مذکور	۱۵۱	۶	بعد	بعدہ

صحف نامہ کتاب نعیش سلیمان فی البیان حال الارب حافظ الملک سہار

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۲	۱	۲۳	۸	۱	۲۳
۴	۹	۲۴	۱۰	۹	۲۴
۹	۷	۷	۱۵	۷	۱۵
۱۰	۶	۲۵	۳	۶	۲۵
۱۱	۱	۷	۷	۱	۷
۱۱	۱۵	۷	۸	۱۵	۷
۱۲	۱۲	۷	۹	۱۲	۷
۱۳	۱	۷	۱۳	۱	۷
۱۴	۵	۲۶	۸	۵	۲۶
۱۵	۱۱	۷	۱۰	۱۱	۷
۱۵	۱۲	۷	۷	۱۲	۷
۱۸	۳	۷	۷	۳	۷
۱۹	۱۰	۲۸	۱	۱۰	۲۸
۱۹	۸	۲۹	۱۲	۸	۲۹
۲۰	۹	۷	۱۵	۹	۷
۲۱	۱۲	۳۱	۸	۱۲	۳۱
۲۲	۷	۷	۱۳	۷	۷
۲۳	۲	۳۲	۱۵	۲	۳۲
۲۴	۷	۳۳	۱۲	۷	۳۳

۶۰	۴	غلط	صحیح	۶۰	۴	غلط	صحیح
۳۴	۹	۰	کہ	۵۲	۱۳	اند	انداز
۳۶	۹	برسا	پڑا	۱۵	۱۰	اس	۰
۳۷	۱۵	سیرے	سیرے	۱	۵۳	خود	۰
۳۸	۴	سیرے	سیرے	۹	۵۵	دفعۃ	دفعۃ
۳۹	۱۵	نہ	۰	۱۳	۵۷	۰	۰
۴۰	۱۴	لحظ	لحنت	۱۵	۵۹	اقرائی	افزائی
۴۲	۱۵	امرا و پیشان	امرا و پیشان	۳	۶۰	مارا	مارا
۴۴	۴	کری	کیری	۶	۶۱	شریف الوزار	شریف الوزار
۴۵	۵	۰	اسکے	۳	۶۱	بہار راؤ	بہار راؤ
۴۶	۴	۰	پر	۱	۶۴	انہ	۰
۴۷	۶	جب	حسب	۷	۶۵	نفتہ	نفتہ
۴۸	۷	لازمان	لازمان	۱۰	۶۷	۰	سے
۴۹	۹	القی	ماہی	۲	۶۸	دبراکے	براسے
۵۰	۱۱	سبب	سبب	۸	۶۹	سعد اللہ	سعد اللہ خان
۵۱	۱۵	اجبیاتی	اجبیاتی	۱	۷۰	و خاندان نواب امیر الدولہ بہادر	و خاندان نواب امیر الدولہ بہادر
۵۲	۵	۰	کیسے	۸	۷۱	لائے	لائے
۵۳	۸	مین	۰	۱۳	۷۲	ریج قلعہ	ریج و قلعہ
۵۴	۹	تہا	۰	۳	۷۳	دین	مین
۵۵	۱۵	لاؤست	لاؤست	۱۱	۷۴	پیادہ سوار	پیادہ و سوار
۵۶	۱۱	آہکی	انگی	۴	۷۵	کرت پڑوا	کرت پڑوا

